عمران سیریز
بوگارو
مظہر کلیم ایم اے

عروج پر ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو قارئین ایسا کرتے ہیں وہ صرف اس لئے ایسا کرتے ہیں تاکہ ان اوراق کو بار بار پڑھ کر لطف حاصل کر سکیں۔ لیکن اس طرح دوسرے قارئین کو جس ذہنی کوفت کا سامنا کرنا پڑتا ہوگا اس کا احساس شاید انہوں نے نہ کیا ہو۔ اس لئے میری ایسے قارئین سے گذارش ہے کہ وہ اوراق پھاڑنے جیسی اخلاق سے گری ہوئی حرکت کرنے کی بجائے بکسٹال سے کتاب خرید لیا کریں تاکہ ان کا شوق بھی پورا ہو سکے اور دوسرے قارئین کو ذہنی کوفت بھی نہ پہنچے۔ مجھے یقین ہے کہ قارئین میری اس گذارش کو ضرور قبول کر لیں گے اور آئندہ ایسی شکایت پیدا ہونے کا کوئی موقع نہ دیں گے۔

گڑھ مہاراجہ جھنگ سے آفاق ملانہ صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناولوں کی تعریف کرنے کیلئے تو میرے پاس الفاظ نہیں ہیں البتہ ایک گذارش ہے کہ آپ اپنے ناولوں میں جو انگریزی الفاظ لکھتے ہیں ان کے ساتھ ان کے سپیلنگ ضرور لکھ دیا کریں تاکہ ان کا صحیح تلفظ کیا جا سکے۔ اس کی ضرورت یوں پیش آئی کہ میرا ایک دوست کلیو کو (CLAVE) پڑھ رہا تھا۔"

محترم آفاق ملانہ صاحب! خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک ناول میں انگریزی الفاظ کے استعمال کا تعلق ہے تو یہ ایسے الفاظ ہوتے ہیں جو عام بول چال میں استعمال ہوتے رہتے ہیں جہاں تک ان کے تلفظ کا تعلق ہے تو کسی بھی لفظ کا صحیح تلفظ ڈکشنری سے ہی چیک کیا جا سکتا ہے ویسے بھی اگر خود کوشش کر لی جائے تو پھر اس لفظ کا تلفظ بھولتا نہیں ہے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسّلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران تیار ہو کر اور لباس تبدیل کر کے ڈرائینگ روم کے صوفے پر بیٹھا اخبار پڑھنے کے ساتھ ساتھ ناشتے کا انتظار کر رہا تھا لیکن سلیمان غائب تھا۔

"سلیمان ــــ میں نے کہا آغا سلیمان پاشا صاحب! ابھی تک ناشتہ تیار نہیں ہوا!" ــــــ عمران نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھتے ہوئے زور سے سلیمان کو آواز دی۔

"ناشتہ تو تیار ہو گیا ہے! میں ذرا حریرہ مقوی اعصاب بنانے میں مصروف ہوں۔ وہ بن جائے تو پھر ناشتہ اکٹھا ہی ہوگا!" ــــــ دور سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"واہ اسے کہتے ہیں خدمت کہ ناشتے کے ساتھ ساتھ حریرہ مقوی اعصاب بھی تیار کر رہے ہو! ویری گڈ ــــ تمہیں تو باورچی کی اعلیٰ خدمات پر گولڈ میڈل دینا چاہیے۔ ویسے ناشتہ پہلے دے جاؤ تاکہ جب تک حریرہ تیار ہو میں ناشتہ تو کر لوں یعنی فرسٹ ڈش اور سیکنڈ ڈش" ــــــ عمران نے خوش ہوتے

ہوئے کہا۔

"میں آپ کی بات نہیں اپنی بات کر رہا ہوں۔ یہ فرسٹ ڈش اور سیکنڈ ڈش والا فارمولا غیر اسلامی ہے۔ اسلام ایک ڈش کا قائل ہے جیسے پہلی نظر معاف ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک ڈش کا بھی حساب کتاب نہیں لیا جاتا۔" سلیمان کی آواز دور سے سنائی دی۔ اور عمران کا منہ بن گیا۔

"ارے کمبخت ایک ہی ڈش دے جاؤ، ہماری قسمت میں یہ تحریر کہاں۔ کاش ڈیڈی مجھے پڑھنے کے لئے آکسفورڈ بھیجنے کی بجائے کسی باورچی کا ہی شاگرد بنا دیتے خواہ مخواہ پڑھ پڑھ کر پتھر بناتے رہے۔" —— عمران نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"آپ میں صلاحیتیں کہاں باورچی بننے کی، باورچی اگر ہر آدمی بن سکتا تو ساری دنیا باورچی نہ بن چکی ہوتی۔ یہ تو وسیع علم ہے جس طرح کوچوان کو دریائی علم کہا جاتا ہے تانگے میں گھوڑا جوتتے وقت بتیس بکسوئے لگانے پڑتے ہیں ایک بکسوا بھی غلط لگ جائے تو سواریاں نیچے اور گھوڑا اوپر ہو جاتا ہے اور باورچی تو سمندری علم ہے ہزاروں مصالحوں کا فن، یہ آپ کی طرح کا علم نہیں کہ دوسروں کی لکھی ہوئی کتابیں رٹ لیں اور تعلیم یافتہ ہونے کا رعب جمانا شروع کر دیا۔ اس میں تو چولہے کے ساتھ چولہا ہونا پڑتا ہے۔" —— سلیمان نے جواب میں پورا وعظ ہی کر ڈالا۔

"ارے چولہے کے ساتھ چولہا صاحب، مجھے ناشتہ تو دے جاؤ پھر چاہے اپنے اس سمندری بلکہ بحر الکاہل علم میں جتنی دیر مرضی آئے غوطے لگاتے رہنا۔" عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"معاف کیجئے — آج آپ کے ناشتے کا ناغہ ہے۔" —— سلیمان

کی آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"ناشتے کا ناغہ — کیا مطلب۔ یہ ناشتے کا ناغہ کہاں سے آ گیا۔" —— عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر حکومت دو روز گوشت کا ناغہ کر سکتی ہے، جمعہ کے روز پیٹرول کا ناغہ کر سکتی ہے اور باربر ایسوسی ایشن سوموار کے روز حجامت بنانے کا ناغہ کر سکتی ہے تو کیا آل پاکیشیا کک ایسوسی ایشن ایک روز کا ناشتے کا ناغہ نہیں کر سکتی۔ لہذا ایسوسی ایشن کی متفقہ قرارداد کے مطابق اتوار کو مالکوں کے ناشتے کا ناغہ ہوگا اور آج اتوار ہے۔ اگر یقین نہ آ رہا ہو تو ڈائری اور کیلنڈر دیکھ لیجئے۔" —— سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"مگر ابھی تم کہہ رہے تھے کہ ناشتہ تیار ہے اور حریرہ بنا رہا ہوں۔" —— عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"ناغہ صرف مالکوں کے لئے قرار دیا گیا ہے باورچیوں کے لئے نہیں، وہ تو میں اپنے ناشتے کی بات کر رہا تھا۔" —— سلیمان بھلا اتنی آسانی سے کہاں پکڑائی دینے والا تھا۔

"یہ کیسے ممکن ہے کہ مالک جس کے اخراجات ہو رہے ہوں، جو باورچی کو تنخواہ بھی دے اسے تو ناشتہ نہ ملے اور باورچی صاحب خود ناشتہ کر لیں، یہ ڈبل سٹینڈرڈ کہاں کا اصول ہے۔ یہ تو سراسر بے اصولی ہے۔" —— عمران نے پر زور انداز میں احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"یہ ڈبل سٹینڈرڈ اور بے اصولی آپ کے لئے ہوگی کیونکہ اس معاملے میں آپ حزب اختلاف ہیں اور حزب اختلاف ہمیشہ ایسا ہی پروپیگنڈہ کرتی رہتی ہے۔" —— سلیمان نے جواب دیا۔

"اچھا جناب آپ واقعی انتہائی با اصول ہیں، مان لیا مگر بھوکوں پر نظرِ کرم کرنے کا تو ہمارا دین بھی حکم دیتا ہے" ——— آخر کار عمران نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"نظرِ کرم تو ظاہر ہے ناشتہ اور حریرہ کھانے کے بعد ہی ڈالی جا سکتی ہے۔ پہلے تو نظر ہی کرم آ ہی نہیں سکتا اس لئے فی الحال انتظار فرمائیے" ——— سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب سلیمان پاشا صاحب، مہربانی کرو کچھ تو کرو۔ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ آج ناشتہ نہیں ملنا تو کم از کم میں رات کو ہی ڈبل کھانا کھا لیتا" ——— عمران نے کلی طور پر ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"خوشامد کرنا سخت گناہ ہے صاحب، اس لئے خوشامد نہیں چلے گی۔ اگر آپ ایک روز ناشتہ نہ کریں گے تو کونسی قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ ہمارے ملک کے لاکھوں غریب ایسے ہیں جنہیں ناشتہ تو ایک طرف دو وقت کھانا بھی نہیں ملتا" ——— سلیمان نے کہا۔

"انہوں نے بھی یقیناً باورچی رکھ لینے کی غلطی کی ہوگی۔ اچھا چلو آج صبر کر لیتا ہوں۔ بزرگ کہتے ہیں صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے" ——— عمران نے کہا۔

"اسی لئے میٹھا ہوتا ہے کہ پھل درخت پر اطمینان سے پکتا رہتا ہے بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے کچا نہیں توڑا جاتا" ——— سلیمان بھلا کب ایسے داؤ میں آنے والا تھا۔

"یا اللہ تو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ تو مہربان تو کل جہان مہربان یا اللہ اپنے اس حقیر اور عاجز بندے کی دعا سن لے اور باورچی اعظم جناب

آغا سلیمان پاشا کے دل میں میرے لئے مہربانی کی رو ہی نہیں بلکہ پورا دھارا بہا دے، اسے مجھ پر اتنا مہربان کر دے کہ وہ ناشتے کے ساتھ ساتھ حریرہ بھی دے جائے۔ یا اللہ تو قادر مطلق ہے، ہر شے پر قادر ہے تو اپنے اس عاجز اور بھوکے بندے کی دعا سن لے" ——— عمران نے اونچی آواز میں انتہائی خشوع و خضوع سے دعا مانگنی شروع کر دی۔

اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا جس پر ناشتہ موجود تھا۔

"بھوکوں کو خیرات دینا ثواب ہوتا ہے اور خیرات سے تو باورچی ایسوسی ایشن نے منع نہیں کیا" ——— سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو یہ خیرات ہے، اب میں خیرات کا ناشتہ کروں گا" ——— عمران نے اس بار غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا، کیا آپ خیر حاصل نہیں کرنا چاہتے" ——— سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں حاصل کرنا چاہتا۔ خیر تو اچھائی کو کہتے ہیں" ——— عمران نے چونک کر کہا۔

"اب آدمی کو اتنا بھی جاہل نہیں ہونا چاہیے کہ اسے یہ بھی پتہ نہ ہو کہ خیر کی جمع ہے ——— یعنی خیر کثیر" ——— سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"کمال ہے، تم تو عربی کے عالم فاضل بھی بن گئے ہو، میں تو آج تک خیرات کو مفت کا مال سمجھتا رہا تھا" ——— عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جو طبعاً خیراتی ہو وہ تو ایسے ہی سمجھے گا" ——— سلیمان نے

مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ عمران اس کے اس خوبصورت اور عالمانہ جواب پر بے اختیار سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"یا اللہ اگر میرا باورچی اس طرح عالم فاضل بنتا گیا تو میرا کیا ہوگا" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ناشتے کی طرف ہاتھ بڑھانے ہی لگا تھا کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"جناب عالم بے بدل فاضل اجل آغا سلیمان پاشا صاحب ذرا آکر فون سن لیجئے" ——— عمران نے اونچی آواز میں کہا اور ناشتے میں مصروف ہوگیا۔

"خود ہی سن لیجئے۔ شاید کوئی علمیت کی بات آپ کے کانوں تک بھی پہنچ جائے اور جہالت کی تاریکی چھٹ جائے" ——— سلیمان نے جواب دیا۔

"یا اللہ تو ہی رحم کرنے والا ہے" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

'عالم بے بدل' فاضل اجل جناب آغا سلیمان پاشا کا جاہل مالک بیچارہ علی عمران بہ انداز جہالت بول رہا ہوں" ——— عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے' آج صبح صبح سلیمان سے کیا غلطی ہوگئی ہے جو اسے ان القابات سے نوازا جا رہا ہے" ——— دوسری طرف سے سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"غلطی اور عالم بے بدل' فاضل اجل سے' یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں آپ کے منہ میں ..... اوہ سوری۔ آپ کے منہ میں تو ظاہر ہے ناشتہ گزر چکا

ہوگا لیکن میرا منہ ویسے ہی سوکھے کا سوکھا ہے اور خیرات میں ملا ہوا ناشتہ سامنے رکھا ٹھنڈا ہو رہا ہے" ——— عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"ناشتہ اور خیرات میں' بہت خوب — اچھا ٹھیک ہے خیراتی ناشتہ کر کے مجھے دفتر فون کر لینا۔ میں اب دفتر جا رہا ہوں' انتہائی ایمرجنسی مسئلے پر بات کرنی ہے" ——— دوسری طرف سے سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔

"سب سے بڑا ایمرجنسی مسئلہ تو باورچی سے ناشتہ وصول کرنا ہے چاہے خیراتی ہی کیوں نہ ہو" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ناشتے میں مصروف ہوگیا۔

"سلیمان — سلیمان" ——— ناشتہ ختم ہوتے ہی عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں سلیمان کو پکارتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب" ——— سلیمان نے فوراً ہی دروازے پر نمودار ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ ناشتہ تھا' تم اسے ناشتہ کہتے ہو۔ سڑے ہوئے ٹوسٹ' پتھر بنا ہوا انڈا' ٹھنڈی چائے' یہ ناشتہ ہے" ——— عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"خیرات میں تو ایسا ہی ناشتہ مل سکتا ہے۔ خیرات دیتے ہوئے لوگ ایسا ہی مال ڈھونڈتے ہیں کہ چلو ثواب بھی مل گیا اور بچا کھچا اور سڑا ایسا مال بھی کوڑے دان میں پھینکنے کی تکلیف سے بچ گئے۔ صحیح ناشتہ کرنا ہو تو مال خرچ کرنا پڑتا ہے اور مال آپ کے پاس ہے نہیں' اس لئے مجبوری

ہے۔" ـــــ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پلیٹیں ٹرالی میں جمع کرنی شروع کر دیں۔

"اس سے تو اچھا تھا کہ آج ناغہ ہی کر لیتا۔ خواہ مخواہ منتیں بھی کیں، دعائیں بھی مانگیں اور ملا یہ سڑا ایسا ناشتہ" ـــــ عمران نے چائے کی چسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

"چلو آج کی بجائے کل سے ایک ہفتے کا ناغہ کر لیجئے۔ کوئی بات نہیں آج کا بھولا اگر کل آجائے تو اسے بھولا نہیں کہتے" ـــــ سلیمان نے الٹی میٹم دیتے ہوئے کہا اور ٹرالی دھکیل کر باہر لے جانے لگا۔

"ارے ارے کل تو سوموار ہے اور ناغہ تو اتوار کا ہونا ہے" ـــــ عمران نے بری طرح پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ابھی میں نے قرارداد پر بحیثیت صدر دستخط نہیں کئے اس لئے ناغہ اتوار کی بجائے سوموار بلکہ منگل، بدھ، جمعرات تک بھی رکھا جا سکتا ہے" ـــــ سلیمان نے ناخدایانہ لہجے میں کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے چائے کی پیالی میز پر رکھی اور رسیور اٹھا کر سر سلطان کے دفتر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی۔ اے ٹو سیکرٹری خارجہ" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی سر سلطان کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"تمہیں بھی شاید آج ناشتہ نہیں ملا اس لئے آواز سوکھی سی نکل رہی ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ، کمال ہے آپ کو کیسے علم ہو گیا کہ آج میں نے ناشتہ نہیں کیا" ـــــ پی۔ اے نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ چونکہ عمران

کی آواز اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس لئے فوراً پہچان گیا تھا۔

"تمہاری سوکھی ہوئی آواز سے، ایسے لگ رہا ہے جیسے تمہارا گلا صدیوں سے سوکھ سڑ رہا ہو۔ ناشتہ نہ ملا تھا تو خیراتی ناشتہ کر لینا تھا۔ چلو نہ ملنے سے تو بہتر ہے" ـــــ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"خیراتی ناشتہ ـــ وہ کہاں ملتا ہے۔ میری تو بیگم آج ناراض ہو گئی تھی۔ اس نے ناشتہ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اس لئے مجبوراً بغیر ناشتے کے آنا پڑا کیونکہ صاحب صحیح وقت پر پہنچ جاتے ہیں" ـــــ پی۔ اے نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"میری مانو تو ایک عدد باورچی رکھ لو۔ بیگم اور باورچی میں بس یہی فرق ہوتا ہے کہ باورچی چاہے کتنا ہی ظالم کیوں نہ ہو خیراتی ناشتہ تو دے دیتا ہے" ـــــ عمران نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں اسے مشورہ دیتے ہوئے کہا اور پی۔ اے بے اختیار ہنس پڑا۔

"جناب آپ بڑے آدمی ہیں، باورچی رکھ سکتے ہیں۔ ہم تو غریب ملازم ہیں ہم بھلا باورچی کیسے افورڈ کر سکتے ہیں۔ بہرحال فرمائیے صاحب سے بات کراؤں" پی۔ اے نے ایک حسرت بھرا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے اتنی بھی مایوسی اچھی نہیں ہوتی، تم ایسا کرو تبادلہ کر لو، باورچی لے لو اور ... اوہ اوہ سوری۔ نہیں بھئی یہ تبادلہ نہیں ہو سکتا ورنہ میں تو خیراتی ناشتے سے بھی جاؤں گا" ـــــ عمران نے بات کرتے کرتے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

"ہیلو سلطان بول رہا ہوں" اسی لمحے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔ شاید پی۔ اے نے عمران کا فقرہ سن کر یہی مناسب سمجھا تھا کہ سر سلطان سے ان کا رابطہ کرا دے۔

"یہ آپ کیسے سلطان ہیں کہ آپ کے درباریوں کو ان کی بیگمات ناشتہ بھی نہیں دیتیں اور بیچارے سوکھا گلا لئے کر آپ کے دربار میں حاضر ہو جاتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب — کیا بکواس کر رہے ہو"۔ —— سر سلطان نے حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ کو ناشتہ نہ ملا ہوتا تو پھر پوچھتا کہ بھوک کو بکواس کیسے کہتے ہیں لیکن نہ آئے تو اپنے پی۔ اے سے پوچھ لیجئے کہ بیچارے کو بیگم نے ناشتہ بھی نہیں دیا اور وہ سوکھے منہ بیٹھا آپ کی شان میں قصیدے پڑھ رہا ہے"۔ —— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تم نے پہلے پی۔ اے سے باقاعدہ انٹرویو بھی کر لیا، پورے شیطان ہو بہر حال فکر نہ کرو میں اسے ناشتہ کرا دوں گا۔ تم یہ بتاؤ کہ کسی بوگانو نامی تنظیم سے واقف ہو"۔ —— سر سلطان نے کہا۔

"بوگانو یعنی جس کے گانے سے بو آئے"۔ —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں سنجیدگی سے بات کر رہا ہوں۔ ہمارے ایک دوست ملک مصر کی جانب سے ہمیں باقاعدہ اطلاع دی گئی ہے کہ ان کی ایک خفیہ ایجنسی نے ایک ایسا آدمی پکڑا ہے جس کے قبضے سے ایک ایسا کاغذ برآمد ہوا ہے جس میں اس بوگانو نامی تنظیم کا ذکر ہے اور اس کے ساتھ پاکیشیا کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس آدمی نے مزید تحقیقات سے پہلے خودکشی کر لی اور باوجود شدید کوشش کے اس سلسلے میں مزید کسی بات کا علم نہیں ہو سکا چنانچہ ہمیں سرکاری طور پر یہ اطلاع بھی دی گئی ہے اور وہ دستاویز بھی ساتھ بھجوا دی گئی ہے۔ یہ فائل صدر مملکت نے

مجھے بھیجی ہے کہ میں اسے ایکسٹو تک پہنچا دوں"۔ —— سر سلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے، میرے فلیٹ پہ بھجوا دیں میں بصد ادب اسے ایکسٹو تک پہنچا دوں گا۔ اس کے بعد وہ جانے اور اس کا کام"۔ —— عمران نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے، میں چپڑاسی کے ذریعے بھجوا رہا ہوں"۔ —— سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔

"بوگانو — خوب اچھا نام ہے۔ لیکن یہ ہے کس زبان کا لفظ"۔ —— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے سلیمان کو آواز دی۔

"جی صاحب"۔ —— سلیمان نے فوراً ہی دروازہ پر نمودار ہوتے ہوئے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"سر سلطان کا چپڑاسی ایک فائل لے کر آ رہا ہے اسے فوراً میرے پاس لے آنا"۔ —— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور سلیمان جی اچھا کہہ کر واپس چلا گیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور بلیک زیرو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"۔ —— رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"بوگانو کا معنی جانتے ہو"۔ —— عمران نے اصل آواز میں کہا۔

"بوگانو — کیا مطلب......"۔ —— بلیک زیرو نے بھی اس بار اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے حیرت بھرے انداز میں کہا

"مطلب تو پوچھ رہا ہوں۔ سر سلطان کہتے ہیں بوگانو کسی تنظیم کا نام ہے

جبکہ میرا خیال ہے یہ کسی بُودار گانے یا بُودار گانے والے کا نام ہو سکتا ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"بُودار گانے کا تو یہی مطلب ہے کہ جس گانے سے بُو آئے لیکن بُو گانے والے کے منہ سے تو آسکتی ہے گانے سے تو نہیں آسکتی۔ گانا سننے سے پہلے ہر گانے والے کا باقاعدہ منہ سونگھا جائے لیکن یہ تو بڑا مشکل کام ہے۔ گانے والی عورتوں کے منہ سونگھنے کے بعد تو سر پر جوتیوں کا طبلہ ہی بج سکتا ہے۔ یہ کام تم ہی کرو اور مجھے فی الحال اماں بی کی جوتیوں تک ہی محدود رہنے دو۔ بہرحال ذرا لائبریری کا چکر لگا آؤ، شاید منہ سونگھے بغیر ہی تمہیں معنی سمجھ آجائے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور سلیمان تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں خاکی رنگ کا ایک بڑا سا لفافہ تھا جس پر سرکاری مہریں لگی ہوئی تھیں۔

"چائے لے آؤ" —— عمران نے لفافہ اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا اور سلیمان خاموشی سے واپس چلا گیا۔ عمران نے لفافہ کھولا اور اس کے اندر موجود فائل نکال کر اس نے اسے کھولا۔ اس میں دو کاغذ تھے جن میں سے ایک تو دوست ملک مصر کا سرکاری پیڈ تھا جو ٹائپ شدہ تھا جبکہ دوسرا کاغذ عام سا تھا اس پر ہاتھ سے لکھا گیا تھا۔ عمران نے پہلے حکومت مصر کا ٹائپ شدہ کاغذ پڑھنا شروع کر دیا لیکن اس میں رسمی طور پر وہی کچھ لکھا گیا تھا جو سر سلطان پہلے زبانی بتا چکے تھے چنانچہ اس نے اسے تہہ کیا اور دوسرا ہاتھ سے لکھا ہوا کاغذ پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ مصری زبان تھی اور یہ ایک چھوٹا سا پیغام تھا۔ اشارم نامی کسی آدمی کے نام کہ اس نے بوگانو کے لئے پاکیشیا میں ایک اہم مشن مکمل کرنا

ہے۔ اس لئے وہ فوراً ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کرے اور نیچے ایک دائرہ سا بنا ہوا تھا جس کے اندر پانی کی لہروں کے اوپر بل کھاتے ہوئے سانپ کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر کاغذ اٹھائے وہ اپنے مخصوص کمرے میں آگیا۔ خصوصی کمرے کی ایک الماری سے اس نے ایک طاقت ور خوردبین نکال کر میز پر رکھی اور خود کرسی پر بیٹھ کر اس نے پیغام والے کاغذ کو ٹائپ شدہ کاغذ سے علیحدہ کیا اور پھر اس نشان کو خوردبین میں ایڈجسٹ کر کے اس نے اسے چیک کرنا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر بعد جب اس نے سر پیچھے ہٹایا تو اس کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے۔ اور کاغذ کی بناوٹ بھی واقعی مخصوص قسم کی تھی۔ اس کے اندر ہلکے نیلے رنگ کی آڑی ترچھی لائنیں سی نظر آرہی تھیں۔ اس نے اٹھ کر خوردبین واپس الماری میں رکھی اور کاغذ جیب میں رکھ کر مخصوص کمرے سے باہر آگیا۔ سلیمان کو دروازہ بند کرنے کے لئے کہہ کر خود سیڑھیاں اترتا نیچے موجود گیراج کی طرف بڑھ گیا۔ گیراج سے اس نے کار نکالی اور چند لمحوں بعد کار تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ تقریباً ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک رہائشی کالونی میں داخل ہو گیا۔ یہاں بڑی بڑی اور قدیم طرز کی کوٹھیاں تھیں۔ اس نے ایک کوٹھی کے بڑے سے پھاٹک کے سامنے جا کر کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک بوڑھا ملازم باہر آگیا۔

"پروفیسر دانش سے کہیں کہ علی عمران آیا ہے" —— عمران نے ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی اچھا، میں پھاٹک کھولتا ہوں آپ کار اندر لے آئیے" ——

ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا۔ عمران دوبارہ کار میں بیٹھا اور پھاٹک کھلنے پر وہ کار اندر لے گیا۔ کوٹھی گو خاصی بڑی تھی لیکن اس کی حالت خاصی خستہ سی ہو رہی تھی جیسے طویل عرصے سے اس کی مناسب دیکھ بھال نہ کی جا رہی ہو۔ پورچ میں ایک پرانے ماڈل کی کار موجود تھی۔ عمران نے کار اس کے عقب میں روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔

"آپ سیدھے ادھر ڈرائینگ روم میں تشریف رکھئے" ——— ملازم نے پھاٹک بند کر کے پورچ میں آتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد عمران ایک وسیع و عریض ڈرائینگ روم میں موجود تھا جس کا فرنیچر بھی کوٹھی کی عمارت کی طرح خاصا قدیم تھا لیکن قدیم ہونے کے باوجود وہ آج کل کے فرنیچر سے لاکھوں گنا زیادہ مضبوط نظر آ رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہی ملازم اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں مشروب کا ایک گلاس رکھا ہوا تھا۔

"پروفیسر صاحب ابھی تشریف لا رہے ہیں" ——— ملازم نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور مشروب کا گلاس عمران کے سامنے میز پر رکھا اور واپس چلا گیا۔ عمران نے گلاس اٹھا کر چسکیاں لینی شروع کر دیں۔ گلاس ختم کر کے اس نے واپس رکھا ہی تھا کہ دروازے کا پردہ ہٹا اور ایک درمیانے قد کا بوڑھا آدمی جس کے جسم پر قیمتی سلیپنگ گاؤن تھا اندر داخل ہوا۔ اس کا سر اور چہرہ بالوں سے یکسر بے نیاز تھا۔ چہرے پر اس قدر جھریاں تھیں جیسے چہرہ نہ ہو گراموفون ریکارڈ ہو۔ آنکھوں پر موٹے شیشوں کی ایک انتہائی قیمتی فریم کی نظر والی عینک تھی، یہ پروفیسر دانش تھا جس سے ملنے عمران آیا تھا پروفیسر بڑے غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"میرا نام علی عمران ہے، پروفیسر صاحب میں آکسفورڈ میں زیر تعلیم رہا ہوں وہاں آپ سے اکثر ملاقات رہتی تھی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا — اچھا، بیٹھو بیٹھو، کافی پہلے کی بات کر رہے ہو" ——— پروفیسر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور خود بھی صوفے پر بیٹھ گئے۔

"مجھے ایک ماہ قبل اخبار سے معلوم ہوا تھا کہ آپ مستقل طور پر واپس پاکیشیا آ گئے ہیں۔ آپ کا پتہ بھی اسی خبر میں درج تھا۔ میں تو فوراً آپ سے ملنا چاہتا تھا لیکن بس مصروفیات آڑے آ گئیں" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہاں ایک ماہ ہی ہوا ہے واپس آئے ہوئے، بس اچانک ہوم سکنیس پیدا ہوئی اور میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر واپس چلا آیا حالانکہ اس سے قبل میں مستقل طور پر ایکریمیا میں سیٹل ہو گیا تھا مجھے تو یاد نہیں ہے بہرحال تمہاری مہربانی ہے کہ تم نے مجھے یاد رکھا" ——— پروفیسر دانش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ جیسے عالم آدمی بھلا کیسے بھول سکتے ہیں پروفیسر ویسے آپ کے مضامین تو میں باقاعدگی سے پڑھتا رہا ہوں۔ اب آپ کی یہاں آمد سے ملاقات بھی ہو گئی اور یہ ملاقات میرے لئے باعث فخر ہے" ——— عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ تمہارا حسن ظن ہے بیٹے ورنہ میں تو اب بھی اپنے آپ کو طالب علم ہی سمجھتا ہوں، تم کیا کر رہے ہو" ——— پروفیسر دانش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی میں بطور فری لانسر یہاں کی سنٹرل انٹیلیجنس کے ساتھ کام کرتا ہوں پروفیسر صاحب میں نے آپ کا ایک مضمون پڑھا تھا جس میں آپ نے قدیم مصر کے بادشاہوں کی شاہی مہروں پر بنائے گئے نشانات پر بڑی عالمانہ تحقیقات درج کی تھیں" ______ عمران نے اپنے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں نے اس موضوع پر خاصا کام کیا ہے۔ کیا تمہیں کسی نشان کے بارے میں کوئی الجھن درپیش ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو مجھے کھل کر بتاؤ۔ مجھے تم جیسے ہونہار طالب علم کی مدد کر کے بے حد مسرت ہو گی" ______ پروفیسر دانش نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"آپ قدیم زمانوں کی مہروں کے ساتھ ساتھ انسانی نفسیات کے بھی عالم ہیں" ______ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پروفیسر دانش بے اختیار ہنس دیئے۔

"تجربہ بہت کچھ سکھا دیتا ہے بیٹے" ______ پروفیسر نے جواب دیا اور عمران نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر جیب سے وہی ہاتھ سے لکھا ہوا کاغذ نکال کر اس نے بڑے ادب سے پروفیسر کی طرف بڑھا دیا۔

"اس کاغذ پر ایک نشان بنا ہوا ہے۔ دائرے کے اندر پانی کی لہریں اور اس پر بل کھاتے ہوئے سانپ کا نشان اور یہ کاغذ مصری حکومت کی طرف سے حکومت پاکیشیا کو بھیجا گیا ہے اس لئے میں نے سوچا کہ شاید یہ نشان قدیم مصر میں بھی استعمال ہوا ہو کیونکہ خاصا مختلف اور عجیب سا نشان ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ سے ملاقات بھی کر لی جائے اور اس سلسلے میں بات چیت بھی ہو جائے" ______ عمران نے سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ نشان تمہارے لئے کوئی خاص اہمیت رکھتا ہے" ______ پروفیسر

نے ہونٹ چباتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"نشان کی اہمیت کا تو مجھے فی الحال علم نہیں۔ اصل میں کاغذ پر جو پیغام درج ہے وہ پاکیشیا کے لئے اہمیت رکھتا ہے۔ یہ کاغذ مصری حکومت کی طرف سے پاکیشیا حکومت کو بھیجا گیا ہے کہ یہ کاغذ وہاں کسی آدمی سے برآمد ہوا ہے اور اس آدمی نے خودکشی کر لی۔ کاغذ پر کسی بوگاٹو نامی تنظیم کا پاکیشیا میں کسی مشن کے سلسلے میں پیغام درج ہے اس لئے میں نے سوچا کہ اس نشان سے شاید پیغام لکھنے والے سے متعلق کوئی کلیو مل سکے" ______ عمران نے پوری تفصیل سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"بوگاٹو ___ ٹھیک ہے تم بیٹھو میں اسے چیک کر کے آتا ہوں" ______ پروفیسر نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران بھی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو بیٹھو" ______ پروفیسر نے مشفقانہ لہجے میں کہا اور پھر آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ڈرائینگ روم سے باہر نکل گئے۔

پروفیسر دانش آکسفورڈ یونیورسٹی میں قدیم زبانوں سے متعلق علوم کے شعبے میں پڑھاتے تھے۔ گو وہ بڑے مشفق استاد تھے لیکن قدرتی طور پر ان کا رعب اس قدر تھا کہ کسی لڑکے کو ان کے سامنے نظریں اٹھا کر بھی بات کرنے کا حوصلہ نہ ہوتا تھا۔ طالب علم تو ایک طرف یونیورسٹی کے پروفیسر بھی پروفیسر دانش کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ جیسے وہ پروفیسر نہ ہوں بلکہ خود طالب علم ہوں' اور عمران جیسے شخص کو بھی وہاں کبھی پروفیسر سے گستاخی تو ایک طرف شوخی بھرا فقرہ کہنے کی بھی جرات نہ ہوئی تھی حالانکہ باقی تمام پروفیسرز سے وہ انتہائی بے تکلف تھا۔ مگر نجانے کیا بات تھی کہ پروفیسر دانش کے سامنے پہنچ کر اس کی زبان بھی گنگ ہو جاتی تھی۔ گو یونیورسٹی میں اس کا شعبہ سائنس تھا لیکن وہ پروفیسر دانش کے

قدیم علوم پر دیئے جانے والے لیکچرز میں بھی شامل ہوتا رہتا تھا اور ان لیکچرز میں شامل ہونے کے بعد اسے پروفیسر دانش کی بے پناہ علمیت کا بخوبی احساس ہوا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ ان کا دل سے احترام کرتا تھا۔ پروفیسر دانش گو یونیورسٹی سے ریٹائر ہو گئے تھے لیکن ان کے تحقیقی مضامین اکثر شائع ہوتے رہتے تھے اور عمران چونکہ باقاعدگی سے دنیا بھر میں شائع ہونے والے ایسے تحقیقاتی رسائل پڑھتا رہتا تھا اس لئے اس کی نظروں سے پروفیسر دانش کے مضامین باقاعدگی سے گزرتے رہتے تھے ایک مضمون میں انہوں نے قدیم شاہی مہروں پر بنے ہوئے نشانات پر اس قدر دقیق اور گہری ریسرچ کی تھی کہ عمران جیسا شخص بھی ان کی اس ریسرچ سے بے حد متاثر ہوا تھا اور اب جیسے ہی اس کی نظروں میں مصر کے حوالے کے ساتھ یہ منفرد قسم کا نشان گزرا تو اس کے ذہن میں فوراً پروفیسر دانش کا خیال آگیا۔ ویسے وہ واقعی اخبار میں ان کی پاکیشیا میں آمد کے بارے میں پڑھ چکا تھا اور اس نے سوچا تھا کہ کسی روز جا کر پروفیسر سے ملاقات کرے گا لیکن پھر وہ کام کاج میں مصروف ہو کر بھول گیا لیکن اب واٹر مارک کی وجہ سے اسے یہ موقع مل گیا، چنانچہ وہ ملنے کے لئے آگیا تھا چونکہ پروفیسر دانش کے احترام کا وہ شروع سے ہی عادی تھا اس لئے اتنے طویل عرصے بعد ملاقات کے باوجود اس کا احترام ویسے ہی رہا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد پروفیسر واپس ڈرائینگ روم میں داخل ہوئے تو عمران ایک بار پھر احتراماً کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو عمران بیٹے"۔ —— پروفیسر نے کہا اور پھر ہاتھ میں پکڑا ہوا کاغذ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"میں نے اسے چیک کر لیا ہے۔ اس نشان میں جسے تم پانی کی لہریں سمجھ

رہے ہو یہ پانی کی لہریں نہیں بلکہ ریگستان ظاہر کیا گیا ہے اور سانپ بھی ریگستان میں پایا جانے والا ایک خاص قسم کا سانپ ہے جسے انتہائی زہریلا سمجھا جاتا ہے قدیم مصری اس سانپ کو لوگانو کہتے تھے اور لوگانو کا معنی ہے انتہائی خوفناک قوت"۔ —— پروفیسر دانش نے کہا۔

"اوہ شکریہ پروفیسر، آپ نے واقعی میرا کافی مسئلہ حل کر دیا ہے"۔ —— عمران نے تشکرانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں —— یہ میرا فرض تھا۔ ایک بات اور بھی تمہیں بتا دوں کہ لوگانو قدیم مصری زبان میں شیطان کو بھی کہتے تھے اور اس نام کا ایک معبد بھی مصر کے قدیم صحرا میں واقع تاریخی مقام سیوت میں آج بھی موجود ہے اور اسے عرف عام میں شیطان کا معبد کہا جاتا تھا۔ قدیم مصری روایات اس معبد کے بارے میں یہی تھیں کہ یہ شیطان کا معبد ہے اور شیطان اس معبد میں بیٹھ کر پوری دنیا میں پھیلے ہوئے اپنے شیطانی مکروہ فریب کے جالوں کو کنٹرول کرتا رہتا ہے"۔ —— پروفیسر نے کہا۔

"اوہ بے حد شکریہ پروفیسر، اب مجھے اجازت دیجئے پھر کبھی ملاقات ہو گی"۔ —— عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں کبھی کبھار فرصت ملے تو آجایا کرو"۔ —— پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران ان سے مصافحہ کر کے پورچ میں آیا اور چند لمحوں بعد اس کی کار پروفیسر کی کوٹھی سے نکل کر دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی لیکن اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں نمایاں تھیں۔

مصر کے دارالحکومت قاہرہ کے جنوب مغربی علاقے کا نام فشریک تھا
فشریک کو سیاحوں کی جنت بھی کہا جاتا تھا کیونکہ یہاں انتہائی جدید اور ماڈرن طرز
کے کلب، قہوے خانے، گیم ہاؤسز، ہوٹل اور اس قسم کے تفریحی مقامات اس قدر
کثیر تعداد میں تھے کہ اگر کوئی شخص یہ فیصلہ کرے کہ فشریک کی ہر عمارت میں جا کر
وہ وہاں ہونے والے عجیب و غریب فنکشنز اٹنڈ کرے گا تو یقیناً اسے صدیوں
زندہ رہنا پڑتا۔ فشریک ایک ایسا علاقہ تھا جہاں سڑکوں اور عمارتوں کے باہر
تو قانون کی عملداری تھی لیکن ان عمارتوں کے اندر قانون اور اخلاق نام کی کسی چیز
کو گوارا نہ کیا جاتا تھا۔ یہاں ہر وہ کام ہوتا تھا جس کا مہذب دنیا تصور بھی نہ
کر سکتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ مصر کے شریف لوگ اور شریف خاندان فشریک کا
نام سنتے ہی کانوں کو ہاتھ لگاتے تھے البتہ امرا، ماڈرن سوسائٹی کے نوجوان مرد
عورتیں اور لڑکیاں یہاں کی دیوانی تھیں۔ اسی طرح دنیا کے تقریباً ہر ملک کے
سیاح یہاں ہر وقت بھرے رہتے تھے جن میں کثیر تعداد ایکریمین اور یورپین

سیاحوں کی ہوتی تھی۔ فشریک کے دنوں کی نسبت اس کی راتیں جاگتی تھیں
اور یہاں زیادہ رونق بھی رات کو ہی ہوتی تھی۔ فشریک جہاں سیاحوں اور نوجوانوں
کی جنت کہلاتی تھی وہاں وہ جرائم پیشہ افراد کے لئے بھی جنت سے کم علاقہ نہ
تھا۔ یہاں کلبوں، ہوٹلوں اور گیم ہاؤسز کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانوں میں مقامی
غیر ملکی بلکہ بین الاقوامی جرائم پیشہ تنظیموں کی سرگرمیاں ہر وقت عروج پر رہتی
تھیں۔

ہوٹل بلیک سٹار فشریک کا انتہائی مشہور اور وسیع و عریض ہوٹل تھا۔ اس
ہوٹل میں ہر قسم کے فنکشنز کے ساتھ ساتھ ایسے گیم کلب موجود تھے جہاں
بلا مبالغہ لاکھوں کروڑوں کا جوا ہوتا تھا۔ ہوٹل بلیک سٹار کا مالک ایک مصری
ابو نجد تھا۔ ابو نجد بظاہر ایک عام سا کاروباری آدمی لگتا تھا لیکن جاننے
والے جانتے تھے کہ ابو نجد دراصل شیطان کا دوسرا نام ہے۔ سب کا یہ متفقہ
فیصلہ تھا کہ مصر میں ہونے والے ہر بڑے جرم کے پیچھے ابو نجد کا ہاتھ ہوتا تھا
بلکہ کئی لوگ تو دعویٰ سے یہ بھی کہتے تھے کہ نہ صرف مصر بلکہ پوری دنیا میں
ہونے والے بڑے جرائم میں بھی ابو نجد کا ہی ہاتھ ہوتا ہے۔ ابو نجد کی مصر کے
اعلیٰ ترین حلقوں میں رسائی تھی اس لئے پولیس یا اس قسم کے دوسرے ادارے
بھی بلیک سٹار کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ
یہ بات بھی ایک حقیقت کا درجہ رکھتی تھی کہ بلیک سٹار میں کبھی کسی بڑے
سے بڑے شہرہ پشت کو یہ جرأت نہ ہو سکی تھی کہ وہ یہاں کسی قسم کا کوئی جھگڑا
کر سکتا۔ ابو نجد کے مسلح آدمی پورے ہوٹل میں ہر وقت پھیلے رہتے تھے۔ ان
کی مخصوص نشانی ان کی پیشانیوں پر بندھی ہوئی سیاہ رنگ کی پٹی ہوتی تھی جس
پر سفید رنگ کا ستارہ بنا ہوا تھا۔ اگر انہیں ذرا سا بھی شبہ ہو جاتا کہ کوئی آدمی

یہاں جھگڑا کرنا چاہتا ہے تو پھر وہ آدمی چاہے اس کی حیثیت کیسی ہی کیوں نہ ہو اس کی لاش کسی گٹر میں تیرتی نظر آتی تھی۔ ابو نجد لمبے قد اور بھاری جسم کا ایک گوریلا نما ادھیڑ عمر آدمی تھا لیکن اس کا چہرہ انتہائی سیدھے سادے آدمی کا چہرہ تھا۔ ایسا چہرہ جسے عرف عام میں معصوم اور سادہ لوح آدمی کا چہرہ کہا جا سکتا تھا۔ وہ انتہائی نرم لہجے میں بات کرنے کا عادی تھا لیکن اندرونی طور پر وہ انتہائی سفاک، ظالم اور سرد مزاج آدمی تھا۔

ہوٹل بلیک سٹار کے نیچے تہہ خانوں کا ایک وسیع جال سا پھیلا ہوا تھا جس میں ہر قسم کے ہتھیار، منشیات اور مشروب کے سٹاک تھے۔ ابو نجد کا ذاتی دفتر بھی انہی تہہ خانوں میں تھا۔ ہوٹل کے اوپر گو اس کا کاروباری دفتر موجود تھا لیکن ابو نجد بہت کم ہی اپنے کاروباری دفتر میں بیٹھتا تھا۔ اس کا زیادہ تر وقت تہہ خانے میں اپنے نجی دفتر میں ہی گزرتا تھا۔ اس وقت بھی وہ اپنے وسیع عریض ذاتی دفتر میں لمبی چوڑی میز کے پیچھے گدے دار انتہائی آرام دہ کرسی پر بیٹھا ہوا ایک فائل کو پڑھنے میں مصروف تھا کہ میز پر رکھے ہوئے چار مختلف رنگوں کے ٹیلیفونوں میں سے سفید رنگ کے فون کی گھنٹی مخصوص انداز میں بج اٹھی۔ ابو نجد نے چونک کر فائل سے نگاہیں اٹھائیں اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

" یس "۔۔۔ ابو نجد کا لہجہ نرم تھا۔

" باس، میں سلام بول رہا ہوں، ایک اہم اطلاع ہے "۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" ایسی کونسی اطلاع ہے جسے سلام بھی اہم کہہ سکتا ہے "۔۔۔ ابو نجد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" باس آپ کو پہلے رپورٹ دی جا چکی ہے کہ اسٹارم تک خصوصی خط پہنچانے والا ہمارا آدمی مصری حکومت کی ایک خفیہ ایجنسی نے پکڑ لیا تھا اور پھر اس نے خودکشی کر لی تھی "۔۔۔ سلام نے جواب دیا۔

" ہاں، مجھے معلوم ہے اور میں نے وہ خط واپس حاصل کرنے کے لئے بھی کہہ دیا تھا "۔۔۔ ابو نجد نے اسی طرح نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یس باس، میں اس سلسلے میں کام کر رہا تھا لیکن معلوم ہوا ہے کہ مصری انٹیلی جنس کے چیف نے وہ خط پاکیشیا حکومت کو بھجوا دیا ہے کیونکہ اس خط میں پاکیشیا کا نام موجود تھا "۔۔۔ سلام نے جواب دیا۔

" اوہ یہ کام غلط ہوا ہے لیکن پاکیشیا حکومت اس خط کا کیا کرے گی اس خط میں کسی قسم کی تفصیلات تو موجود نہیں ہیں "۔۔۔ ابو نجد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" باس آپ کو سیکرٹ سروس وغیرہ سے کوئی واسطہ نہیں رہا جبکہ میں مصری سیکرٹ سروس میں رہا ہوں، مجھے معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی فعال اور خطرناک تنظیم ہے۔ اگر یہ خط پاکیشیا سیکرٹ سروس کو پہنچا دیا گیا تو پھر ہو سکتا ہے کہ وہ تنظیم کے خلاف کام شروع کر دے "۔۔۔ سلام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کرتی رہے، ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تنظیم کے بارے میں کسی کو کچھ علم نہیں ہے اور جو مشن اسٹارم کے ذمے لگایا جا رہا ہے اس کا بھی براہ راست کوئی تعلق تنظیم سے نہیں ہے، وہ بھی تنظیم کے ایک ذیلی پراجیکٹ کے سلسلے میں ہے جو سوڈان میں کھولا جا رہا ہے اس لئے تم فکر نہ کرو، ویسے

تم یہاں ہوشیار رہنا۔ اگر وہ لوگ یہاں آئیں تو ان سے نمٹنا تمہاری ذمہ داری ہو گی" ——— ابو نجد نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس، آپ فکر نہ کریں میں سب سنبھال لوں گا، بس آپ کی اجازت کی ضرورت تھی" ——— سلام نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

"او۔ کے" ——— ابو نجد نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان نے اندر آ کر سر جھکا دیا۔

"سپیشل ٹرانسمیٹر لے آؤ" ——— ابو نجد نے نرم لہجے میں کہا، اور نوجوان سر جھکانے واپس مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر دروازہ کھلا اور وہی نوجوان ایک خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر جو بظاہر عام سا ایک ریڈیو لگتا تھا ہاتھ میں اٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے مؤدبانہ انداز میں ٹرانسمیٹر ابو نجد کے سامنے رکھا اور خود مڑ کر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔ ابو نجد نے ٹرانسمیٹر پر چڑھا ہوا کور ہٹایا اور پھر اس کی ناب کو مخصوص انداز میں دائیں بائیں گھماتا رہا۔ کچھ دیر بعد اس نے ہاتھ ہٹایا اور ناب کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے سائیں سائیں کی تیز آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو ابو نجد کالنگ، ہیڈ کوارٹر اوور" ——— ابو نجد نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔

"یس ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو، اوور" ——— چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بھرائی ہوئی سی آواز نکلی۔

"چیف باس سے بات کرائیں، اوور" ——— ابو نجد نے کہا۔

"یس چیف باس اٹنڈنگ یو، اوور" ——— چند لمحوں کی خاموشی کے

بعد ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"چیف باس، میں ابو نجد بول رہا ہوں، تنظیم کا خصوصی خط جو اسٹارم کو بھجوایا جا رہا تھا مصری خفیہ پولیس نے پکڑ لیا، ایجنٹ نے خود کشی کر لی، میں نے خط واپس حاصل کرنے کے لئے سلام کی ڈیوٹی لگا دی لیکن ابھی سلام نے رپورٹ دی ہے کہ خفیہ پولیس کے چیف نے یہ خط حکومت مصر کی طرف سے حکومت پاکیشیا کو بھجوا دیا ہے کیونکہ اس میں تنظیم کی طرف سے پاکیشیا میں مشن کا اشارہ موجود تھا۔ سلام نے یہ خدشہ ظاہر کیا ہے کہ کہیں پاکیشیا حکومت یہ خط پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نہ بھجوا دے اور وہ تنظیم کے خلاف حرکت میں آ جائے۔ میں نے سلام کی ڈیوٹی لگا دی ہے کہ اگر یہ لوگ تنظیم کے خلاف کام کرنے کے لئے مصر آئیں تو وہ مصر میں ان کا یقینی خاتمہ کر دے۔ میں نے آپ کو رپورٹ دینے کے لئے بھی کال کی ہے اور یہ بھی پوچھنا ہے کہ اب آپ اسٹارم کو دوسرا خط روانہ کریں گے یا کیا اقدام تجویز کریں گے، اوور" ابو نجد نے نرم لہجے میں تمام واقعات دوہراتے ہوئے کہا۔

"یہ بہت برا ہوا ابو نجد ——— تنظیم کی کامیابی اس میں تھی کہ وہ اب تک پوری دنیا سے خفیہ کام کر رہی تھی۔ بہرحال صرف تنظیم کے نام سے کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی ہماری تنظیم کے متعلق کسی کو کہیں سے معلومات مل سکتی ہیں۔ ویسے اس مشن میں ہم نے ایک ایسی سائنسدان عورت کو سوڈان پہنچانا ہے جس کا کوئی تعلق حکومت سے نہ ہے اور ہماری ذمہ داری بھی صرف اس عورت کو سوڈان تک پہنچا کر ختم ہو جائے گی۔ مادام تاؤ کی کوئی سرکاری حیثیت نہیں ہے وہ وہاں قطعی طور پر غیر معروف اور اپنی رہائش گاہ تک ہی محدود رہتی ہے اس لئے اس کی غیر حاضری کا نہ ہی سیکرٹ سروس کو علم ہو سکے گا اور نہ ہی حکومت پاکیشیا اس کی پرواہ کرے گی لیکن اس عورت کے بارے میں جو رپورٹس ملی ہیں ان کے مطابق

یہ ذہنی طور پر غیر متوازن عورت ہے اور تم زبردستی بھی نہیں کر سکتے۔ تمہیں اس عورت کا مکمل تعاون چاہیے لیکن وہ کسی عام آدمی کے بس کا روگ نہیں ہے لیکن سٹارم آسانی سے اس عورت کو اپنے قابو میں کر سکتا ہے کیونکہ عورتوں کو قابو میں کرنے کے لئے اس کے پاس غیر معمولی صلاحیتیں موجود ہیں۔ اس لئے اب تم ایسا کرو کہ اسٹارم کو ٹرانسمیٹر پر کال کر کے اپنے اس پلان اور پھر اسے پوری تفصیل سے بتا دینا کہ اس نے اس عورت کو لے کر کہاں آنا ہے۔ اور کس طرح آنا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میرا یہ حکم بھی سن لو کہ مصری انٹیلی جنس کے چیف کا بھی خاتمہ ضروری ہے کیونکہ اس نے یہ خط پاکیشیا بھیج کر ناقابل معافی جرم کیا ہے چنانچہ اب یہ کام بھی تمہارے ذمہ ہے کہ تم اس کا اس طرح خاتمہ کرو کہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ اسے قتل کیا گیا ہے' اوور!" ——

دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا۔

"ٹھیک ہے باس' ایسا ہی ہوگا۔ آپ قطعی بے فکر رہیں' اسٹارم اپنا کام جلد ہی مکمل کرے گا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اگر کوئی اقدام کیا تو اس سے ہم نمٹ لیں گے اور انٹیلی جنس کا چیف بھی انجام کو پہنچ جائے گا' اوور؛" الو سنجد نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کا سن کر اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے ناب کو ایک بار پھر گھمانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک اور فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر سے سائیں سائیں کی آواز سنائی دینے لگی۔

"الو سنجد کالنگ اسٹارم' اوور!" —— الو سنجد نے بار بار کال دینا شروع کر دیا۔

"یس اسٹارم اٹنڈنگ یو' اوور!" —— چند لمحوں بعد ایک مردانہ

آواز سنائی دی۔ لہجے میں حیرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"اسٹارم میری ابھی چیف باس سے بات ہوئی ہے۔ چیف باس نے تمہارے ذمے ایک اہم ترین مشن لگایا ہے پہلے اس کے لئے تمہیں ہیڈ کوارٹر کی طرف سے ایک خط بھجوایا جا رہا تھا لیکن وہ خط تمہارے پاس لے جانے والا ایجنٹ پکڑا گیا۔ اس نے قانون کے مطابق خودکشی کر لی۔ ہم نے وہ خط واپس حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن مصری حکومت نے وہ خط پاکیشیا حکومت کو بھجوا دیا کیونکہ اس میں پاکیشیا میں مشن کے متعلق نشاندہی تھی۔ اب چیف باس نے کہا ہے کہ دوبارہ خط بھجوانے کی بجائے میں درمیانی رابطے کے طور پر تمہیں ٹرانسمیٹر پر کال کر کے اپنے پاس بلاؤں اور تمہیں اس مشن کی تفصیلات سے آگاہ کر دوں اس لئے تم فوراً میرے ہوٹل میں آجاؤ' اوور!" —— الو سنجد نے نرم لہجے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اگر چیف باس کا حکم ہے تو ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں' اوور!" —— دوسری طرف سے کہا گیا اور الو سنجد نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور وہی نوجوان اندر داخل ہوا۔

"یہ ٹرانسمیٹر لے جاؤ!" —— الو سنجد نے اس سے مخاطب ہو کر کہا اور نوجوان اثبات میں سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ اس نے ایک طرف رکھا ہوا کور اٹھا کر اسے ٹرانسمیٹر پر چڑھایا اور پھر ٹرانسمیٹر اٹھا کر واپس چل دیا۔ الو سنجد نے ہاتھ بڑھا کر ایک سائیڈ پر موجود انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس باس!" —— دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"راشد، اسٹارم ہوٹل میں آ رہا ہے جیسے ہی وہ ہوٹل پہنچے اسے عزت و احترام سے فوراً میرے کاروباری دفتر میں پہنچا دو اور اس سے پہلے ہیڈ کوارٹر سے جو فائل آئی تھی وہ بھی میرے دفتر پہنچا دو" ——— ابو نجد نے نرم لہجے میں کہا۔

"باس، اسٹارم اور ہمارے ہوٹل میں، یہ کیسے ممکن ہے" ——— دوسری طرف سے راشد کی انتہائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"اسٹارم ہمارے گروپ کا مخالف ضرور ہے راشد لیکن بہرحال دونوں گروپ ہیڈ کوارٹر سے ہی متعلق ہیں اس لئے جہاں تک ہیڈ کوارٹر کے کام کا تعلق ہے ہمارے درمیان کوئی مخالفت نہیں ہے" ——— ابو نجد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس حکم کی تعمیل ہو گی لیکن اگر اسٹارم کے ساتھی اس کے ساتھ آئیں تو کیا انہیں بھی آپ کے دفتر تک پہنچانا ہے" ——— راشد نے پوچھا۔

"نہیں ـ اول تو وہ کسی کو ساتھ نہیں لے آئے گا لیکن اگر لے آئے تو انہیں باہر روک دینا ہم نے انتہائی اہم گفتگو کرنی ہے" ——— ابو نجد نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک مخصوص لفٹ کے ذریعے اپنے کاروباری دفتر کے عقبی دروازے تک پہنچ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور انتہائی شاندار انداز میں سجے ہوئے دفتر میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ میز پر ایک فائل موجود تھی جس پر ہیڈ کوارٹر کا مخصوص نشان موجود تھا۔ ابو نجد نے فائل کھولی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ فائل میں ٹائپ شدہ صرف چار صفحات تھے اور

پھر جیسے ہی اس نے فائل ختم کی میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی ابو نجد نے فائل بند کر کے اسے میز کی دراز میں رکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— ابو نجد نے نرم لہجے میں کہا۔

"راشد بول رہا ہوں باس، اسٹارم کی کار گیٹ پر پہنچ چکی ہے" ——— راشد نے کہا۔

"او۔ کے" ——— ابو نجد نے کہا اور رسیور رکھ دیا پھر تین چار منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد، بھاری جسم کا ایک وجیہہ اور خوبصورت نوجوان جس کے جسم پر گہرے نیلے رنگ کا سوٹ تھا مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس نوجوان کے چہرے کے خطوط یونانی تھے اور اس کے لبوں پر انتہائی جاندار مسکراہٹ کے ساتھ ساتھ فراخ پیشانی اور تیز چمکدار آنکھوں کے ساتھ وہ واقعی کوئی یونانی دیوتا لگ رہا تھا۔ ویسے قومیت کے لحاظ سے بھی وہ یونانی الاصل تھا۔ فشر یک میں اسٹارم کلب کا مالک تھا۔ اس کا بھی ایک منظم گروپ تھا جسے اسٹارم گروپ کہتے تھے۔ ابو نجد اور اسٹارم دونوں کے گروپ ایک دوسرے کے مخالف تھے اور اس لحاظ سے اسٹارم اور ابو نجد بھی ایک دوسرے کے مخالف گروپوں کے سربراہ تھے لیکن دراصل دونوں گروپ ایک ہی تنظیم سے متعلق تھے اس لئے تنظیم کے کام میں وہ اکٹھے ہو جاتے تھے گو آج سے پہلے کبھی ایسی نوبت نہ آئی تھی یہی وجہ تھی کہ اسٹارم پہلی بار بلیک سٹار ہوٹل آیا تھا۔

"خوش آمدید مسٹر اسٹارم" ——— ابو نجد نے کرسی سے اٹھ کر آگے بڑھتے ہوئے انتہائی نرم اور دوستانہ لہجے میں کہا۔

"شکریہ ابوسنجد ـــ بے حد شاندار دفتر بنایا ہے، بہت خوب مجھے بے حد پسند آیا ہے"۔ ـــــــ اشارم نے مسکراتے ہوئے کہا اور ابوسنجد نے بھی مسکراتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا۔ پھر سب سے پہلے ابوسنجد نے الماری سے انتہائی قیمتی شراب کی بوتل نکال کر اشارم کے سامنے رکھ دی۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم خالص پیتے ہو، اس لئے میں نے جام اور برف کا تکلف نہیں کیا"۔ ـــــــ ابوسنجد نے دوسری بوتل اٹھا کر اپنے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ، تم اچھے مہمان نواز بھی ہو ابوسنجد بس تمہارا گروپ بعض اوقات مسائل پیدا کر دیتا ہے ورنہ میں نے آج محسوس کیا ہے کہ تم سے دوستی ہو سکتی ہے"۔ ـــــــ اشارم نے شراب کا ایک بڑا سا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"اگر تم نے دوستی کی خواہش ظاہر کی ہے تو میں پیچھے کیسے ہٹ سکتا ہوں۔ آؤ پھر آج دوستی کر ہی لیں"۔ ـــــــ ابوسنجد نے اٹھ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور اشارم نے بھی اٹھ کر اس کا ہاتھ تھاما اور دونوں نے انتہائی گرمجوشی سے مصافحہ کیا۔

"اور سنو، اشارم آج سے ابوسنجد کا کوئی آدمی تمہارے کام میں رکاوٹ نہیں ڈالے گا بلکہ اگر ضرورت پڑی تو ابوسنجد گروپ ہمیشہ تمہاری مدد کے لئے موجود ہوگا"۔ ـــــــ ابوسنجد نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"شکریہ ابوسنجد، آج کے بعد تمہیں اور تمہارے گروپ کو کبھی بھی اشارم گروپ سے کوئی شکایت نہ ہوگی"۔ ـــــــ اشارم نے کہا اور پھر ان دونوں نے مسکراتے ہوئے دوبارہ شراب کی بوتلیں اٹھائیں اور جس طرح

دوستی کے اظہار کے لئے جام ٹکرائے جاتے ہیں اس طرح انہوں نے بوتلیں ٹکرائیں اور پھر دونوں نے اپنی اپنی بوتل سے لمبے لمبے گھونٹ لینے شروع کر دیئے۔ جب دونوں کی بوتلیں ختم ہوگئیں تو انہوں نے میز پر رکھے ہوئے ٹشو پیپر کے ڈبے سے خوشبودار ٹشو پیپر کھینچے اور منہ صاف کرنا شروع کر دیئے۔

"ہاں اب بتاؤ ابوسنجد کہ کیا مسئلہ ہے"۔ ـــــــ اشارم نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے سے ہرگز محسوس نہ ہو رہا تھا کہ انتہائی تیز شراب کی پوری بوتل اس کے حلق سے اتر چکی ہے اور یہی پوزیشن ابوسنجد کی تھی۔

"تم نے پاکیشیا سے ایک سائنسدان عورت جس کا نام مادام تاؤ ہے اسے دوستانہ انداز میں ساتھ لے آنا ہے، اغوا نہیں کرنا ـــــــ پاکیشیائی دارالحکومت سے پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر ایک قصبہ شاہران ہے۔ یہ پورا قصبہ اس عورت کی ملکیت میں ہے اور شاہران میں وہ اپنے ایک وسیع و عریض محل میں رہتی ہے، نوجوان عورت ہے اور خوبصورت بھی ہے لیکن رپورٹ یہی ہے کہ اس کا ذہن غیر متوازن ہے اس لئے اسے ڈیل کرنا بے حد مشکل ہے لیکن یہ مادام تاؤ جراثیم کی انتہائی ماہر ترین سائنسدان ہے چنانچہ باس نے اس کام کے لئے تمہارا انتخاب کیا ہے کیونکہ باس کے مطابق تم عورتوں کو قابو میں کرنے کی غیر معمولی صلاحیتیں رکھتے ہو، اب تمہارے ذمہ یہ مشن ہے کہ تم پاکیشیا جاؤ اور جا کر اس مادام تاؤ کو کسی نہ کسی طرح اس بات پر آمادہ کرو کہ وہ تمہارے ساتھ آنے پر رضامند ہو جائے اور تم اسے لے کر یہاں مصر آنے کی بجائے سوڈان پہنچو گے اور سوڈان پہنچ کر تم ہوٹل غیاث میں قیام کرو گے اور اپنی آمد کی اطلاع ٹرانسمیٹر پر مجھے دے دو گے۔ میں

باس کو اطلاع کر دوں گا اور جن لوگوں کے لئے یہ کام ہماری تنظیم سرانجام دے رہی ہے وہ لوگ ہوٹل عیاشات میں آکر اس مادام تاؤ کو اپنے ساتھ لے جائیں گے اور تم واپس یہاں مصر آجاؤ گے" ——— ابو نجد نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے یہ کام آسانی سے ہو جائے گا لیکن تم نے بتایا تھا کہ کوئی ایجنٹ پکڑا گیا ہے اور کوئی خط حکومت پاکیشیا کو بھجوایا گیا ہے وہ کیا چکر ہے" ——— اسٹارم نے کہا۔

"چیف باس نے پہلے براہ راست تمہارے ذمے کام لگانا تھا چنانچہ ایک خصوصی خط تم تک پہنچانا تھا۔ اس خط کے ملتے ہی تم چیف باس سے رابطہ قائم کرتے اور تمہیں اس مشن پر بھیج دیا جاتا۔ چیف باس کے حکم پر ایک خصوصی آدمی کو ہیڈ کوارٹر بھیجا گیا جہاں سے وہ خط لے کر تمہارے پاس آ رہا تھا کہ نجانے کس طرح راستے میں مصری پولیس کے ہتھے چڑھ گیا چونکہ اسے ہیڈ کوارٹر کا علم تھا اس لئے قانون کے مطابق اس ایجنٹ نے خودکشی کر لی لیکن چونکہ اس خط میں پاکیشیا اور تنظیم کا حوالہ تھا اس لئے مصری حکومت نے یہ خط پاکیشیا حکومت کو بھجوا دیا۔ چنانچہ مجھے جب یہ اطلاع ملی تو میں پریشان ہو گیا لیکن چیف باس نے مجھے بتایا ہے کہ یہ ٹھیک ہے کہ اس خط کے ذریعے تنظیم کا نام پہلی بار سامنے آگیا ہے لیکن صرف اس خط کی بنا پر کسی صورت بھی تنظیم کو ٹریس نہیں کیا جا سکتا اور باس نے بتایا ہے کہ اس مادام تاؤ کا کوئی تعلق پاکیشیا حکومت سے نہ ہے اور نہ وہ کسی سے ملتی جلتی ہے۔ اس لئے تمہیں کوئی پریشانی نہ ہو گی" ——— ابو نجد نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ٹھیک ہے۔ اس مادام تاؤ سے متعلق مزید تفصیلات بتاؤ تاکہ میں اس پر جال ڈالنے کے لئے منصوبہ بندی کر سکوں" ——— اسٹارم نے کہا۔

"یہ فائل ہے، اس میں مادام تاؤ کا تازہ ترین فوٹو بھی ہے اور اس کے متعلق ضروری تفصیلات بھی، اب یہ سوچنا تمہارا کام ہے کہ تم اس عورت کو کس طرح قابو میں کرتے ہو۔ بہرحال اب یہ بات تو تمہیں کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ تنظیم کا نام کسی صورت بھی تمہاری زبان پر نہیں آنا چاہیے" ابو نجد نے کہا اور میز کی دراز سے وہ فائل نکال کر جس پر تنظیم کا مخصوص نشان تھا اسٹارم کی طرف بڑھا دی۔

"تم فکر نہ کرو، یہ عورت کیا حیثیت رکھتی ہے، میں نے ایسی ایسی عورتوں کو اپنا دیوانہ بنا لیا تھا جن کے متعلق کوئی ایسا کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا" اسٹارم نے فائل لیتے ہوئے کہا۔ اس نے فائل کھول کر اس میں موجود مادام تاؤ کا فوٹو دیکھا اور پھر مسکرا کر فائل بند کر دی۔

"او۔ کے، اب اجازت" ——— اسٹارم نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ایک اور ضروری بات تو میرے ذہن سے ہی نکل گئی تھی۔ چیف باس اس مشن کو جلد از جلد مکمل کرانا چاہتا ہے۔ ایک ہفتہ کافی رہے گا" ابو نجد نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ایک ہفتہ تو انتہائی کم مہلت ہے۔ اگر اس عورت کو اغوا کرنا ہوتا تو پھر تو یہ مدت ٹھیک تھی لیکن ایک غیر متوازن ذہن کی عورت کو قابو کر کے سوڈان لے آنے اور پھر اس سے لیبارٹری میں کام کرانے کے لئے یہ مہلت بے حد کم ہے۔ پاکیشیا جانے اور آنے میں بھی کافی وقت لگ سکتا ہے" ———

اشارم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارے خیال میں اس کام کے لئے کتنے دن ہونے چاہئیں"۔ —— ابو نجد نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کم از کم پندرہ روز' ویسے میں اپنی طرف سے پوری کوشش کروں گا کہ کام جلد سے جلد مکمل ہو جائے"۔ —— اشارم نے کہا۔

"او۔کے تم کام کرو باقی میں دیکھ لوں گا"۔ —— ابو نجد نے کہا تو اشارم نے مسکراتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر فائل تہہ کر کے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ کر وہ دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"تو یہ لوگانو کوئی مصری تنظیم ہے لیکن اسے یہاں کیا مشن درپیش ہو سکتا ہے"۔ —— بلیک زیرو نے پیغام والے کاغذ کو پڑھتے ہوئے کہا۔ عمران پروفیسر دانش سے ملنے کے بعد سیدھا دانش منزل پہنچا تھا۔ بلیک زیرو نے اسے بتایا کہ لوگانو نام کا کوئی لفظ اسے لائبریری میں موجود کسی لغت میں نہیں ملا تو عمران نے اسے پروفیسر دانش سے ملنے اور اس سے ہونے والی تمام بات چیت سے آگاہ کر دیا تھا۔

"کوئی نہ کوئی مشن تو بہرحال ہوگا جس کے لئے وہ کسی اشارم کو یہاں بھیجنا چاہ رہا تھا۔ ذرا میری خصوصی فون ڈائری نکالنا"۔ —— عمران نے کہا۔ اور بلیک زیرو نے اٹھ کر ایک الماری سے ایک چھوٹی سی ڈائری نکال کر عمران کے ہاتھ میں دے دی۔ عمران نے ڈائری کھولی اور اس کے صفحے پلٹنے شروع کر دیئے چند لمحوں بعد ایک صفحے پر اس کی نظریں رک گئیں۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور

ٹیلیفون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"مصر کا خصوصی رابطہ نمبر کیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے بلیک زیرو سے پوچھا تو بلیک زیرو نے میز کے شیشے کے نیچے لگے ہوئے چارٹ میں سے چیک کر کے کوڈ نمبر بتا دیا۔ چونکہ اکثر مختلف ملکوں کے رابطہ نمبرز کی ضرورت پیش آتی رہتی تھی اس لئے بلیک زیرو نے تقریباً تمام چھوٹے بڑے ملکوں کے مخصوص فون کوڈ نمبرز کا چارٹ بنا کر میز پر شیشے کے نیچے رکھ دیا تھا۔

عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"روز کلب"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی، لہجہ مصری تھا۔

"روز کلب میں ایک صاحب ہوتے ہیں غازی، کیا وہ اس وقت موجود ہیں"۔۔۔۔ عمران نے انگریزی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"غازی بن ناصر۔۔۔ ہاں وہ اپنے دفتر میں ہیں، کون صاحب بات کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ اس لڑکی نے انگریزی زبان میں پوچھا۔

"نصف بن سالم"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔۔۔ یہ کیسا نام ہے"۔۔۔۔ لڑکی نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ کو پسند نہیں تو بدل لوں گا، فی الحال اس غازی بن شہید اوہ ساری غازی بن ناصر سے بات کرا دیجئے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو غازی بول رہا ہوں"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"تمہارے ماں باپ نے نجانے تمہارا نام کیا سوچ کر غازی رکھ دیا ہے جبکہ تمہارا نام تو شہید ہونا چاہیے بلکہ شہید ناز"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کون صاحب"۔۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"اصل غازی۔۔۔ تمہاری طرح فرمائشی غازی نہیں ہوں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ارے اوہ، اب میں پہچان گیا تم علی عمران بول رہے ہو ناں"۔۔۔۔ اس بار دوسری طرف سے حیرت بھرے انداز میں کہا گیا۔

"شکریہ، ورنہ میں تو سمجھا تھا کہ مصریوں کا حافظہ مصری کھا کھا کر بجائے بڑھنے کے ختم ہو گیا ہے۔ وہ تمہارے کلب کی استقبالیہ پر موجود محترمہ کو جب میں نے اپنا نام نصف بن سالم بتایا تو کہنے لگی کہ مجھے پسند نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی اور غازی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"تم نے نام ہی ایسا بتایا ہے نصف بن سالم۔۔۔ ویسے ایک بات تو بتاؤ جاتے ہوئے تو تم نے وعدہ کیا تھا کہ جاتے ہی فون کروں گا۔ اپنا فون نمبر بھی نہ بتایا تھا لیکن اب جانتے ہو کتنے عرصے بعد فون کر رہے ہو"۔۔۔۔ غازی نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

"عرصہ۔۔۔ ارے تمہارے ہاں ہفتے کو سال تو نہیں کہتے۔ بہرحال یہ باتیں بعد میں کریں گے۔ فی الحال تم یہ بتاؤ کہ مصر کے ایک شخص اسٹارم کو جانتے ہو"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"اسٹارم۔۔۔ ہاں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کیوں تم اس سے کیسے واقف

ہو؟" ــــــ غازی کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"اس نے مجھ سے رابطہ قائم کیا ہے کہ وہ پاکیشیا میں کوئی بڑا سودا کرنا چاہتا ہے۔ میں نے سوچا کہ پہلے اس سے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کر لوں اس لیے فون کیا تھا۔" ــــــ عمران نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسٹارم ہے تو کافی بڑا مجرم' پورا گروپ ہے اس کا اور یہاں فنٹریک میں اس کا نام چند گنے چنے بدمعاشوں میں لیا جاتا ہے اور ابھی چند لمحے پہلے مجھے ایک اطلاع ایسی ملی ہے کہ اگر وہ صحیح ہے تو پھر سمجھو کہ اسٹارم کا ستارہ اور بھی عروج پر پہنچ جائے گا۔ یہاں فنٹریک میں سب سے بڑا گروپ البوسجد کا ہے۔ بلیک سٹار ہوٹل کے مالک اسٹارم اور اس کے درمیان مخالفت تھی لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ اسٹارم اور البوسجد میں دوستی ہو گئی ہے۔ اس سے یقیناً اسٹارم کو بھی تقویت ملے گی لیکن وہ وہاں پاکیشیا میں نیا سودا کرنا چاہتا ہے۔ بہرحال اتنا بڑا مجرم بھی نہیں کہ پاکیشیا تک پہنچ سکے۔ اس کا گروپ تو یہاں مصر تک ہی محدود رہ کر کام کرتا ہے۔" ــــــ غازی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ اسٹارم کس تنظیم سے متعلق ہے؟" ــــــ عمران نے پوچھا۔

"تنظیم سے نہیں' وہ اس ٹائپ کا آدمی نہیں ہے' بڑا آزاد منش آدمی ہے۔ اس کا ذاتی طور پر شغل امیر بوڑھی عورتوں کو اپنی بے پناہ مردانہ وجاہت اور حیرت انگیز صلاحیتوں سے بیوقوف بنا کر ان سے کثیر دولت سمیٹنا ہے۔ لیکن اس کا گروپ ہر قسم کے جرائم میں ملوث رہتا ہے۔ بہرحال آج تک کبھی یہ بات سنی نہیں کہ وہ کسی تنظیم سے متعلق ہو۔" ــــــ غازی نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے کبھی بوگانو نام کی کسی تنظیم کی بابت سنا ہے؟" ــــــ عمران نے پوچھا۔

"بوگانو۔ نہیں ــ پہلی بار یہ نام تمہارے ہی منہ سے سن رہا ہوں مگر تم یہ ساری باتیں کیوں پوچھ رہے ہو؟" ــــــ غازی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بتایا تو ہے کہ اسٹارم ایک تنظیم بوگانو کے نام پر بڑا سودا کرنا چاہتا ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ سودے سے پہلے اس سارے معاملے کے بارے میں چھان بین کر لوں اور سنو تم میرے دوست ہو اس لیے دوستانہ طور پر میں تمہیں ایک آفر کرتا ہوں اگر تم مجھے بوگانو کے بارے میں اور اسٹارم کی موجودہ مصروفیات کے بارے میں زیادہ سے زیادہ تفصیلات معلوم کر کے بتا سکو تو میں اس کے بدلے میں تمہیں دو ہزار مصری پونڈ دینے کے لیے تیار ہوں؟" ــــــ عمران نے کہا۔

"سنو عمران' میں تم سے کوئی بات چھپانا نہیں چاہتا۔ یہاں فنٹریک میں ایک ایسا آدمی ہے جو خفیہ طور پر معلومات فراہم کرنے کا دھندہ کرتا ہے۔ انتہائی قابل اعتماد آدمی ہے اور میرا ذاتی دوست بھی ہے۔ اس نے اس کے لیے باقاعدہ خفیہ ایجنسی بنائی ہوئی ہے۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ فنٹریک میں ہونے والے ہر واقعے سے چوبیس گھنٹے پہلے واقف ہو جاتا ہے لیکن اس کی فیس بے حد بھاری ہے۔ وہ پانچ ہزار مصری پونڈ لیتا ہے اگر تم کہو تو میں پانچ ہزار پونڈ اسے دے کر یہ معلومات ایک گھنٹے کے اندر حاصل کر سکتا ہوں لیکن یہ بتا دوں کہ میں غریب آدمی ہوں۔" ــــــ

غازی نے کہا۔

"اوکے مجھے تم پر اعتماد ہے۔ تم اپنا بینک اکاؤنٹ نمبر بتا دو، میں ایک گھنٹے کے اندر تمہارے اکاؤنٹ میں دس ہزار مصری پونڈ جمع کرا سکتا ہوں مگر شرط یہی ہے کہ معلومات مصدقہ ہوں اور دوسری بات یہ کہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ معلومات میں حاصل کر رہا ہوں۔ مجھے خاص طور پر ایسی معلومات چاہئیں جن کا تعلق اشارم، لوگالو اور پاکیشیا سے ہو" ——— عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے، مل جائیں گی" ——— غازی نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اکاؤنٹ نمبر بتا دیا۔

"اوکے، رقم پہنچ جائے گی — بے فکر رہو" ——— عمران نے کہا۔

"تم اپنا فون نمبر بتا دو۔ میں ایک گھنٹے کے اندر تمہیں فون کر کے تمام معلومات بتا دوں گا" ——— غازی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں ایک گھنٹے بعد خود ہی فون کر لوں گا" ——— عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر ایک کاغذ پر غازی کا بتایا ہوا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کا نام لکھ کر عمران نے کاغذ بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔

"فوری طور پر اس اکاؤنٹ میں رقم بھجوا دو، غازی سے ہمیں اور بھی بہت کچھ فائدہ مل سکتا ہے۔ میں اس دوران لائبریری میں جا کر اس لوگالو کے بارے میں ریسرچ ورک کرتا ہوں۔ شاید کہیں پرانی فائلوں میں کچھ دستیاب ہو جائے" ——— عمران نے کہا اور اٹھ کر لائبریری کی طرف جانے والے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

پھر اس کی واپسی تقریباً ایک گھنٹے بعد ہی ہوئی۔

"کچھ پتہ چلا" ——— بلیک زیرو نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"بس وہی کچھ معلوم ہوا ہے جتنا پروفیسر دانش نے بتایا تھا بہرحال اس لوگالو معبد کے بارے میں تفصیلات اور اس کا نقشہ مل گیا ہے۔ شاید کام دے جائے۔ میں ذرا غازی سے پوچھ لوں کہ اس نے کیا کیا ہے" ——— عمران نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"یہ غازی صاحب شاید آپ کے تب دوست بنے ہوں گے۔ جب آپ فیاض کے ساتھ مصر گئے تھے وہ گولڈن لینڈ والے مشن کے سلسلے میں" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں بس اتفاقاً ملاقات ہو گئی۔ کام کا آدمی تھا اس لئے میں نے سوچا کہ شاید کبھی دوبارہ کام پڑ جائے" ——— عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور رسیور اٹھا کر دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"روز کلب" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی وہی نسوانی آواز سنائی دی جس سے ایک گھنٹہ پہلے عمران کی بات ہوئی تھی۔

"ابھی تک نصف بن سالم ہی ہوں۔ ویسے اگر تم ساتھ دینے کا وعدہ کرو تو شاید نصف سے سالم بھی ہو جاؤں اور دو چار اور نصف بھی وجود میں آ جائیں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ دوسری طرف چند لمحے تو خاموشی طاری رہی، جیسے وہ عمران کی بات کا مطلب سمجھ رہی ہو، پھر وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اوہ تم بے حد خوبصورت اور گہری باتیں کرتے ہو، کیا تم مجھے شادی کا پیغام دے رہے ہو مگر میری تو منگنی ہو چکی ہے" ——— اس بار دوسری طرف سے بولنے والی نے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں، میں نہ سہی کوئی اور سالم ہو جائے گا۔ غازی بن ناصر موجود ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں" ——— دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا اور چند لمحوں بعد غازی کی آواز سنائی دی۔

"یس غازی بول رہا ہوں" ——— غازی کا لہجہ کاروباری تھا شاید اس لڑکی نے صرف فون ملایا تھا کوئی بات نہ کی تھی۔

"نصف بن سالم بول رہا ہوں" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ عمران صاحب میں آپ کی کال کا منتظر تھا۔ رقم فوری طور پر بھیجنے کا شکریہ، ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے بنک نے فون پر رقم پہنچ جانے کی اطلاع دے دی ہے، میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں اور یہ معلومات میرے لئے تو خاصی حیران کن ہیں" ——— غازی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"کیا معلومات ہیں" ——— عمران نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"لوگالو کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اس نام کی واقعی ایک خفیہ تنظیم موجود ہے اور قاہرہ میں ابو نجد اس کا سب سے بڑا ایجنٹ ہے اور اسٹارم گروپ بھی اس تنظیم کا ممبر ہے۔ اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر اور دوسری تفصیلات کا بہرحال علم نہیں ہو سکا۔ اسٹارم کے متعلق ایک حیرت انگیز بات کا پتہ چلا ہے کہ اسٹارم نے خلاف توقع ابو نجد سے ہوٹل بلیک سٹار میں اکیلے جا کر اس سے بڑی طویل خفیہ ملاقات کی ہے اور اس کے بعد ہی ان دونوں گروپوں کے درمیان دوستی کا اعلان بھی ہوا ہے، معلومات فروخت کرنے والے آدمی جس کا نام سعد جمال ہے اس نے میرے کہنے پر فوری طور پر اس ملاقات کی تفصیلات حاصل کی ہیں کیونکہ ابو نجد کے کاروباری دفتر میں ہونے والی ہر ملاقات کا باقاعدہ

ٹیپ رکھا جاتا ہے اور اس ٹیپ کی مدد سے یہ معلوم ہوا ہے کہ ابو نجد نے اسٹارم کو لوگالو تنظیم کے چیف باس کے حکم پر بلایا تھا۔ اسٹارم کے ذمہ یہ کام لگایا ہے کہ وہ پاکیشیا میں جراثیموں پر تحقیقات کرنے والی کسی سائنسدان عورت مادام تاؤ کو اپنی مخصوص صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے اسے آمادہ کر کے سوڈان لے جائے جہاں پہنچ کر وہ ابو نجد کو اطلاع دے گا اور ابو نجد تنظیم کے ہیڈ کوارٹر اطلاع دے کہ اس عورت کو ہیڈ کوارٹر کی ایسی لیبارٹری میں لے جائے گا جہاں جراثیموں پر تحقیقات ہو رہی ہے۔ ایسے جراثیموں پر جن سے انتہائی خوفناک بیماری پھیلتی ہے تنظیم ان جراثیموں کی مدد سے حکومتوں کو بلیک میل کر کے دولت کمانا چاہتی ہے۔ یہ مادام تاؤ پاکیشیا کے دارالحکومت کے قریب کسی قصبے شاہپران میں رہتی ہے اور یہ بات بھی معلوم ہو چکی ہے کہ اسٹارم اسی روز پاکیشیا روانہ ہو گیا تھا اور ہاں اس ٹیپ سے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ پہلے اس تنظیم کے ہیڈ کوارٹر سے کوئی خط اسٹارم کو لکھا گیا تھا لیکن وہ خط لے جانے والا پکڑا گیا۔ اس نے خودکشی کر لی اور پھر وہ خط حکومت مصر نے حکومت پاکیشیا کو بھیج دیا، جسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حوالے کر دیا گیا ہے بس یہی معلومات مل سکی ہیں" ——— غازی نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اتنی ہی کافی ہیں شکریہ" ——— عمران نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

"تو مسئلہ مادام تاؤ کو لے جانے کا تھا" ——— عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد اس نے ایک بار پھر ریسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"مادام تاؤ پیلس" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز

سنائی دی۔

"میں علی عمران بول رہا ہوں، مادام تاؤ سے بات کراؤ" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مادام تاؤ موجود نہیں ہیں، میں ان کا سیکرٹری بول رہا ہوں" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کہاں گئی ہیں وہ" ——— عمران نے بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

"عمران صاحب، میں آپ کو جانتا ہوں اس لئے بتا رہا ہوں ورنہ مادام تاؤ کا تو یہی حکم ہے کہ ان کی مصروفیات کے بارے میں کسی کو نہ بتایا جائے۔ تین چار روز پہلے ایک سیاح اسٹارم مادام سے ملنے آیا اور پھر مادام تاؤ نے اسے اپنے پاس ٹھہرا لیا۔ مادام تاؤ کا دوسرے روز پروگرام اپ لینڈ میں بیگم رضا کے پاس جانے کا تھا کیونکہ بیگم رضا نے ان کی دعوت کر رکھی تھی چنانچہ مادام تاؤ اس سیاح دوست کو بھی اپنے ہمراہ اپ لینڈ لے گئی ہیں۔ اب نجانے وہ کب واپس آئیں" ——— دوسری طرف سے سیکرٹری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ٹھیک ہے شکریہ" ——— عمران نے کہا اور جلدی سے کریڈل دبا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس رضا ہاؤس" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں، بیگم صاحبہ سے بات کرائیں" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بیگم صاحبہ ملک سے باہر ہیں" ——— دوسری طرف سے جواب

دیا گیا۔

"کب سے گئی ہیں" ——— عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ان کی ایک دوست مادام تاؤ پاکیشیا سے آئی تھیں۔ ان کے ساتھ ان کا دوست بھی تھا اسٹارم، پھر اچانک ان کا پروگرام سوڈان جانے کا بن گیا۔ چنانچہ بیگم صاحبہ، مادام تاؤ اور ان کا دوست تینوں کل دوپہر کی فلائٹ سے سوڈان چلے گئے ہیں۔ بیگم صاحبہ نے کہا تو تھا کہ سوڈان پہنچتے ہی وہ اطلاع دیں گی لیکن ابھی تک ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی" ——— دوسری طرف سے تفصیل سے جواب دیا گیا۔

"سوڈان میں ان کا کوئی خاص پتہ" ——— عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"معلوم نہیں جناب، وہ سیاحت کے موڈ میں گئی ہیں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے شکریہ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"وہ لوگ تو اپنے مشن میں کامیاب بھی ہو گئی اور ہم یہاں بیٹھے گڑھے مردے اکھاڑ رہے ہیں" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ مادام تاؤ تو انتہائی عجیب ٹائپ کی عورت ہے۔ وہ اتنی جلدی اس اسٹارم کے قابو میں کیسے آ گئی اور پھر مادام رضا کو بھی ساتھ لے گئی" ——— بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پتہ نہیں اس اسٹارم میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں" ——— عمران نے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جی صاحب" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بوڑھی سی آواز

سنائی دی اور عمران پہچان گیا کہ وہ سر سلطان کا خاندانی ملازم بابا الٰہی بخش ہے۔

" عمران بول رہا ہوں بابا ـــــ تمہارے بڑے صاحب دفتر سے آگئے ہیں یا ابھی دفتر میں ہی دھرنا مارے بیٹھے ہیں "ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ابھی تھوڑی دیر پہلے آئے ہیں چھوٹے صاحب ـــ بات کراؤں "ـــ دوسری طرف سے بابا الٰہی بخش نے انتہائی محبت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں کراؤ "ـــــ عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد رسیور پر سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

" ہیلو، سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے ـــ خیریت، اس وقت فون کیا ہے "ـــــ سر سلطان کے لہجے میں تشویش کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

" پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ کب ریٹائر ہو رہے ہیں "ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ریٹائر ـــ کیوں، تم کیوں پوچھ رہے ہو "ـــــ سر سلطان کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

" اس لئے کہ اگر ریٹائرمنٹ میں زیادہ عرصہ ہو تو آپ طویل رخصت لے کر دو چار سال آرام فرمالیں، اب کام کر کر کے آپ خاصے تھک گئے ہیں "ـــــ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" تمہارا مطلب کیا ہے ـــ اگر یہ مذاق ہے تو مجھے ایسا توہین آمیز مذاق ہرگز پسند نہیں ہے "ـــــ سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" آپ کے فائدے میں مشورہ دے رہا ہوں جناب، ورنہ اگر آپ اسی طرح

بھولتے رہے تو پاکیشیا کے لئے بڑے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں "ـــــ عمران بدستور سنجیدہ تھا۔

" بھولتا رہا ـــ آخر تم کیا پہیلیاں بھجوا رہے ہو، خواہ مخواہ پریشان کر دیا ہے تم نے، کھل کر بات کرو "ـــــ سر سلطان کا غصہ اور بڑھ گیا۔

" یہ بتائیں کہ مصری حکومت کی طرف سے آنے والا وہ لوگانو تنظیم والا خط آپ کو کب ملا تھا "ـــــ عمران نے کہا۔

" اوہ، اوہ کیا کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے، ویری بیڈ ـــ وہ مجھے ایک ہفتہ پہلے ملا تھا لیکن حقیقت یہی ہے کہ میں ان دنوں وزارت خارجہ کے انتہائی اہم ترین کاموں کی وجہ سے اسے یکسر بھول گیا تھا۔ تم جانتے تو ہو آج کل بین الاقوامی صورت حال کس قدر تشویشناک ہے اس لئے میں بے حد مصروف رہا۔ آج بھی صبح اچانک ناشتہ کرتے ہوئے مجھے اس کا خیال آگیا تو میں نے تمہیں دفتر جانے سے پہلے فون کر دیا لیکن وہ تو بس ایک پیغام تھا کیا ہوا ہے "ـــــ سر سلطان نے انتہائی معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

" اور تو کچھ نہیں، بس اتنا ہوا ہے کہ وہ لوگانو تنظیم اس دوران پاکیشیا میں اپنا مشن مکمل بھی کر چکی ہے "ـــــ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" مشن مکمل کر چکی ہے، کونسا مشن، کیسا مشن "ـــــ سر سلطان نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

" میں نے اس خط کے ملنے پر مکمل تحقیقات کی ہیں۔ لوگانو مصر کی ایک خفیہ تنظیم ہے جو کسی خوفناک بیماری کے جراثیموں پر کام کر رہی ہے۔ اس سے اس کا مقصد کسی بھی ملک میں خوفناک بیماری پھیلا کر اس ملک کو بلیک میل

کر کے دولت کمانا ہے۔ فی الحال تو یہی مقصد سامنے آیا ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ اصل بات کوئی اور ہو۔ بہر حال اس تحقیقات کے لئے انہیں پاکیشیا میں جراثیموں کی ماہر سائنسدان مادام تاؤ کا تعاون چاہیے تھا چنانچہ انہوں نے اپنا ایک خاص آدمی اسٹارم یہاں بھیجا جس کا ذکر اس خط میں بھی تھا اور وہ مادام تاؤ کو ساتھ لے کر پہلے اپ لینڈ گیا جہاں جراثیموں کی ہی ایک اور سائنسدان بیگم رضا رہتی ہیں اور پھر وہ تینوں سوڈان چلے گئے جہاں سے انہیں اس تنظیم کے ہیڈ کوارٹر لے جایا گیا ہو گا بس یہی مشن تھا جس کا اس خط میں ذکر تھا۔ اگر مجھے آپ یہ خط فوری طور پر دے دیتے تو اسٹارم اتنی آسانی سے دو خواتین سائنسدانوں کو نہ لے جاتا۔ یہ ساری تفصیل معلوم ہونے پر مجھے اچانک خط پر پڑی ہوئی تاریخ یاد آگئی اور میں سمجھ گیا کہ آپ اسے مجھ تک پہنچانا بھول گئے تھے اس لئے کہہ رہا ہوں کہ یا تو آپ ریٹائر ہو جائیں یا پھر طویل رخصت لے کر آرام فرمائیں کیونکہ اس مادام تاؤ اور بیگم رضا کی کوئی سرکاری حیثیت نہیں ہے اور نہ ہی ان کے جانے سے پاکیشیا کو کوئی نقصان پہنچے گا لیکن اگر واقعی کوئی ایسی بات ہوتی تو پھر آپ بتائیں کہ کس قدر نقصان ہو سکتا تھا"۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے بے حد افسوس ہے عمران بیٹے، واقعی مجھ سے بے حد غفلت ہوئی ہے، تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اب میں یقیناً بوڑھا ہو گیا ہوں اور مجھے ریٹائر ہو جانا چاہیے اور۔ کل ہی صبح ہی اپنی ریٹائرمنٹ کا کیس بنا کر صدر مملکت کو بھجوا دوں گا"۔۔۔۔۔ سرسلطان نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"ارے ارے آپ سنجیدہ ہو گئے، ارے بوڑھے ہوں آپ کے دشمن ابھی تو آپ نے تین شادیاں اور کرنی ہیں کیونکہ تین کا سکوپ باقی ہے۔ میں تو

مذاق کر رہا تھا"۔۔۔۔۔ عمران نے سرسلطان کے سنجیدہ ہوتے ہی مسکرا کر کہا۔

"تمہارا شکریہ عمران، لیکن تم نے واقعی مجھے احساس دلا دیا ہے کہ اگر میں نے اس معاملے میں غفلت کا مظاہرہ کیا ہے تو کسی اہم ترین معاملے میں بھی مجھ سے غفلت ہو سکتی ہے اور اس سے اگر پاکیشیا کو نقصان پہنچ گیا تو میں ساری عمر اپنے آپ کو معاف نہ کر سکوں گا"۔۔۔۔۔ سرسلطان واقعی بے حد سنجیدہ ہو رہے تھے۔

"تو ٹھیک ہے، پھر اگر سرسلطان سیکرٹری وزارت خارجہ نہیں رہیں گے تو عمران بھی ایکسٹو نہیں رہے گا، پھر نیا سیکرٹری جانے اور اس کا ایکسٹو جانے"۔۔۔۔۔ عمران نے پینترہ بدلتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو، تمہارا اس عہدے پر موجود رہنا بے حد ضروری ہے۔ اس میں پاکیشیا کا تحفظ ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ تم اس قدر جذباتی ہو کر ایسا فیصلہ کرو گے"۔۔۔۔۔ سرسلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر آپ ضد کر رہے ہیں تو میں بھی تو آپ کا بیٹا ہوں آپ سے دو قدم آگے ہی رہوں گا"۔۔۔۔۔ عمران بھی اڑ گیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے یہ ترپ کا پتہ نہ پھینکا تو سرسلطان واقعی صبح ریٹائرمنٹ کے لئے لکھ دیں گے۔

"لیکن مجھ سے تو کوتاہی ہوئی ہے تم نے تو کوئی کوتاہی نہیں کی"۔۔۔۔۔ سرسلطان نے کہا۔

"میری اس سے بڑی کوتاہی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک مجرم تنظیم کا آدمی یہاں آکر ایک سائنسدان کو ساتھ لے جائے اور مجھے علم ہی نہ ہو"۔۔۔۔۔

عمران نے جان بوجھ کر اپنی کوتاہی بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں، یہ تمہاری کوتاہی نہیں ہے۔ اب تمہیں الہام تو نہیں ہونا تھا، ارے ہاں یہ مادام تاؤ کہیں وہی تو نہیں جس کی تم نے جا کر ملازمت کر لی تھی۔ مجھے کچھ کچھ یاد آرہا ہے۔ کافی پرانی بات ہے شاید" ——— سر سلطان نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا۔

"بس اب آپ کی ریٹائرمنٹ کا سکوپ ختم، جب آپ کی یادداشت اس قدر تیز ہو کہ ابھی تک مادام تاؤ کے بارے میں آپ کو یاد ہو جس کا بظاہر کوئی تعلق کبھی آپ سے نہ ہو تو اس کا یہی مطلب ہے کہ آپ بوڑھے نہیں ہیں جوان ہیں اور اب مجھے مادام تاؤ کو برآمد کرنا پڑے گا تاکہ آپ کی یادداشت مزید تیز ہونے کا بندوبست کیا جا سکے۔ آنٹی کو میں خود ہی منا لوں گا" ——— عمران نے کہا تو سر سلطان اس بار بے اختیار ہنس پڑے۔ وہ عمران کا مطلب سمجھ گئے تھے کہ وہ مادام تاؤ کو یاد رکھنے کے حوالے سے ان کی دوسری شادی مادام تاؤ سے کرانے کی بات کر رہا تھا۔

"تم سے خدا سمجھے، کم از کم اپنے سے بڑوں کو تو معاف کر دیا کرو، بہرحال اب مجھے ایک اور بات بھی یاد آگئی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے ایک محفل میں سیکرٹری وزارت سائنس ریاض الدین احمد سے باتوں باتوں میں حکومت پاکیشیا کے ایک نئے سائنسی پروجیکٹ کا ذکر آگیا تھا۔ جراثیموں کے بارے میں ہی بات کر رہے تھے اور مجھے یاد ہے اس سلسلے میں انہوں نے مادام تاؤ کا نام بھی لیا تھا۔ اس وقت تو میں نے اس بات پر توجہ نہ دی تھی لیکن اب مجھے یاد آرہا ہے" ——— سر سلطان نے کہا۔

"ابھی تو میں نے صرف تجویز ہی دی ہے اور آپ کی یادداشت تیز ہوتی

جا رہی ہے۔ چھوہارے بٹنے کے بعد نجانے کیا حال ہو گا آپ کی یادداشت کا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تم بکواس پر اتر آئے ہو شیطان" ——— سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"بڑی مشکل سے موڈ بدلا ہے سر سلطان کا ورنہ اچھے خاصے تجربہ کار سیکرٹری خارجہ سے ہاتھ دھونے پڑ جاتے لیکن ایک فائدہ ہو گیا ہے کہ اب کم از کم ایک سال تک سر سلطان دوبارہ ایسے کاموں میں غفلت کا مظاہرہ نہ کریں گے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ کسی سائنس پراجیکٹ کا ذکر کر رہے تھے، کہیں واقعی یہ مادام تاؤ اس پراجیکٹ پر کام نہ کر رہی ہو" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے نہیں ——— وہ کسی سرکاری پراجیکٹ میں کام کر ہی نہیں سکتی، سر سلطان نے یقیناً صرف اپنی یادداشت کا مزید رعب ڈالنے کے لئے بات بتائی ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"تو پھر اب کیا پروگرام ہے آپ کا ——— وہ بیگم رضا توصیف کی آنٹی ہے" بلیک زیرو نے کہا۔

"آنٹی بھی ہے اور ہونے والی ساس بھی، اب یہ توصیف کی مرضی کہ آنٹی ساس کو برآمد کرتا ہے یا دل ہی دل میں یہ سوچ کر خوش ہو جاتا ہے کہ چلو شادی سے پہلے ہی ساس کا مسئلہ ختم ہوا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے کہ آپ اس میں دلچسپی نہیں لیں گے" ——— بلیک زیرو

نے کہا۔

" اب میرا کام یہی تو نہیں رہ گیا کہ میں اغوا شدہ عورتیں برآمد کرتا پھروں پہلے بھی اسی چکر میں دس ہزار مصری پونڈ کا نقصان حکومت کو ہو گیا ہے جو اب مجھے اپنے ذاتی اکاؤنٹ سے خزانہ سرکار میں جمع کرانے پڑیں گے۔ میں توصیف کو بتا دیتا ہوں وہ جانے اور اس کی ساس "۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" آغا بول رہا ہوں "۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی توصیف کے پاس آغا کی آواز سنائی دی۔

" ارے ارے کونسا حریرہ کھا لیا ہے تم نے کہ آواز ہی بدل گئی ہے۔ کہیں حریرہ تبدیلی صورت تو نہیں کھا لیا۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر اس میں کچھ نسوانیت بھی ڈال لینی تھی۔ کم از کم ایسی کرخت آواز تو نہ ہوتی "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب، میں اپ لینڈ سے آغا بول رہا ہوں "۔۔۔۔ دوسری طرف سے آغا کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" ارے او تم ۔۔۔ میں سمجھا فون غلطی سے آغا سلیمان پاشا سے جا ملا ہے "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آغا جیسا سنجیدہ آدمی بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

" تو آپ کا باورچی آج کل حریرے بنانے میں مصروف ہے "۔۔۔۔ آغا نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ارے تم آج کل کہہ رہے ہو، بھائی گذشتہ کئی سالوں سے میرا باورچی خانے کا بجٹ ہزار گنا بڑھ چکا ہے۔ میں نے لاکھ احتجاج کیا ہے لیکن آغا سلیمان پاشا کہتا ہے کہ اگر میں نے اب احتجاج کیا تو وہ کسی روز مجھے حریرہ تبدیلی جنس کھلا دے

گا اس لئے بھائی اب تو احتجاج کرنے سے بھی ڈر لگتا ہے کہ اگر جنس تبدیل ہو گئی تو سب سے پہلا رشتہ بھی اس آغا سلیمان پاشا کا ہی آ جانا ہے "۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس بار آغا قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

" ویسے اگر کہو تو حریرہ تبدیلی جنس بنوا کر تمہارے توصیف کو بھجوا دوں شاید اس سے وہ شہلا پر کچھ رعب جمانے کے قابل ہو سکے "۔۔۔۔ عمران نے کہا اور آغا ایک بار پھر ہنس پڑا۔

" ارے نہیں، پہلے شادی ہو لینے دیں۔ اس بار شہلا نے سخت ترین دھمکی دے رکھی ہے کہ اگر موسم بہار میں اس نے شادی نہ کی تو وہ اسے توپ دم کرا دے گی اور توصیف محکمہ موسمیات کے ماہرین کو تلاش کرتا پھر رہا ہے کہ شاید وہ کسی طرح موسم بہار کو آنے سے روک سکیں "۔۔۔۔ آغا نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی ہنس پڑا۔

" وہ ہے کہاں، مجھ سے بات کراؤ ایسا نسخہ بتاؤں گا کہ موسم بہار اپ لینڈ کا رخ کرنا ہی بھول جائے گا "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اس وقت وہ ہوٹل وڈ لینڈ میں ہو گا شہلا کے ساتھ، ابھی تھوڑی دیر پہلے گیا ہے۔ آپ نے کیسے فون کیا تھا ۔۔ کوئی کام "۔۔۔۔ آغا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" توصیف سے بات کرنی تھی تاکہ اس سے وہ نسخہ پوچھ سکوں کہ شہلا اس سے شادی کے لئے لٹھ لئے پھرتی ہے شاید وہ نسخہ ہم جیسے کنواروں کے بھی کام آ جائے یہاں تو جس سے بات کرو وہ شادی کی بجائے لٹھ سر میں مارنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اگر واقعی آپ نے توصیف سے بات کرنی ہے تو پھر میں اسے ہوٹل فون کرتا

ہوں"۔۔۔۔ آغا نے کہا۔

"ارے اب اتنی جلدی بھی نہیں ہے۔ ابھی تو میری مسیں بھی نہیں نکلیں، حالانکہ میں نے مسوں پر مصنوعی بارش بھی کرا دیکھی ہے پتہ نہیں مسوں پر کوئی واٹر پروف آئل قدرت نے لگا دیا ہے کہ کم بخت نکلتی ہی نہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے' میں توصیف کو کہہ دوں گا، وہ آپ سے بات کر لے گا"۔۔۔۔ آغا نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور عمران نے او۔کے کہہ کر رسیور رکھ دیا لیکن اس نے جیسے ہی رسیور رکھا فون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی اور عمران نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں' عمران موجود ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"ارے اتنی جلدی آنٹی مان بھی گئیں"۔۔۔۔ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"عمران' میں نے سیکرٹری وزارت سائنس ریاض الدین احمد سے بات کی ہے انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ واقعی حکومت پاکیشیا کا ایک اہم سائنسی پروجیکٹ زیر تکمیل ہے اور یہ پراجیکٹ مادام تاؤ مکمل کر رہی ہیں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ مادام تاؤ نے از خود حکومت پاکیشیا سے اس اہم ترین پروجیکٹ کی بابت بات کی تھی اور انہوں نے پروجیکٹ کی جو تفصیلات بتائی تھیں اس سے پاکیشیا حکومت کو کثیر فائدے پہنچ سکتے تھے چنانچہ حکومت نے اس پروجیکٹ کی منظوری دے دی لیکن مادام تاؤ نے اسے اپنی ذاتی لیبارٹری میں مکمل کرنے پر اصرار کیا اور اس کے اخراجات

بھی حکومت سے لینے سے انکار کر دیا۔ صرف اتنا مطالبہ کیا تھا کہ اس کا نام اس کے نام پر رکھا جائے۔ حکومت کو ظاہر ہے اس پر کیا اعتراض ہو سکتا تھا، چنانچہ وہ اس پروجیکٹ پر کام کر رہی ہے اور اس کا کام تکمیل کے قریب پہنچ جانے کی رپورٹیں بھی باقاعدہ وزارت سائنس کو مل رہی ہیں۔ میں نے اسے مادام تاؤ کے اغوا کے بارے میں کچھ نہیں بتایا لیکن اب میرے ضمیر پر شدید بوجھ آن پڑا ہے۔ کہ میری غفلت سے ملک کا یہ اہم ترین پروجیکٹ مکمل نہ ہو سکے گا"۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"اوہ اگر ایسی بات ہے تو پھر تو لازماً اس مادام تاؤ کو برآمد کرنا ہی پڑے گا۔ اس طرح ملک کا پروجیکٹ بھی مکمل ہو جائے گا اور آپ کا ضمیر بھی ہلکا ہو جائے گا۔ او۔کے ٹھیک ہے آپ فکر نہ کریں میں کچھ کرتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے سر سلطان کے لہجے میں موجود شدید ترین پریشانی کو محسوس کرتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"شکریہ عمران بیٹے' تمہاری اس بات نے مجھے بے حد حوصلہ دیا ہے' اللہ تمہیں ہر میدان میں کامیابی دے"۔۔۔۔ سر سلطان نے بے اختیار ہو کر کہا۔

"ارے ارے اب اتنا بھی بڑھاپا طاری کر لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ وعدہ رہا آنٹی سے کچھ نہ کہوں گا"۔۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ سرکاری کام نکل ہی آیا۔ چلو ایک فائدہ تو ہوا کہ میری رقم خزانہ سرکار میں جمع ہونے سے بچ گئی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بھی ہنس پڑا۔

"تو آپ ٹیم لے کر مصر جائیں گے یا سوڈان" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"مصر جانا پڑے گا وہیں سے اس بوگانو کے ہیڈ کوارٹر کا کھوج نکل سکے گا۔ تم ایسا کرو کہ صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور جولیا کو تیار رہنے کا کہہ دو، توصیف کو بھی ساتھ لے لوں گا۔ میں اس دوران کچھ مزید تیاری کرنا چاہتا ہوں" ——— عمران نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

دور تک پھیلے ہوئے صحرا میں ریت میں چلنے والی دو مخصوص جیپیں خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ ایک جیپ کی عقبی نشست پر مادام ناز اور بیگم رضا بیٹھی ہوئی تھیں جبکہ ڈرائیونگ سیٹ کے ساتھ والی سیٹ پر دو سوڈانی بیٹھے ہوئے تھے۔ آگے جانے والی جیپ میں چار سوڈانی آدمی سوار تھے۔

"اس ڈاکٹر زیدان نے جراثیموں کی لیبارٹری ریگستان میں کیوں بنا رکھی ہے" عقبی سیٹ پر بیٹھی ہوئی بیگم رضا نے ساتھ بیٹھی ہوئی مادام ناز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ریت کے جراثیموں پر ریسرچ کر رہا ہوگا" ——— مادام ناز نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بیگم رضا بے اختیار ہنس پڑی۔

"ڈاکٹر زیدان کو صحرا سے عشق ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ شہر میں ان کا دل گھبراتا ہے۔ اس لئے انہوں نے ریگستان کے اندر ایک نخلستان کو باقاعدہ حکومت سے خرید کر وہاں ریت کے نیچے اپنی لیبارٹری اور رہائش گاہ بنائی

ہوئی ہے۔" —— فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے سوڈانی نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ڈاکٹر زیدان سے متعلق ہمیں جو کچھ بتایا گیا ہے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جراثیموں پر ریسرچ کا بہت بڑا ماہر ہے لیکن ڈاکٹر زیدان کا نام ہم نے پہلے تو کبھی اس فیلڈ میں نہیں سنا۔" —— بیگم رضا نے کہا۔

"ڈاکٹر زیدان شہرت پسند نہیں کرتا۔ وہ اپنے کام سے کام رکھنے والا آدمی ہے۔" —— نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بیگم رضا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

دونوں جیپیں تقریباً دو گھنٹے تک مسلسل ریت میں سفر کرتی رہیں پھر وہ ایک خوبصورت سے نخلستان میں پہنچ گئیں جہاں چار مقامی افراد ان کے استقبال کے لئے موجود تھے جن میں سے ایک لمبے قد اور گنجے سر والا تھا۔

"یہ ڈاکٹر زیدان ہیں اور ڈاکٹر زیدان یہ پاکیشیائی مادام تاؤ اور یہ اپ لینڈ کی بیگم رضا ہیں۔" —— جیپوں سے اتر کر اس سوڈانی نوجوان نے مادام تاؤ اور بیگم رضا کا تعارف اسی لمبے قد اور گنجے سر والے ادھیڑ عمر آدمی سے کراتے ہوئے کہا۔

"آپ جیسی مشہور سائنسدانوں کو میں اپنے ہاں خوش آمدید کہتا ہوں۔" —— ڈاکٹر زیدان نے آگے بڑھ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ مادام تاؤ نے تو اس سے بڑے پرجوش انداز میں باقاعدہ مصافحہ کیا لیکن بیگم رضا نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"ڈاکٹر زیدان، تم مجھے سائنسدان کم اور شیطان زیادہ دکھائی دیتے ہو۔

تمہارے چہرے اور آنکھوں میں شیطانیت کی جھلکیاں ہیں۔" —— مادام تاؤ نے مصافحہ کرتے ہی بڑے پرجوش انداز میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ڈاکٹر زیدان کی تعریف کر رہی ہو۔

"آپ میری مہمان ہیں اس لئے میں آپ کے اس فقرے کا برا نہیں مناتا ورنہ . . . ." —— ڈاکٹر زیدان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ یکلخت ٹماٹر کی طرح سرخ پڑ گیا تھا۔

"تاؤ —— یہ کیا کہہ رہی ہو۔ اس طرح بات کرنا بداخلاقی ہے۔" —— بیگم رضا نے مادام تاؤ کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"سچ بولنا کوئی بداخلاقی نہیں ہوتا بیگم رضا۔ جو کچھ میں نے محسوس کیا وہ کہہ دیا۔ اس میں بھلا ناراض ہونے والی کونسی بات ہے۔ کیوں ڈاکٹر زیدان۔" مادام تاؤ نے اس طرح ہنستے ہوئے کہا جیسے اسے احساس ہی نہ ہو کہ اس نے کوئی غلط فقرہ کہہ دیا۔

"آئیے میرے ساتھ میں آپ کو اپنی لیبارٹری دکھاؤں اور آپ کو اس پروجیکٹ کے بارے میں بتاؤں جس پر میں آج کل کام کر رہا ہوں اور میرے ساتھ دنیا کے چیدہ چیدہ سائنسدان بھی اس پروجیکٹ پر کام کر رہے ہیں۔" ڈاکٹر زیدان نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک سرنگ نما راستے پر چلتے ہوئے زیر زمین کافی گہرائی میں اتر گئے۔ یہاں باہر کی نسبت کافی ٹھنڈک تھی۔ یہ سرنگ انسانی ہاتھوں کا کارنامہ تھی۔ سرنگ کا اختتام ایک خوبصورت رہائش گاہ پر ہوا۔ بیگم رضا اور مادام تاؤ بڑی حیرت سے ریت کے نیچے خاصی گہرائی میں بنی ہوئی اس رہائش گاہ کو دیکھ رہی تھیں۔

"آئیے یہاں تشریف رکھیں۔ آپ خاصی تھک گئی ہوں گی۔ اس لئے پہلے

آپ کو ایک خاص قسم کا قہوہ پیش کیا جائے گا جس سے آپ تازہ دم ہو جائیں گی" ____ ڈاکٹر زیدان نے کہا اور وہ سر ہلاتی ہوئیں ایک بیضوی میز کے گرد بیٹھ گئیں۔ ڈاکٹر زیدان بھی ایک طرف بیٹھ گیا اور چند لمحوں بعد باوردی ملازم نے قہوے کی پیالیاں لاکر ان تینوں کے سامنے رکھ دیں اور قہوہ پینے میں مصروف ہو گئے۔ قہوہ نہ صرف لذیذ تھا بلکہ واقعی اس نے ان دونوں کو تازہ دم بھی کر دیا تھا۔

"آئیے، اب لیبارٹری چلتے ہیں" ____ ڈاکٹر زیدان نے اٹھتے ہوئے کہا اور وہ بھی سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

ڈاکٹر زیدان دونوں خواتین کو ساتھ لئے ایک تنگ سے راستے سے گزر کر ایک وسیع ہال میں پہنچ گیا جہاں واقعی جراثیموں پر ریسرچ کی انتہائی شاندار اور قیمتی لیبارٹری قائم تھی اور وہاں آٹھ کے قریب غیر ملکی سائنسدان کام میں مصروف تھے۔ مادام تاؤ اور بیگم رضا دونوں نے بڑے شوق سے یہ لیبارٹری دیکھی۔ ان کے چہروں پر پسندیدگی کے آثار نمایاں تھے کیونکہ لیبارٹری ان کی توقع سے کہیں زیادہ شاندار اور جدید تھی۔ سائنسدانوں سے مختصر سی بات چیت کے بعد ڈاکٹر زیدان انہیں لئے ایک اور کمرے میں آ گیا۔ یہ اپنی ساخت کے لحاظ سے میٹنگ روم لگتا تھا۔ ڈاکٹر زیدان اپنے ساتھ ایک بوڑھے سے سائنسدان کو لے آیا تھا جس نے بیگم رضا اور مادام تاؤ دونوں کو پراجیکٹ کے بارے میں تفصیل سے بتا دیا۔

"لیکن یہ تو انسانیت کش پروجیکٹ ہے۔ اس سے تو لاکھوں انسان انتہائی دردناک موت کا شکار ہو جائیں گے" ____ مادام تاؤ نے چونک کر کہا۔

"تو کیا ہوا مادام تاؤ ____ دنیا میں ایسا اسلحہ ایجاد نہیں کیا جا رہا جس سے کسی بھی ملک کی طاقت میں بے پناہ اضافہ ہوتا ہے" ____ ڈاکٹر زیدان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ یہ پراجیکٹ کس ملک کے لئے تیار کر رہے ہیں" ____ بیگم رضا نے پوچھا۔

"کسی بھی ملک کے لئے نہیں یہ میرا ذاتی شوق ہے لیکن اس پراجیکٹ کی تکمیل میں ایک رکاوٹ آگئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر مادام تاؤ چاہیں تو یہ رکاوٹ دور ہو سکتی ہے" ____ ڈاکٹر زیدان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری ڈاکٹر زیدان، میں کسی ایسے پراجیکٹ کے لئے کام نہیں کر سکتی جس کے ذریعے لاکھوں افراد کو ہلاک کیا جانا مقصود ہو۔ اگر ایسی بات ہوتی تو میں اب تک ایسا خوفناک جراثیمی اسلحہ تیار کر کے حکومت پاکیشیا کو دے چکی ہوتی کہ جس کا آپ لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے لیکن میں ایسا اسلحہ تیار کرنے کے خلاف ہوں ____ کیوں عالم زیب تمہیں یاد ہے سر پاشا نے ری بانٹ فارمولے کے دوران تمہیں کیا نصیحت کی تھی" ____ مادام تاؤ نے خاموش بیٹھی ہوئی بیگم رضا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عالم زیب" ____ ڈاکٹر زیدان نے چونک کر بیگم رضا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا اصلی نام عالم زیب ہے۔ رضا میرے مرحوم شوہر کا نام تھا" ____ بیگم رضا نے ڈاکٹر زیدان کے چہرے پر سوال دیکھ کر وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا، بہرحال اب آپ آگئی ہیں تو مجھے یقین ہے کہ آپ ضرور میری

مدد کریں گی۔ جب مجھے اسٹارم نے بتایا کہ اس کی ملاقات مادام تاؤ سے ہوئی ہے اور مادام تاؤ نے آپ یعنی بیگم رضا کا ذکر کیا تو میں بے حد خوش ہوا کہ اگر آپ دونوں چاہیں تو میرے پروجیکٹ میں پیدا ہونے والی رکاوٹ دور ہوسکتی ہے اور سچی بات یہ ہے کہ میں نے اسٹارم سے اصرار کیا کہ وہ آپ دونوں کو یہاں ضرور لے آئے اور مجھے خوشی ہے کہ آپ دونوں یہاں آگئیں۔" ——— ڈاکٹر زیدان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کی دعوت کا شکریہ ڈاکٹر زیدان۔ میں نے ایک بار واقعی ری بائنٹ بم کے فارمولے پر کام شروع کیا تھا اور اپنے طور پر میں نے سمجھ لیا تھا کہ میں اس فارمولے میں کامیاب ہوگئی ہوں لیکن پھر میری ملاقات سر پاشا سے ہوگئی۔ مادام تاؤ بھی میرے ہمراہ تھیں ہم دونوں ہارڈنگ یونیورسٹی میں سر پاشا کی سٹوڈنٹ رہی تھیں۔ سر پاشا جراثیموں پر ریسرچ میں پوری دنیا میں اتھارٹی تسلیم کئے جاتے تھے۔ انہوں نے ہمیں نصیحت کی کہ ہم ایسے کسی فارمولے پر ریسرچ نہ کریں جس سے انسانیت کو نقصان پہنچتا ہو بلکہ ایسے فارمولے پر کام کریں جس سے انسانیت کو فائدہ پہنچے اور ہم نے ان سے وعدہ کر لیا۔ گو سر پاشا وفات پا گئے ہیں لیکن ہمارا ان سے کیا ہوا وعدہ اب بھی قائم ہے اور انشاء اللہ قیامت تک قائم رہے گا۔ ہمیں آپ کی لیبارٹری دیکھ کر جتنی مسرت ہوئی ہے اتنی ہی آپ کے پروجیکٹ کی تفصیلات سن کر دکھ پہنچا ہے اس لئے سوری ڈاکٹر زیدان اس سلسلے میں ہم دونوں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتیں۔ ہاں اگر آپ کا پروجیکٹ انسانیت کی فلاح میں ہوتا تو یقیناً ہم اپنی طرف سے جو کچھ بھی ہوسکتا ضرور کرتیں۔" ——— بیگم رضا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"بیگم رضا اور مادام تاؤ اگر آپ اس رکاوٹ کو دور کرنے میں میری مدد کریں تو میں آپ کو منہ مانگا معاوضہ دے سکتا ہوں۔" ——— ڈاکٹر زیدان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ ہمیں دولت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" ——— اس بار مادام تاؤ نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ جیسے آپ کی مرضی۔ آپ سائنسدان ہیں اس لئے میں نہیں چاہتا کہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچے۔ اس لئے آپ کو میں ایک رات سوچنے کی لئے دے دیتا ہوں۔ اگر آپ نے میری مدد کی تو پھر آپ یہاں سے زندہ سلامت واپس جا سکتی ہیں دوسری صورت میں مجھے آپ کی موت پر افسوس ہوگا۔" ——— ڈاکٹر زیدان نے اچانک کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کا لہجہ یکلخت سرد ہوگیا تھا اور اس کے کرسی سے اٹھتے ہی سائیڈ کی ایک دیوار میں دروازہ نمودار ہوا اور اس میں سے چھ مشین گنوں سے مسلح لحیم شحیم افراد اندر داخل ہوگئے۔ ان سب کے چہروں پر سفاکی ثبت نظر آرہی تھی۔

"کیا مطلب ——— کیا تم ہمیں زبردستی روکو گے۔" ——— بیگم رضا اور مادام تاؤ دونوں نے چونک کر کہا۔

"نہ صرف روکوں گا بلکہ اگر تم نے تعاون نہ کیا تو یہاں میرے پاس چار سو مسلح افراد موجود ہیں جو تمہارے جسموں اور تمہاری عزتوں کو بھی پامال کرتے رہیں گے۔ خاص طور پر اس مادام تاؤ کا جسم تو میرے آدمیوں کے لئے انتہائی دلکش ثابت ہوگا۔ بہرحال میں تمہیں فی الحال سوچنے کے لئے ایک رات کا وقفہ دیتا ہوں کل تم نے فیصلہ سنانا ہے۔ اگر تم نے پھر بھی انکار کیا تو پھر یہ چار سو بھیڑیئے تم پر چھوڑ دیئے جائیں گے۔" ——— ڈاکٹر زیدان نے

انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ان چھ افراد کو اشارہ کیا تو ان میں سے دو بیگم رضا اور مادام تاؤ پر جھپٹ پڑے۔ انہوں نے ان دونوں کو اپنے بازوؤں میں جکڑ لیا۔ ان دونوں نے اپنے آپ کو چھڑوانے کی بے حد کوشش کی لیکن یہ دونوں آدمی بے حد طاقتور تھے اس لئے ان کی ایک نہ چل سکی اور کمرہ ڈاکٹر زیدان کے شیطانی قہقہوں سے گونج اٹھا۔ تھوڑی دیر بعد ان دونوں کو ایک ایسے کمرے میں پہنچا دیا گیا جس کا کوئی دروازہ نہ تھا۔ ایک دیوار کے درمیان پیدا ہونے والے خلا سے انہیں اندر لایا گیا تھا اور انہیں لے آنے والوں کے واپس جاتے ہی وہ دیوار برابر ہو گئی۔ کمرے کے اندر دو پلنگ، ایک میز اور دو کرسیاں موجود تھیں اور ان دونوں کو ان پلنگوں پر ہی پھینکا گیا تھا اور وہ دونوں اب حیران پریشان پلنگوں سے اتر کر ایک دوسرے کو اور کمرے کو دیکھ رہی تھیں۔

"یہ کمرہ ہر طرف سے بند ہے تم لاکھ سر پٹخو یہاں سے کسی صورت نہیں نکل سکتیں۔ کل صبح تم نے اپنا فیصلہ سنانا ہے۔ اگر تم نے انکار کیا تو پھر یہی کمرہ میرے آدمیوں کی عشرت گاہ میں تبدیل ہو جائے گا اور تمہارے جسم اور تمہاری عزتیں اس وقت تک پامال ہوتی رہیں گی جب تک تم دونوں میرے پروجیکٹ کو ڈیل کرنے پر آمادگی کا اظہار نہ کرو گی۔ ہاں اگر تم نے صبح اقرار کر لیا اور واقعی میری مدد کی تو پھر تم دونوں میری معزز مہمان ہو گی اور واپسی کے وقت تمہیں کثیر دولت انعام میں بھی بخشی جائے گی" ---- کمرے کی چھت سے ڈاکٹر زیدان کی آواز سنائی دی۔

"میں نے کہا نہیں تھا عالم زیب کہ یہ سائنسدان کم اور شیطان زیادہ نظر آتا ہے" ---- مادام تاؤ نے ڈاکٹر زیدان کے خاموش ہوتے ہی بیگم

رضا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے ابھی میری شیطانیت دیکھی نہیں مادام تاؤ، یہ تو تمہیں انکار کے بعد معلوم ہو گا کہ شیطان کسے کہتے ہیں اس لئے میرا مشورہ ہے کہ اپنی عزتیں بچانے اور اپنے خوبصورت جسموں کو پامال ہونے سے بچانے کے لئے میرے پروجیکٹ کی تکمیل میں میری مدد کرو" ---- ڈاکٹر زیدان کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔

"میں تم پر اور تمہارے پروجیکٹ پر لعنت بھیجتی ہوں" ---- مادام تاؤ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے کمرہ ڈاکٹر زیدان کے شیطانی قہقہوں سے گونج اٹھا۔ بیگم رضا ہونٹ بھینچے خاموش کھڑی تھی۔

"یہ بتاؤ ڈاکٹر زیدان کہ کیا اشارم تمہارا آدمی تھا" ---- بیگم رضا نے کہا۔

"ہاں میرا آدمی تھا اور میں نے اسے مادام تاؤ کو یہاں لانے کے لئے خصوصی طور پر بھیجا تھا۔ مجھے خوشی ہے کہ وہ ایک کی بجائے دو سائنسدانوں کو لے آیا ہے" ---- ڈاکٹر زیدان نے جواب دیا۔

"تمہارا تعلق کس ملک سے ہے" ---- بیگم رضا نے کہا۔

"میرا کسی ملک سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرا تعلق تو تنظیم سے ہے ایک ایسی تنظیم جو ایک روز پوری دنیا پر حکومت کرے گی --- پوری دنیا پر۔ اب میں جا رہا ہوں صبح تم سے ملاقات ہو گی" ---- ڈاکٹر زیدان نے طنزیہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی کھٹ کی آواز ابھری اور کمرے میں خاموشی چھا گئی۔

"میں اس اشارم کا خون پی جاؤں گی۔ وہ کتنا معصوم اور سیدھا سادہ لگ

رہا تھا۔" ——— مادام تاؤ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

" تاؤ، یہ زیدان واقعی شیطان ہے اور جس طرح اس نے کہا ہے یہ ویسا ہی کرے گا۔ اس لئے اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو ہم دونوں خودکشی کر لیں یا پھر یہاں سے نکلنے اور فرار ہونے کی کوئی تجویز سوچیں۔" ——— بیگم رضا نے سرگوشی کرتے ہوئے مادام تاؤ سے کہا۔ وہ دونوں اب ساتھ ساتھ رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئی تھیں۔

" خودکشی کریں ہمارے دشمن۔ میں اس ڈاکٹر زیدان کو خودکشی پر مجبور کر دوں گی۔ میں اس سے ایسا انتقام لوں گی کہ اس کی روح بھی صدیوں تک چیختی چلاتی ویرانوں میں سر پٹکتی رہے گی۔" ——— مادام تاؤ نے انتہائی غصیلے لہجے اور اونچی آواز میں کہا۔

" آہستہ بولو، وہ ہماری باتیں سن لے گا تو کہیں غصے میں ابھی نہ ہمیں کوئی نقصان پہنچا دے۔" ——— بیگم رضا نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

" سنتا ہے تو سن لے۔ میں اس سے ڈرتی نہیں ہوں۔ کاش مجھے ذرا بھی خیال آجاتا کہ یہ اشارم دھوکے باز ہے تو میں اس کی آنکھیں نکال لیتی۔ میں اس کی گردن اپنے دانتوں سے بھنبھوڑ ڈالتی۔" ——— مادام تاؤ کو بھلا کون سمجھا سکتا تھا وہ واقعی اس وقت غصے سے پاگل ہو رہی تھی اور بیگم رضا نے اس طرح دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھام لیا جیسے وہ خود کو اب مکمل طور پر بے بسی محسوس کر رہی ہو۔ مادام تاؤ بھی اب خاموش ہو گئی تھی لیکن وہ کرسی پر بیٹھنے کی بجائے اٹھ کر کمرے میں بڑے اضطراب کے عالم میں ٹہل رہی تھی اس کا چہرہ کسی ایسی شیرنی جیسا غضبناک دکھائی دے رہا تھا جس سے بچے چھین لئے گئے ہوں۔

" میں ـــ میں انہیں دفن کر دوں گی، میں انہیں تباہ کر دوں گی۔" اچانک مادام تاؤ نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا اور بیگم رضا بے اختیار چیخ پڑی۔

" تم انہیں کیا تباہ کرو گی، وہ ہمیں تباہ کر دیں گے۔ مجھے اب خودکشی کر لینی چاہیے۔ اپنی عزت بچانے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ یہ زیدان واقعی شیطان ہے۔ یہ بالکل وہ کچھ کر گزرے گا جس کی اس نے دھمکی دی ہے اور میں مر تو سکتی ہوں لیکن اپنی عزت کی طرف کسی کی ٹیڑھی آنکھ بھی برداشت نہیں کر سکتی۔" ——— بیگم رضا نے چیختے ہوئے کہا۔

" ارے ارے عالم زیب خودکشی کریں تمہارے دشمن۔ چلو ٹھیک ہے میں انہیں کوئی سزا نہیں دیتی۔ بس اب تو خوش ہو۔" ——— مادام تاؤ نے یکلخت مسکراتے ہوئے کہا اور بیگم رضا اسے اس طرح دیکھنے لگ گئی جیسے اسے یقین آ گیا کہ مادام تاؤ ذہنی طور پر منتشر ہو چکی ہو۔

" کیا تمہیں اپنی عزت کا کوئی خیال نہیں۔ کیا تم واقعی اس قدر بے حس ہو۔" بیگم رضا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" عالم زیب تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ یونیورسٹی کے دنوں میں میرا کردار ایسا تھا۔ شرارتیں اپنی جگہ لیکن عورت کی عزت اپنی جگہ۔ اور آج تک کسی کو یہ جرأت نہیں ہو سکی کہ وہ میری طرف غلط نظریں ڈال سکے۔ پوری زندگی میں مجھے بس ایک ہی مرد اچھا لگا تھا اور وہ تھا علی عمران ـــ جب میں نے اس کا ذہن اپنے تابع کر لیا تھا تو وہ میرا ہر حکم بجا لاتا لیکن یقین رکھو میرے ذہن میں کبھی ایسا خیال تک نہ آیا تھا البتہ میں اس سے شادی ضرور کرنا چاہتی تھی لیکن وہ ایسا ظالم اور کٹھور آدمی ہے کہ اس نے مڑ کر پھر میری

خبر تک نہ لی اور اب یہ تو ناممکن تھا کہ مادام تاؤ جا کر اس کی منتیں کرتی اس لئے میں نے اس کا خیال بھی ذہن سے نکال دیا اور سنو خودکشی کا خیال ذہن سے نکال دو' میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ یہاں سے نکلنے سے پہلے اس ڈاکٹر زیدان کو عبرتناک موت ماروں گی لیکن تم نے مجھے اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور کر دیا ہے اس لئے فی الحال میں نے اسے سزا دینے کا فیصلہ بدل دیا ہے اب میں صرف یہاں سے فرار ہوں گی اور جب تمہیں اپ لینڈ پہنچا دوں گی تو پھر واپس آ کر اس زیدان کو سزا دوں گی" ـــــ مادام تاؤ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم تو ایسے باتیں کر رہی ہو جیسے یہاں سے نکلنا تمہارے لئے کوئی مسئلہ ہی نہ ہو" ـــــ بیگم رضا نے بے بسی سے کہا۔

"ہاں عالم زیب۔ یہ ڈاکٹر زیدان نہیں جانتا کہ مادام تاؤ کون ہے آؤ میرے ساتھ" ـــــ مادام تاؤ نے کہا اور اس دیوار کی طرف بڑھ گئی جس میں نمودار ہونے والے خلاء سے انہیں اندر لایا گیا تھا لیکن بیگم رضا اسی طرح خاموش کھڑی رہی۔ مادام تاؤ دیوار کے قریب جا کر اکڑوں بیٹھ گئی اور اس نے غور سے دیوار کی جڑ کو دیکھنا شروع کر دیا۔

"تم کیا کرنا چاہتی ہو" ـــــ بیگم رضا نے اس بار حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے اپنے محل میں اس سے بھی زیادہ جدید سائنسی اقدامات کر رکھے ہیں اور وہ سب میری اپنی ایجاد ہیں۔ میں صرف جراثیموں پر ہی ریسرچ نہیں کرتی بیگم رضا بلکہ الیکٹرونکس بھی میرا شعبہ ہے" ـــــ مادام تاؤ نے کہا اور چند لمحوں بعد اس نے اپنے ناخنوں سے دیوار کی جڑ میں ایک جگہ کو

کھرچنا شروع کر دیا۔ بیگم رضا خاموش کھڑی اسے دیکھتی رہی اور پھر چند لمحوں بعد وہ بری طرح چونک پڑی کیونکہ جس جگہ کو مادام تاؤ کھرچ رہی تھی وہاں سے ایک سرخ رنگ کی باریک سی تار دکھائی دینے لگ گئی تھی جب تار پوری طرح واضح ہو گئی تو مادام تاؤ نے اپنی کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی اتاری اور اس کے عقبی حصے کو انگوٹھے سے دبا کر گھمایا تو عقبی حصے کا گول ڈھکنا کھل گیا۔ اس کے اندر سے ایک باریک تار باہر نکل آئی۔ مادام تاؤ نے یہ باریک سی تار کو اس سرخ رنگ کی تار کے پیچھے سے گزار کر اس کا سرا ہاتھ سے پکڑا اور پھر گھڑی کے عقبی حصے میں آہستہ سے ڈالا تو تار اندر کسی جگہ پھنس گیا۔ مادام تاؤ نے گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا اور اسے مخصوص انداز میں دائیں بائیں جھٹکا دے کر گھمایا تو اس باریک تار میں نارنجی رنگ کا شعلہ سا نمودار ہوا اور اس کے ساتھ ہی سرخ رنگ کے تار میں بھی تیز روشنی پیدا ہوئی اور اس کا وہ حصہ جل کر راکھ ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی سرر کی تیز آواز کے ساتھ دیوار درمیان سے پھٹی اور وہاں خلا نمودار ہو گیا۔ بیگم رضا کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔ وہ سوچ بھی نہ سکتی تھیں کہ مادام تاؤ اس طرح یہ دروازہ نمودار کرے گی۔

"آؤ عالم زیب" ـــــ مادام تاؤ نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ گھڑی کو اس نے پلک جھپکنے میں دوبارہ اصل حالت میں کر دیا اور اب وہ آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ گھڑی کو دوبارہ کلائی پر باندھ بھی رہی تھی۔

باہر ایک راہداری تھی جس کی ایک سائیڈ بند تھی جبکہ دوسری سائیڈ سے سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ وہاں ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا چونکہ ان

دونوں کو بیہوشی کی حالت میں یہاں لایا گیا تھا اس لئے انہیں معلوم تھا کہ اس دروازے کی دوسری طرف کمرہ ہے۔

"محتاط رہنا' باہر وہ مسلح آدمی موجود ہوں گے"۔ —— مادام تاؤ نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور بیگم رضا بے اختیار مسکرا دی۔ مادام تاؤ اس وقت پوری سیکرٹ ایجنٹ بنی ہوئی تھی

وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے آہستہ آہستہ چلتی ہوئیں سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہی تھیں کہ اچانک ان کی نظریں سائیڈ میں بنے ہوئے ایک دروازے پر پڑیں جو بند تھا۔ تاؤ نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ وہ شاید اندر سے بند نہ تھا۔ یہ ایک کمرہ تھا جس میں ایک کرسی پر ایک نوجوان بیٹھا کوئی رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔ اس کی مشین گن کرسی کے ساتھ رکھی ہوئی تھی۔ نوجوان کی دروازہ کی طرف پشت تھی۔ مادام تاؤ نے بیگم رضا کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور پھر دبے قدموں آگے بڑھ گئی۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ گھوما اور نوجوان چیختا ہوا کرسی سمیت نیچے جا گرا۔ مادام تاؤ نے مشین گن اٹھائی اور اس نوجوان کے سینے پر اس کی نال رکھ دی۔ بیگم رضا بھی جلدی سے اندر آئی اور اس نے عقب میں دروازہ بند کر دیا۔

"یہاں سے باہر نکلنے کا محفوظ راستہ بتاؤ' جلدی کرو ورنہ"۔ —— مادام تاؤ نے غراتے ہوئے کہا۔

"بب بب بتاتا ہوں' مجھے مت مارو بتاتا ہوں"۔ —— اس نوجوان نے ہکلاتے ہوئے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"تم مقامی آدمی نہیں لگتے بلکہ ایشیائی لگتے ہو' کہاں کے ہو"۔ —— مادام تاؤ نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم مم میرا تعلق کافرستان سے ہے۔ میرا نام ساجن ہے"۔ —— نوجوان نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"پھر تم یہاں کیوں نظر آ رہے ہو' اس کا مطلب ہے کہ تم غدار ہو اور مجھے غداری سے شدید نفرت ہے"۔ —— مادام تاؤ نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مم مم میں غدار نہیں ہوں۔ میں تو پائلٹ ہوں' سوڈان کی پرائیویٹ کمپنی میں ملازم تھا کہ یہاں مجھے زیادہ معاوضے میں ملازمت مل گئی"۔ —— اس بار ساجن نے فوراً ہی گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پائلٹ —— مگر پائلٹ کا یہاں کیا کام اور پھر مشین گن پائلٹ تو اپنے پاس نہیں رکھتے۔ تم جھوٹ بول رہے ہو"۔ —— مادام تاؤ کو اور زیادہ غصہ آ گیا تھا۔

"یہاں کا حکم ہے کہ ہر آدمی اپنے پاس اسلحہ ضرور رکھے ورنہ میرا مشین گن سے کیا کام' تم نے دیکھا نہیں تھا کہ میں نے مشین گن ویسے ہی کرسی کے ساتھ رکھی تھی"۔ —— ساجن نے جواب دیا۔

"لیکن پائلٹ ہو کر تم یہاں کمرے میں کیا کر رہے تھے"۔ —— مادام تاؤ نے پوچھا۔ اس نے مشین گن کی نال مسلسل ساجن کے سینے پر جمائی ہوئی تھی اور ٹریگر پر اس کی انگلی تھی۔

"مم میں ہیلی کاپٹر کا پائلٹ ہوں، ڈاکٹر زیدان کے خصوصی ہیلی کاپٹر کا پائلٹ"۔ —— ساجن نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"اوہ کہاں ہے ہیلی کاپٹر' اس کمرے میں ہیلی کاپٹر کہاں سے آ سکتا ہے۔ تم مجھے بیوقوف بنا رہے ہو۔ مجھے مادام تاؤ کو' تمہاری یہ جرأت"۔ ——

مادام تاؤ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"کمرے میں نہیں ۔ اس کمرے کے ساتھ ہی خفیہ ہیلی پیڈ ہے۔ اس کا ایک راستہ دوسری طرف سے ہے۔ جب ڈاکٹر زیدان وہاں پہنچتا ہے تو وہ گھنٹی بجاتا ہے۔ میں اس کمرے سے نکل کر فوراً ہیلی پیڈ پر پہنچ جاتا ہوں" ساجن نے کہا۔

"وہ راستہ کہاں ہے۔ اُٹھو اور ہمیں دکھاؤ"۔۔۔۔ مادام تاؤ نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور ساجن اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر اب بھی خوف تھا۔ مادام تاؤ نے مشین گن کا رُخ اس کی طرف کیا ہوا تھا جبکہ بیگم رضا خاموش کھڑی تھی۔ ساجن تیزی سے مڑا اور اس نے ایک دیوار پر موجود ہینڈل کو کھینچا تو دیوار درمیان سے پھٹ گئی۔ دوسری طرف ایک تنگ سا راستہ تھا۔

"یہ راستہ سیدھا ہیلی پیڈ کو جاتا ہے"۔۔۔۔ ساجن نے کہا۔

"چلو آگے"۔۔۔۔ مادام تاؤ نے مشین گن کی نال اس کی پسلیوں سے لگاتے ہوئے کہا اور ساجن تیزی سے قدم بڑھاتا اس تنگ راستے سے آگے بڑھتا گیا۔ مادام تاؤ مشین گن کی نال اس کی پشت سے لگائے اس کے پیچھے تھی جبکہ بیگم رضا اس کے پیچھے خالی ہاتھ چل رہی تھی۔ تنگ راستے کا اختتام واقعی ایک وسیع ہیلی پیڈ پر ہوا جہاں ایک انتہائی جدید اور طاقتور ہیلی کاپٹر موجود تھا۔

"یہ ہیلی کاپٹر کس طرح اڑتا ہے۔ اوپر تو چھت ہے"۔۔۔۔ مادام تاؤ نے کہا۔

"یہ کھل جاتی ہے۔ اگر تم وعدہ کرو کہ مجھے نہیں مارو گی تو میں تمہیں اس

ہیلی کاپٹر سے یہاں سے نکال سکتا ہوں لیکن پھر مجھے واپس اپنے ملک جانا پڑے گا کیونکہ یہ لوگ مجھے تلاش کر کے مار دیں گے"۔۔۔۔ ساجن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی ایک عام سا پائلٹ تھا۔ لڑائی بھڑائی کے میدان کا آدمی نہ تھا۔

"اگر تم ہمیں یہاں سے بحفاظت نکال کر لے جاؤ تو میرا وعدہ کہ تمہیں اس قدر دولت دوں گی کہ تمہیں پھر ساری عمر ملازمت نہ کرنا پڑے گی"۔۔۔۔ مادام تاؤ نے کہا۔

"او۔ کے آؤ" اس چھت کو ہٹانے کا سسٹم اس ہیلی کاپٹر کے اندر ہے۔ یہ ایک خصوصی ساخت کا ہیلی کاپٹر ہے اور ایک بار ہم یہاں سے نکل گئے تو پھر ان کے فرشتے بھی ہمیں نہیں پکڑ سکتے۔ یہاں کوئی دوسرا ہیلی کاپٹر نہیں نہیں"۔۔۔۔ ساجن نے کہا اور چند لمحوں بعد وہ تینوں ہیلی کاپٹر میں سوار ہو چکے تھے۔ پائلٹ سیٹ پر ساجن تھا۔ ہیلی کاپٹر واقعی خصوصی ساخت کا نظر آ رہا تھا۔ ساجن نے ہیلی کاپٹر سٹارٹ کیا اور پھر اوپر سے چھت ہٹنے کی تیز آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر تیزی سے فضا میں اٹھتا ہوا اوپر کھلی فضا میں پہنچ گیا اور ساجن نے اس کا رُخ بدلا اور تیزی سے اسے سوڈان کی طرف لے جانے لگا۔

ائیرپورٹ کے پسنجر لاؤنج میں عمران، کیپٹن شکیل، صفدر، تنویر اور جولیا صوفوں پر بیٹھے ہوئے باتوں میں مصروف تھے۔ مصر کے لئے جانے والی پرواز میں ابھی کچھ دیر تھی اس لئے وہ لاؤنج میں بیٹھ کر گپیں ہانکنے میں مصروف تھے اور حسب روایت جولیا اور تنویر دونوں ہی عمران کی باتوں کا نشانہ بنے ہوئے تھے کہ اچانک لاؤڈ سپیکر سے ایک اعلان نشر ہونا شروع ہو گیا۔

"پسنجرز مطلع ہوں ——— علی عمران صاحب نامی پسنجر کا ایمرجنسی فون ہے وہ فوراً کاؤنٹر پر آ کر فون سن لیں۔" ——— اعلان میں کہا گیا اور یہ اعلان سن کر عمران سمیت سارے ساتھی چونک پڑے۔ عمران اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ ہیں علی عمران صاحب۔" ——— کاؤنٹر پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔" ——— عمران نے جواب دیا اور پھر فون کا ایک طرف رکھا

ہوا رسیور اٹھا کر اس نے کان سے لگا لیا۔

"ہیلو، عمران بول رہا ہوں۔" ——— عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب میں طاہر بول رہا ہوں۔ ابھی ابھی سر سلطان نے اطلاع دی ہے کہ مادام تاؤ واپس پاکیشیا پہنچ چکی ہے۔ مادام تاؤ نے وزارت سائنس کے سیکرٹری کو اطلاع دی۔ انہوں نے سر سلطان کو مطلع کر دیا کیونکہ سر سلطان نے انہیں کہا ہوا تھا کہ مادام تاؤ کو اغوا کیا گیا ہے اور سیکرٹ سروس انہیں چھڑوانے کے لئے کام کر رہی ہے۔" ——— بلیک زیرو نے اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ ٹھیک ہے ——— تم اب لینڈ میں آغا کو کہہ دو کہ وہ توصیف کو مطلع کر دے کہ فی الحال مہم منسوخ کر دی گئی ہے۔" ——— عمران نے کہا۔ اور رسیور کریڈل پر رکھ کر وہ مڑا اور اپنے ساتھیوں کی طرف آ گیا۔

"تمہارے باس نے تمہاری سیر کا آرڈر منسوخ کر دیا ہے۔ ٹکٹیں منسوخ کرا کر باس کو رپورٹ دو اور ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے فلیٹس میں پہنچ کر آرام کرو۔" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اس کے ساتھی اسے عقب میں پکارتے رہے لیکن وہ رکنے کی بجائے تیزی سے باہر آ گیا۔ وہ دراصل مادام تاؤ سے فوری ملنا چاہتا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھا قصبہ شاہران کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ شاہران پہنچ کر اس نے ٹیکسی ایک ریستوران کے سامنے رکوائی اور پھر اسے کرایہ دے کر فارغ کرنے کے بعد وہ قدم بڑھاتا ریستوران میں داخل ہو گیا۔ اس نے مناسب سمجھا تھا کہ ٹیکسی کے ذریعے براہ راست محل تک جانے کی بجائے

پہلے مادام تاؤ کو فون کر لے۔

"فون کرنا ہے" ——— عمران نے کاؤنٹر پر کھڑے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ضرور" ——— نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران نے ریسیور اٹھایا اور تیزی سے مادام کے مخصوص نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس سیکرٹری ٹو مادام تاؤ سپیکنگ" ——— رابطہ قائم ہونے پر ایک سپاٹ سی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ مادام تاؤ سے بات کراؤ" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد مادام تاؤ کی آواز ریسیور پر ابھری۔

"تاؤ بول رہی ہوں ——— کون علی عمران" ——— دوسری طرف سے مادام تاؤ کی سخت غصیلی آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اتنے طویل عرصے تک چونکہ اس نے مادام تاؤ سے کوئی رابطہ نہ رکھا تھا اس لئے وہ سخت ناراضگی کے موڈ میں بول رہی تھی۔

"ارے ارے وہ تمہاری خوبصورت، دلکش، شیریں آواز کو کیا ہوا میرے کانوں میں تمہاری وہ رس گھولنے والی آواز گونجتی رہی ہے اب ذرا مدھم پڑ گئی تھی۔ میں نے سوچا کہ دوبارہ وہی آواز سن کر اس خوبصورت آواز کو مزید کچھ عرصہ کے لئے محفوظ کر لوں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ تم سوڈان جا کر اپنے گلے کو اوورہال کرا آئی ہو اور سوڈان والوں نے گلے میں نازک گراریوں کی بجائے فولادی گراریاں ڈال دی ہیں" ——— عمران

کی زبان بغیر کوئی وقفہ دیئے بھرپور انداز میں رواں ہو گئی۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں سوڈان گئی تھی" ——— اس بار مادام تاؤ کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"بتایا تو ہے فون کیا تھا مگر پتہ چلا کہ مادام تاؤ صاحبہ اپنے کسی سیاح دوست اسٹارم کے ساتھ پہلے اپ لینڈ گئی ہیں جہاں وہ بیگم رضا کی مہمان بنیں گی لیکن میرا دل تم سے بات کرنے کے لئے اس قدر بے چین تھا کہ میں نے فوراً اپ لینڈ فون کیا مگر ہائے قسمت کہ وہاں سے پتہ چلا کہ تم بیگم رضا اور اس سیاح دوست کے ساتھ سوڈان چلی گئی ہو۔ بس کچھ نہ پوچھو میرا کیا حال ہوا۔ میں نے فوراً پاسپورٹ بنوایا، سوڈان کا ویزا لگوایا اور چل پڑا سوڈان لیکن ابھی ائیرپورٹ لاؤنج میں بیٹھا تھا کہ اچانک دل خوشی کے ساتھ دھڑکنے لگا۔ بس دل کے اس طرح دھڑکتے ہی میں سمجھ گیا کہ مادام تاؤ پاکیشیا واپس آ گئی ہے۔ تبھی دل خوشی سے دھڑک رہا ہے۔ میں نے ٹکٹ بھی واپس نہیں کرایا اور ٹیکسی میں بیٹھ کر یہاں تمہارے قصبے کے ریستوران پہنچ گیا کہ پہلے فون پر میٹھی آواز سن لوں پھر مل بھی لوں گا لیکن اب مجھے کیا معلوم تھا کہ تمہاری آواز سے شیرینی غائب ہو کر غصے میں تبدیل ہو گئی ہے" ——— عمران نے ٹھیٹھ عاشقوں کے لہجے میں کہا تو مادام تاؤ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"ارے ارے وہی پرانی آواز، کمال ہے۔ میرے خیال میں اس فون میں کوئی نقص ہے۔ وہی دلکش آواز، خدایا تیرا شکر ہے چلو وہی میٹھی آواز تو سن لی۔ چلو ملاقات بھی ہو جائے گی کبھی" ——— عمران نے کہا۔

"تم وہیں رکو، میں خود آ رہی ہوں تمہیں لینے" ——— دوسری طرف

سے انتہائی شیریں لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"آپ مادام سے بات کر رہے تھے ۔۔ اس لہجے میں"۔۔۔۔ کاؤنٹر پر کھڑے نوجوان نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"تو کیا مادام سے بات کرنے کے لئے کسی خصوصی لہجے کی ضرورت ہوتی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اس لئے حیران ہوں کہ میں گذشتہ دس سال سے یہاں ملازم ہوں میں نے آج تک مادام تاؤ کے ساتھ کسی کو ایسے لہجے میں اس قسم کی گفتگو کرتے ہوئے نہیں سنا اور سننا تو ایک طرف تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ مادام تاؤ سے ایسی باتیں کی بھی جا سکتی ہیں۔ کیا آپ ان کے رشتہ دار ہیں"۔۔۔۔ نوجوان واقعی بے حد حیران تھا۔

"ابھی تو دار ہی دار ہے ۔۔ رشتے کا تو دور دور تک پتہ نہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ کاؤنٹر مین کیوں اس قدر حیران ہو رہا ہے۔ لیکن وہ اب مادام تاؤ کی نفسیات اچھی طرح سمجھ گیا تھا اس لئے اسے اسی انداز میں ڈیل کرنا ضروری تھا ورنہ مادام تاؤ جس طرح غصے میں تھی وہ اس سے دوسری بات کرنا بھی گوارا نہ کرتی۔ ریستوران سے نکل کر وہ سڑک کے کنارے کھڑا ہو گیا اور چند لمحوں بعد سیاہ رنگ کی بڑی سی کار اس کے قریب آ کر رکی جسے ایک باوردی ڈرائیور چلا رہا تھا۔

"آؤ بیٹھو"۔۔۔۔ عقبی دروازہ کھلا اور مادام تاؤ نے سر باہر نکال کر انتہائی میٹھے لہجے میں کہا۔

"سر پہ ۔۔ مگر سر پہ تو تاج ہوتا ہے۔ اور ابھی مجھے سرتاج کا معزز ترین عہدہ نہیں ملا"۔۔۔۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا، چونکہ مادام تاؤ سر باہر نکال کر بول رہی تھی اس لئے عمران نے یہ فقرہ چست کر دیا تھا۔

"بکواس مت کرو۔ سیٹ پر بیٹھو"۔۔۔۔ مادام نے دوسری طرف ہٹتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ غصہ مصنوعی ہے اور عمران جلدی سے کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا اور اس نے جیسے ہی دروازہ بند کیا مادام بول پڑی۔

"اب بولو کیا کہہ رہے تھے۔ اب ڈرائیور تمہاری بات نہ سن سکے گا"۔۔۔۔ مادام نے بڑی میٹھی نظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت تھی۔

"میں نے کہا تھا کہ تم اپنا یہ خشک بالوں سے بھرا ہوا سر پیچھے کرو گی تو بیٹھوں گا۔ تمہارے بال اس قدر خشک ہیں کہ مجھے ایسے لگ رہا تھا جیسے تم نے بالوں کی بجائے سر پر کانٹوں کا ڈھیر اٹھا رکھا ہو"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور مادام تاؤ کی حالت دیکھنے والی ہو گئی۔ وہ شاید اپنے طور پر عمران کے منہ سے دوبارہ وہی پہلے والا فقرہ سننے کی منتظر تھی لیکن عمران نے جو جواب دیا اس نے اس کا مسرت سے تمتماتا ہوا چہرہ یکلخت غصے کی شدت سے بگاڑ دیا تھا۔

"تم۔ تم۔ تم یہ کہہ رہے ہو"۔۔۔۔ مادام تاؤ کو حقیقتاً اس قدر غصہ آیا تھا کہ غصے کی شدت سے اس کے منہ سے الفاظ ہی نہ نکل رہے تھے۔

"اصل میں تم بالوں کو شیمپو سے دھوتی ہوگی اور کوئی کنڈیشنر بھی لگاتی ہوگی اس لئے بال جھاڑ کے کانٹے بن گئے ہیں۔ اللہ بخشے دادی اماں کے بال بڑھاپے میں بھی ریشم جیسے تھے۔ وہ دیسی نسخے استعمال کرتی تھیں اب تم خود سوچو بال تو ہوں دیسی اور نسخے ہوں ولائتی تو پھر یہی نتیجہ نکلنا تھا"۔ عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ کار اس دوران محل کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

"اچھا ۔۔ کیا تمہیں انہوں نے وہ دیسی نسخے بتائے تھے"۔ ۔۔۔۔۔ مادام تاؤ سب کچھ بھول کر نسخوں کے چکر میں پھنس گئی۔

"ہاں ۔۔ اسی لئے دیکھو میرے بال ریشم کی طرح ہیں"۔ ۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے واقعی، میں نے تو غور ہی نہیں کیا تھا۔ کونسے نسخے ہیں مجھے بتاؤ"۔ مادام تاؤ نے عمران کے بالوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مشکل سا نسخہ ہے۔ بادیان، تخم کوکنار، اصل السوس . . ."۔ ۔۔۔۔۔ عمران نے باقاعدہ حکیموں کی طرح نسخہ بتانا شروع کر دیا۔

"یہ کونسی زبان بول رہے ہو تم"۔ ۔۔۔۔۔ مادام تاؤ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں عمران کو ٹوکتے ہوئے کہا۔

"دیسی نسخے تو دیسی زبان میں ہوتے ہیں"۔ ۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے تم مذاق کر رہے ہو"۔ ۔۔۔۔۔ مادام تاؤ نے ہونٹ چباتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے میری جرأت ہے کہ اتنی بڑی سائنسدان بلکہ سائنسدانہ کے سامنے

ویسے یہ سائنسدانہ بھی ٹھیک ہے، اسے بھی کسی دیسی نسخے میں استعمال کیا جا سکتا ہے جیسے بیدانہ . . ."۔ ۔۔۔۔۔ عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی اور اس بار مادام تاؤ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم بے حد شریر ہو ۔۔ آؤ"۔ ۔۔۔۔۔ کار محل کے خصوصی حصے میں جا کر رک گئی تھی اس لئے مادام تاؤ نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور عمران بھی مسکراتا ہوا باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مادام کے ساتھ ایک خوبصورت انداز میں سجے ہوئے کمرے میں موجود تھا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے واقعی میری خاطر مجھے یہاں فون کیا اور پھر اپ لینڈ کیا تھا"۔ ۔۔۔۔۔ مادام نے بڑے چاؤ بھرے لہجے میں کہا۔

"میں غلط تو نہیں کہہ رہا، یقین نہ آئے تو یہاں اپنے سیکرٹری سے پوچھ لو اور رضا ہاؤس کے ملازم سے پوچھ لو لیکن پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ وہ تمہارا کونسا دوست تھا جس کے ساتھ تم سیاحت پر گئی تھیں"۔ ۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے اس انداز پر ایک بار پھر مادام تاؤ کا چہرہ اندرونی مسرت سے جگمگا اٹھا۔ وہ عمران کے لہجے سے ہی سمجھ گئی تھی کہ اسے اس دوست سے حسد ہو رہا ہے۔

"میں نے اسے گولی مارنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میں کل سوڈان جا رہی ہوں۔ میں نے تو وہیں فیصلہ کر لیا تھا کہ اس ڈاکٹر زیدان کو عبرتناک انجام تک پہنچا کر ہی آؤں گی لیکن وہ میرے ساتھ عالم زیب تھی۔ بیگم رضا بزدل عورت اور ڈری ہوئی تھی۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اسے حفاظت سے پہنچا دوں پھر واپس جاؤں"۔ ۔۔۔۔۔ مادام تاؤ کا چہرہ بات کرتے کرتے بدل گیا۔

"ڈاکٹر زیدان اور سوڈان ہیں ۔۔ مگر سوڈانیوں کے نام تو ایسے نہیں

ہوتے البتہ مصری ایسا نام رکھتے ہیں :" ـــــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" مجھے نہیں معلوم کہ وہ مصری ہے یا سوڈانی ' بہرحال وہ میرا مجرم ہے :" مادام تاؤ نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

" تو کیا اس نے تمہارے ساتھ کوئی بدتمیزی کی تھی۔ مجھے بتاؤ کیا کیا تھا اس نے لیکن تم وہاں گئی کیوں تھیں ـــ پہلے یہ بتاؤ :" ـــــ عمران نے بھی بڑے غصیلے لہجے میں کہا اور مادام تاؤ کا چہرہ جو غصے سے بگڑا ہوا تھا عمران کا یہ فقرہ سن کر ایک بار پھر کھل اٹھا۔

" ایک سیاح آیا تھا مجھ سے ملنے ' اس کا نام اسٹارم تھا ' یونانی تھا ' میں نے اسے ملاقات کی اجازت دے دی۔ اس نے باتوں باتوں میں ذکر چھیڑ دیا اپنے ایک دوست ڈاکٹر زیدان کا ' جس نے سوڈان کے کسی صحرا میں جراثیموں پر ریسرچ کی انتہائی جدید لیبارٹری بنائی ہوئی تھی۔ تم جانتے ہو کہ جراثیموں پر ریسرچ اور اس سے متعلق لیبارٹری میری کمزوری ہے چنانچہ میں نے اس لیبارٹری میں دلچسپی لی تو اسٹارم نے اس ڈاکٹر زیدان اور اس کی لیبارٹری کی ایسی تعریفیں کیں کہ میرا دل بے اختیار اس ڈاکٹر زیدان سے ملنے اور اس کی دنیا کی جدید ترین لیبارٹری دیکھنے کے لئے مچل اٹھا۔ اس اسٹارم نے مجھے یقین دلایا کہ وہ اسے ڈاکٹر زیدان سے ملوا بھی سکتا ہے اور اس کی لیبارٹری دکھا بھی سکتا ہے۔ میں نے دوسرے روز عالم زیب میرا مطلب ہے بیگم رضا سے ملنے اپ لینڈ جانا تھا کیونکہ میں ایک مخصوص پروجیکٹ پر کام کر رہی ہوں اور اس سلسلے میں اس سے ڈسکس کرنی تھی چنانچہ میں اسٹارم کو ساتھ لے کر اپ لینڈ چلی گئی۔ وہاں بیگم رضا کو جب اسٹارم نے

ڈاکٹر زیدان کی تعریفیں کیں تو وہ بھی میری طرح اس سے ملنے کے لئے تیار ہوگئی چنانچہ ہم تینوں سوڈان پہنچ گئے۔ اس اسٹارم نے کہیں سے اس ڈاکٹر زیدان سے بات کی تو اس نے جیپیں ہوٹل بھجوا دیں اور ہم ان جیپوں پر سوار ہو کر صحرا میں چلے گئے البتہ اسٹارم وہیں ہوٹل میں رہ گیا کیونکہ اس کی طبیعت اچانک خراب ہوگئی تھی :" ـــــ مادام نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے وہاں پہنچنے سے لے کر وہاں سے نکل کر پاکیشیا کے سفارت خانے پہنچنے اور وہاں سے بیگم رضا سمیت کل رات پاکیشیا پہنچنے تک پوری تفصیل بتا دی۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ بیگم رضا آج صبح اپ لینڈ روانہ ہوگئی ہے۔

" اس کا پروجیکٹ کیا ہے :" ـــــ عمران نے پوچھا اور مادام تاؤ نے اسے تفصیل سے بتا دیا۔ عمران کی آنکھیں سکڑ گئیں۔

" اوہ یہ تو انتہائی خطرناک پروجیکٹ ہے۔ اگر یہ مکمل ہوگیا تو اس سے دنیا بھر کے انسانوں کو شدید ترین خطرہ لاحق ہو جائے گا :" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اسی لئے تو میں نے اور عالم زیب نے اس کے پروجیکٹ میں کوئی مدد کرنے سے انکار کر دیا تھا :" ـــــ مادام تاؤ نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" تمہیں وہاں جانے کی ضرورت نہیں ' میں جو موجود ہوں تمہارا انتقام لینے کے لئے ـــ تم مجھے اس صحرا کا راستہ اور اس لیبارٹری اور اس ڈاکٹر زیدان کی رہائش گاہ کے بارے میں پوری تفصیلات بتا دو :" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــ میں خود جاؤں گی۔ میں اس ڈاکٹر زیدان کو اپنے ہاتھ سے تڑپا تڑپا کر مارنا چاہتی ہوں۔ اس نے میری اور عالم زیب دونوں کی عزت پر بری نظریں ڈالی تھیں" ـــ مادام نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم پاکیشیا کے لئے ایک اہم ترین پروجیکٹ پر کام کر رہی ہو اس لئے تمہیں وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اس پروجیکٹ پر محنت کرو۔ جہاں تک اس ڈاکٹر زیدان کا تعلق ہے میرا وعدہ کہ میں اسے پکڑ کر یہاں تمہارے سامنے پیش کر دوں گا اس کے بعد تم جس طرح چاہو اس سے انتقام لے لینا" ـــ عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ تم میری خاطر وہاں جا کر اس کو پکڑ لاؤ گے۔ کیا واقعی یہ سارا کام تم میری خاطر کر رہے ہو" ـــ مادام تاؤ کا لہجہ یکلخت خواب آگیں سا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ مسرت کی چمک ابھر آئی۔

"تمہاری خاطر تو میں ستارے توڑ سکتا ہوں بشرطیکہ وہ کسی کچے دھاگے سے بندھے ہوئے ہوں ورنہ آج کل تو اتنے پکے دھاگے بھی مارکیٹ میں آ گئے ہیں کہ ستارہ توڑنا تو ایک طرف بڑے بڑے پہلوانوں سے وہ دھاگہ ہی نہیں ٹوٹ سکتا" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مادام تاؤ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ شاید عمران نے جس طرح بات کا رخ مذاق کی طرف بدل لیا تھا اس سے اسے شدید جذباتی دھچکہ پہنچا تھا۔

"ہونہہ۔ تم صرف میرا مذاق اڑا رہے ہو۔ تمہاری یہ جرأت ـــ میں تمہیں پہلے گولی ماروں گی" ـــ مادام تاؤ نے یکلخت غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"بیچاری گولی کو کیوں تکلیف دیتی ہو۔ بس تمہاری ایک غصے بھری نظر ہی کافی ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی مذاق" ـــ مادام تاؤ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھی اور ایک الماری کی طرف بڑھ گئی۔

"مادام تاؤ" ـــ اچانک عمران نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا اور الماری کی طرف بڑھتے ہوئے مادام تاؤ کے قدم یکلخت اس طرح رک گئے جیسے کسی نے اسے جادو کے زور سے مجسمے میں تبدیل کر دیا ہو۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ سر گھمایا۔ اس کے چہرے پر یکلخت خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ادھر آؤ اور کرسی پر بیٹھو" ـــ عمران نے پہلے کی طرح پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا اور مادام تاؤ بالکل کسی ہپناٹزم کے معمول کی طرح واپس مڑی اور آ کر کرسی پر اس طرح بیٹھ گئی جیسے وہ عمران کے حکم کی تعمیل کی پابند ہو۔

"تم یہاں رہ کر پاکیشیا کے لئے اپنے اس اہم پروجیکٹ پر کام کرو گی، البتہ اب تمہیں اپنی حفاظت بھی کرنی ہو گی کیونکہ وہ لوگ تمہارے اتنی آسانی سے نکل آنے پر یقیناً پریشان ہوں گے اور تم وہاں سے اس لئے نکل آنے میں کامیاب ہو گئی ہو کہ ان لوگوں کے نقطۂ نظر سے تم صرف عام سی سائنسدان عورتیں تھیں۔ اگر انہیں ذرا بھی احساس ہو جاتا کہ تم اس طرح کی کارروائی کر سکتی ہو تو تم کبھی بھی اس کے چنگل سے نہ نکل سکتیں اور اب تم دونوں کو دوبارہ اغوا کرنا یا ہلاک کرنا ان کا سب سے پہلا مشن ہو گا۔

کیونکہ تم دونوں نہ صرف اس خفیہ لیبارٹری کو دیکھ چکی ہو بلکہ تمہیں اس پروجیکٹ کی تفصیلات کا بھی علم ہو چکا ہے اس لئے تم دونوں یعنی تمہاری اور بیگم رضا دونوں کی زندگیاں شدید خطرے میں ہیں اور سنجیدگی سے میری بات سنو، اب تم نے اپنے محل کی بجائے کسی خفیہ جگہ پر رہنا ہے۔ جب تک یہ ڈاکٹر زیدان ختم نہیں ہو جاتا۔ باقی رہا اس لیبارٹری کی تباہی اور ڈاکٹر زیدان کو سزا دینے کی بات تو یہ تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔ اس لئے اس بات کو بھول جاؤ" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم — تم کیا ہو، تمہیں یہ سب کچھ کیسے پتہ ہے!" ——— مادام تاؤ نے بے پناہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ میرا تعلق سپیشل ایجنسی سے ہے" ——— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور مادام نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب اس کا چہرہ تیزی سے بحال ہوتا جا رہا تھا۔

"تم اس لئے اس لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتے ہو کہ وہ دنیا کے لئے خطرناک ہے، تم میری خاطر نہیں جا رہے ٹھیک ہے جاؤ تباہ کر دو اسے — میرے پاس کیا لینے آئے ہو، چلو اٹھو جاؤ اور سنو آئندہ مجھے اپنی شکل نہ دکھانا" ——— مادام تاؤ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"چلو ایک مسئلہ تو حل ہوا" ——— عمران نے اس طرح لمبا سانس لیتے ہوئے کہا جیسے اس کے سر سے ٹنوں کے حساب سے بوجھ اتر گیا ہو۔

"کیسا مسئلہ" ——— مادام تاؤ نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہی شکل دکھانے والا — میں سوچ رہا تھا کہ اب تمہارا گلہ دور کر دوں

گا اور ہفتے میں ایک روز یہاں آکر ٹھہروں گا لیکن جب تم صرف تصویر پر ہی رضامند ہو تو ٹھیک ہے۔ میں اپنی تصویر تمہیں بھجوا دوں گا۔ وہ والا پوز بھیجوں گا جسے بین الاقوامی مقابلے میں پہلا انعام ملا تھا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ شکل دیکھی ہے اپنی — تمہاری تصویر کو بین الاقوامی انعام کون گدھا دے سکتا ہے" ——— مادام تاؤ نے بری طرح جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بدصورتی میں پہلا انعام ملا تھا" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو یکلخت مادام تاؤ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"پھر واقعی پہلا انعام ملا ہوگا" ——— مادام تاؤ نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔ اس کی ذہنی رو ایک بار پھر بدل گئی تھی۔

"ظاہر ہے جب انعام دینے والی گدھا ہو تو پہلا انعام ہی ملتا ہے۔ میری شکل اس نسل کو ہی پسند آسکتی ہے پھر بھجوا دوں فوٹو تاکہ تمہاری پسندیدگی کا مسئلہ حل ہوتا رہے" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ تو تم مجھے گدھی کہہ رہے ہو اور تمہیں کس نے کہا ہے کہ مجھے تمہاری شکل پسند ہے" ——— مادام تاؤ ظاہر ہے عمران کی بات کا مطلب آسانی سے سمجھ گئی تھی۔

"تو پسند نہیں ہے" ——— عمران نے چونک کر کہا۔

"بالکل نہیں پسند — قطعی نہیں پسند، کہو تو لکھ کر دے دوں" — مادام تاؤ نے بری طرح جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یا اللہ آخر میں نے کیا بگاڑا ہے جو تو مجھے سدا کنوارہ رکھنا چاہتا

ہے۔ میرا خیال تھا یہاں سکوپ بن جائے گا مگر . . . . ‘‘ ——— عمران نے روہانسے لہجے میں کہا۔

’’ کیا — کیا کہہ رہے ہو‘ کیسا سکوپ‘‘ ——— مادام تاؤ نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر اشتیاق سا پھیلتا دکھائی دے رہا تھا۔

’’ کنوارے آدمی کا کیا سکوپ ہو سکتا ہے لیکن اب تو یہ بھی ختم ہوا‘ جب میری شکل ہی پسند نہ آئی تو ظاہر ہے میں بر دکھاوے میں فیل‘‘ ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’ تو تم یہاں بر دکھاوے کے لئے آئے ہو؟‘‘ ——— مادام تاؤ نے اس بار مشرقی عورت کے سے انداز میں جھجکتے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔

’’ آیا تو تھا مگر . . . ‘‘ ——— عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

’’ اگر تم اس لئے آئے تھے تو پھر ٹھیک ہے سمجھو تم پاس ہو گئے اور اگر تم واضح طور پر سننا چاہتے ہو تو مجھے تمہاری شکل بھی پسند ہے اور تم بھی‘‘ مادام تاؤ نے تیز تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اُٹھ کر تیزی سے اندرونی کمرے کی طرف دوڑ گئی اور عمران کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پہنچ گیا۔

’’ اگر مجھے پتہ ہوتا تو میں کم از کم بُر کو تو ساتھ لے آتا‘‘ ——— عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ اسے معلوم تھا کہ مادام تاؤ ساتھ والے کمرے میں موجود ہو گی۔

’’ کس کو — کس کی بات کر رہے ہو‘‘ ——— مادام تاؤ نے فوراً ہی

کمرے میں واپس آتے ہوئے خونخوار لہجے میں کہا۔

’’ بُر کو اور کسے‘‘ ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

’’ یہ بُر کون ہے‘‘ ——— مادام تاؤ نے ہونٹ چباتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

’’ کوئی دکھاوے کی چیز ہو گی‘ ویسے تو دکھاوے کو اچھا نہیں سمجھا جاتا لیکن نجانے اس بُر میں کیا خاصیت ہے کہ اس کا دکھاوا ہر کوئی منظور کر لیتا ہے اچھا چھوڑو اس بحر و بر کو‘ تم مجھے اس نخلستان اور لیبارٹری کا اندرونی نقشہ بتا رہی تھیں‘‘ ——— عمران نے ٹالنے والے لہجے میں کہا۔

’’ تم جیسے کٹھور‘ سفاک اور سنگ دل آدمی کو میں کچھ نہیں بتانا چاہتی‘ میں خود نمٹ لوں گی اس ڈاکٹر زیدان سے چاہے وہ ایکریمی ایجنٹ ہو یا یہودی تم فوراً یہاں سے دفع ہو جاؤ‘ ابھی اور اسی وقت‘‘ ——— مادام تاؤ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

’’ اس کا مطلب ہے کہ وہ اسٹارم مجھ سے اچھا تھا‘‘ ——— عمران نے بھی نتھنے پھلاتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’ اسٹارم — کون اسٹارم۔ میں لعنت بھیجتی ہوں اس اسٹارم پر‘‘ ——— مادام تاؤ نے جھلا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ چلو وہ ذریعہ ہی بتا دو جس سے تم لعنت بھجواؤ گی‘ میں اس کا تعاقب کرتے ہوئے اس لیبارٹری تک پہنچ جاؤں گا‘‘ ——— عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا اور مادام تاؤ چند لمحوں تک زہریلی نظروں سے عمران کو دیکھتی رہی جو اس طرح سر جھکائے معصوم سی شکل بنائے بیٹھا ہوا تھا جیسے کسی عورت کے سامنے نظریں اٹھانے سے بھی جھجک رہا ہو۔

"تم — تم آخر ہو کیا چیز، دوسروں کے جذبات سے بھی کھیلتے ہو اور پھر معصوم سی شکل بنا کر بیٹھ جاتے ہو" ——— مادام تاؤ نے اس بار پھیکی سی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"علی عمران — ایم۔ایس۔سی۔ ڈی۔ایس۔سی (آکسن)" ——— عمران نے اسی طرح معصوم لہجے میں کہا تو مادام تاؤ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تم میری سمجھ سے بالاتر کوئی چیز ہو، بہرحال اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم صرف دوسروں کے جذبات سے کھیلنے کے لئے ایسی باتیں کرنے کے عادی ہو اس لئے آج کے بعد میں کبھی تمہارے متعلق کوئی جذباتی بات نہ سوچوں گی۔ میں تمہیں تفصیل بتا دیتی ہوں تم جا لو اور وہ لیبارٹری" ——— مادام تاؤ نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے پوری تفصیل سے سب کچھ بتانا شروع کر دیا۔

ڈاکٹر زیدان انتہائی غصے کے عالم میں اپنے دفتر نما کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔ اسی لمحے میز پر رکھے ہوئے ایک مخصوص ساخت کے ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی اور ڈاکٹر زیدان تیزی سے مڑا اور میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھ کر اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو، ہیلو بوگانو ہیڈ کوارٹر کالنگ ڈاکٹر زیدان، اوور" ——— بٹن دبتے ہی ایک تیز آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔

"یس ڈاکٹر زیدان بول رہا ہوں، اوور" ——— ڈاکٹر زیدان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چیف باس سے بات کرو، اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک کرخت آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔

"ہیلو چیف باس کالنگ ڈاکٹر زیدان، اوور" ——— بولنے والے

کا لہجہ خاصا کرخت تھا۔

"یس ڈاکٹر زیدان اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر زیدان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر زیدان مجھے رپورٹ ملی ہے کہ وہ دونوں سائنسدان عورتیں لیبارٹری سے فرار ہو گئی ہیں، یہ کیسے ہو گیا۔ اوور"۔۔۔۔۔ چیف باس نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"وہ دونوں عورتیں جن میں ایک مادام تاذ اور دوسری عالم زیب یا بیگم رضا تھی، جراثیموں پر ریسرچ کی انتہائی ماہر سائنسدان ہیں میں نے جب ان کے سامنے پروجیکٹ رکھا تو انہوں نے اس لئے کسی بھی قسم کی مدد دینے سے انکار کر دیا کہ ان کے خیال کے مطابق یہ پروجیکٹ انسانیت کش تھا جس پر مجھے غصہ آ گیا اور میں نے انہیں دھمکیاں دیں کہ اگر انہوں نے مدد نہ کی تو ان کی عزت لوٹ لی جائے گی۔ مشرقی عورتیں چونکہ عزت کے معاملے میں بیحد ٹچی ہوتی ہیں اس لئے میں نے انہیں یہ دھمکی دی تھی اور میں نے انہیں سوچنے کے لئے ایک رات کا وقفہ دیا اور انہیں الیکٹرونک نظام سے سیلڈ کمرے میں پہنچا دیا۔ مجھے یقین تھا کہ یہ دونوں کسی طرح بھی اس کمرے سے باہر نہ آ سکیں گی اور صبح یہ ہر صورت میں مدد دینے کے لئے آمادہ ہوں گی لیکن صبح کو جب میں نے ان کی رائے معلوم کرنے کے لئے انہیں اپنے کمرے سے کال کیا تو مجھے کوئی جواب نہ ملا۔ تحقیقات پر ایک حیرت انگیز بات سامنے آئی کہ اس سیلڈ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ انہوں نے اندر سے ہی نجانے کسی طرح اس کا سسٹم بریک کر دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی میرا مخصوص ہیلی کاپٹر اور پائلٹ دونوں غائب تھے جس پر میں نے سوڈان میں

تحقیقات کرائیں تو مجھے رپورٹ ملی ہے کہ میرا ہیلی کاپٹر صحرا کی سرحد کے قریب صحرا میں کھڑا ہے اور وہ دونوں اور پائلٹ تینوں غائب ہیں۔ مزید تحقیقات سے مجھے ابھی رپورٹ ملی ہے کہ وہ دونوں پاکیشیا جانے والی فلائٹ پر سوڈان سے نکل گئی ہیں اور وہ پائلٹ بھی جو کافرستان کا تھا، غائب ہے۔ اوور"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر زیدان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری بیڈ شو ڈاکٹر زیدان ۔۔۔۔ اس کام کی وجہ سے ہماری خفیہ تنظیم کا نام بھی پہلی بار سامنے آ گیا ہے اور کام بھی نہ ہو سکا اور مجھے یقین ہے کہ اب یہ عورتیں حکومت پاکیشیا کو پوری رپورٹ دے دیں گی اور پھر پاکیشیا کی سیکرٹ سروس تمہاری اس لیبارٹری کو تباہ کرنے سوڈان پہنچ جائے گی، کیونکہ اب لیبارٹری بھی اوپن ہو چکی ہے اور پروجیکٹ بھی اور اب ہماری تنظیم کا یہ اہم ترین پروجیکٹ بھی مکمل نہ ہو سکے گا۔ اوور"۔۔۔۔۔ چیف باس نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں چیف باس۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ اوور"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر زیدان نے مایوس لہجے میں کہا۔

"سنو ڈاکٹر زیدان، تنظیم نے اس پروجیکٹ پر کروڑوں ڈالر خرچ کئے ہیں اور یہ تنظیم کا انتہائی اہم ترین پروجیکٹ ہے۔ اس لئے بہرحال اسے ہر صورت میں مکمل ہونا چاہیے اور ان عورتوں کو تم بھول جاؤ اور اپنے طور پر اس پروجیکٹ کو مکمل کرنے کی کوشش کرو۔ اوور"۔۔۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"میں نے بھی یہی فیصلہ کیا ہے۔ اصل میں مادام تاذ کا اس موضوع پر ایک تحقیقاتی مقالہ میری نظروں سے گزرا تھا اس لئے میں نے سوچا تھا کہ یہ عورت آسانی سے یہاں آ بھی جائے گی اور کام بھی مکمل ہو جائے گا۔ یہی

وجہ بھی کہ میں نے اس رسالے کے ایڈیٹر سے جس نے یہ مضمون شائع کیا تھا مادام تاؤ کے بارے میں تفصیلات حاصل کی تھیں۔ یہ ایڈیٹر مادام تاؤ سے پاکیشیا جا کر خود ملا تھا اور اس نے وہاں جا کر اصرار کر کے یہ مقالہ مادام سے حاصل کیا تھا ورنہ عام طور پر مادام تاؤ شہرت پسند نہیں کرتی۔ بہرحال اس ایڈیٹر سے مجھے اس کی رہائش گاہ اور اس کی ذہنی کیفیات کے بارے میں پوری تفصیلات مل گئی تھیں اور اس مادام تاؤ کا فوٹو بھی جو یہ ایڈیٹر خاص فرمائش پر رسالے میں شائع کرنے کے لئے ساتھ لے آیا تھا اور انہی تفصیلات کی فائل میں نے آپ کے آدمی کو بھجوائی تھیں اور آپ نے بھی وعدہ کیا تھا کہ کام آسانی سے ہو جائے گا اس لئے میں مطمئن تھا اور سب سے اہم بات یہ تھی کہ اس مادام تاؤ کی اس کے ملک میں کوئی سرکاری حیثیت بھی نہ تھی اس لئے ہمارا یہ پروجیکٹ بھی محفوظ رہ سکتا تھا لیکن اب مجھے اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے مشرقی جرمنی کے ایک سرکاری سائنسدان سر البرٹ کو یہاں لانا پڑے گا۔ سر البرٹ ویسے تو رضامند نہ ہوں گے اس لئے انہیں اغوا کرنا پڑے گا۔ اس لئے میں اس چکر سے بچنا چاہتا تھا لیکن اب ظاہر ہے ایسا کرنا مجبوری بن گیا ہے اوور"۔ —— ڈاکٹر زیدان نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، تنظیم بھی اس پروجیکٹ کو اوپن نہیں ہونے دینا چاہتی اس لئے مادام تاؤ پر رضامند ہو گئی تھی۔ بہرحال اب فوری طور پر دو کام کرنے ہوں گے، ایک تو اس لیبارٹری کو یہاں سے شفٹ کرنا ہوگا اور دوسرا سر البرٹ کو اغوا کرنا ہوگا تب ہی پروجیکٹ آگے بڑھ سکے گا' اوور"۔ —— چیف باس نے کہا۔

"لیبارٹری شفٹ کرنی ہو گی، کیا مطلب —— کہاں شفٹ کرنی ہو گی'

اوور"۔ —— ڈاکٹر زیدان نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ لیبارٹری اب اوپن ہو چکی ہے اس لئے پروجیکٹ کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ اسے فوری طور پر یہاں سے شفٹ کر دیا جائے۔ تم فکر نہ کرو جیسی یہاں سوڈان میں تمہاری لیبارٹری ہے ایسا ہی ایک اڈہ یہاں مصر میں ہمارے پاس موجود ہے تمہیں یہاں شفٹ کرا لیا جائے گا۔ اس طرح اگر کوئی تنظیم تمہاری لیبارٹری کے پیچھے آئے گی بھی سہی تو یہیں سر پٹکتی رہ جائے گی' اوور"۔ —— چیف باس نے کہا۔

"اور یہاں سے اڈے کا کیا کیا جائے گا" اوور"۔ —— ڈاکٹر زیدان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"فی الحال تو یہ خالی رہے گا' بعد میں سوچیں گے کہ اس کا کیا کرنا ہے۔ تم ابھی سے اپنا تمام سامان پیک کرانا شروع کر دو۔ میں چاہتا ہوں کہ تین روز کے اندر اندر یہ اڈہ خالی کر دیا جائے اور اس سر البرٹ کے بارے میں بھی ہیڈ کوارٹر کو پوری تفصیلات مہیا کر دو تاکہ جب تک تم دوسرے اڈے میں سیٹل ہو اس سائنسدان کو اغوا کر کے وہاں پہنچا دیا جائے۔ یہاں ایک سہولت یہ بھی ہو گی کہ تنظیم اس اڈے کی حفاظت کے لئے اپنا ایک گروپ تعینات کر دے گی۔ اس طرح یہ اڈہ ہر لحاظ سے محفوظ ہو جائے گا کیونکہ بہرحال پروجیکٹ کو ہر صورت میں مکمل ہونا ہے' اوور"۔ —— چیف باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے' جیسے آپ مناسب سمجھیں' اوور"۔ —— ڈاکٹر زیدان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کے الفاظ سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ایس مادام تاؤ تو واپس آ چکی ہے، اب آپ کا کیا پروگرام ہے"۔ بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں — بظاہر تو ہمارا مشن گھر بیٹھے بیٹھے پورا ہو گیا ہے اور سر سلطان کے ضمیر سے بوجھ بھی اتر گیا"۔ —— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن یہ پروجیکٹ آپ کے اپنے کہنے کے مطابق پوری دنیا کے انسانوں کے لئے انتہائی خطرناک ہے"۔ —— بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں ہے تو سہی لیکن دنیا میں نجانے ایسے کتنے پروجیکٹ زیر تکمیل ہوں گے، اب ہم خدائی فوجدار تو نہیں ہیں کہ اپنے عوام کے ٹیکسوں کو استعمال کرتے ہوئے ایسے پروجیکٹس کے خلاف لڑتے پھریں۔ ہم تو صرف اسی صورت میں حرکت میں آ سکتے ہیں کہ کسی پروجیکٹ سے براہ راست پاکیشیا کو یا عالم اسلام کو خطرہ لاحق ہو جائے لیکن اس پروجیکٹ میں ایسی کوئی بات سامنے نہیں آئی جس سے یہ ظاہر ہو کہ یہ پروجیکٹ پاکیشیا کے خلاف تیار کیا جا رہا ہے یا

یہ کوئی یہودی پروجیکٹ ہے کیونکہ یہودی جو پروجیکٹ تیار کرتے ہیں ان کا مقصد صرف اسے مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنا ہوتا ہے یہاں یہ صورت بھی سامنے نہیں آئی اس لئے فی الحال تو میں نے اس مشن کا ارادہ ترک کر دیا ہے البتہ مادام تاؤ سے زیادہ مجھے بیگم رضا کی فکر ہے۔ مادام تاؤ نے اپنے محل میں انتہائی سخت ترین حفاظتی انتظامات کئے ہوئے ہیں اور وہ ذہنی طور پر بھی بیحد ایڈوانس ہے جبکہ بیگم رضا بالکل سیدھی سادھی خاتون ہیں۔ انہیں اس تنظیم سے خطرہ لاحق ہو سکتا ہے چنانچہ بحیثیت ایکسٹو توصیف اور آغا کو سمجھا دیا ہے وہ بخوبی بیگم رضا کی حفاظت کر لیں گے"۔ —— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ ظاہر ہے عمران کی باتوں میں وزن تھا۔

"میرا خیال تھا کہ شاید آپ پرائیویٹ طور پر اس تنظیم کے خلاف کام کریں گے، اس لئے پوچھ رہا تھا"۔ —— بلیک زیرو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"جی تو چاہ رہا ہے کہ جوزف جوانا اور ٹائیگر کو ساتھ لے کر وہاں پہنچ جاؤں لیکن پھر اس لئے رک گیا ہوں کہ کسی بھی لمحے یہاں پاکیشیا میں کوئی اہم مشن سامنے آ سکتا ہے"۔ —— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔ —— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"آغا بول رہا ہوں جناب اپ لینڈ سے"۔ —— دوسری طرف سے آغا کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"یس" ۔۔۔۔۔ عمران نے مختصر سے لہجے میں کہا۔

"جناب میں نے اپنے طور پر سوڈان اور مصر میں لوگانو تنظیم کے بارے میں تفصیلات حاصل کی ہیں۔ مصر اور سوڈان دونوں جگہوں کی سرکاری ایجنسیوں میں میرے ذاتی دوست موجود ہیں۔ انہوں نے انتہائی رازداری سے کام لیتے ہوئے مجھے بتایا ہے کہ لوگانو تنظیم دراصل مصر اور سوڈان کی حکومتوں کو بلیک میل کر کے انہیں اسرائیل کے تابع بنانا چاہتی ہے تاکہ یہودی ریاست اسرائیل کا کنٹرول ان دونوں اسلامی ممالک پر خفیہ طور پر ہو سکے۔ اس تنظیم کے بارے میں دونوں حکومتوں کے اعلیٰ حکام کو علم ہے لیکن اس تنظیم نے اعلیٰ سطح پر حکام کو اس طرح خرید رکھا ہے کہ اس تنظیم کے خلاف کوئی حکومتی سرگرمی سامنے نہیں لائی جاتی بلکہ اسے چھپایا جا رہا ہے اور یہ تنظیم انتہائی رازداری سے دونوں ملکوں میں یہودی کاز کے لئے کام کر رہی ہے۔ سرکاری طور پر دونوں حکومتیں اس سے بے خبر ہیں۔ کہا یہ جاتا ہے کہ جب یہ تنظیم اپنے آپ کو اس قابل بنا لے گی کہ وہ حکومتوں پر کنٹرول کرے تو پھر وہ موجودہ حکومتوں کو کسی بھی طرح ہٹا کر اسرائیل کی مرضی کے آدمیوں کو حکومت پر قابض کرا دے گی۔ اس طرح سیاسی طور پر مصر اور سوڈان دونوں ملک اسرائیل کے تابع ہو جائیں گے اور اگر ایسا ہو گیا تو یہ مسلمانوں کے لئے ایک بہت بڑا سانحہ ہو گا۔ میں نے یہ رپورٹ اس لئے آپ کو دی ہے کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اور توصیف دونوں مصر جا کر اس تنظیم کے خلاف کام کریں' اوور" ۔۔۔۔۔ آغا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ ہمارا کام نہیں ہے۔ مصر اور سوڈان کی حکومتوں کی ذمہ داری ہے اس لئے تمہیں وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم صرف بیگم رضا کی حفاظت

کرو اور بس" ۔۔۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"جو کام مصر اور سوڈان کی حکومتوں کو کرنا چاہیے وہ ہمیں کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ویسے بھی جو رپورٹ آغا کو دی گئی ہے وہ غلط ہے کیونکہ اگر ایسی بات ہوتی تو مصری انٹیلی جنس چیف وہ خط حکومت پاکیشیا کو نہ بھجواتا"۔ عمران نے رسیور رکھ کر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ چیف اس تنظیم سے نہ خریدا جا سکا ہو۔ آپ کم از کم اسے یہ اطلاع تو پہنچا دیں۔ اگر واقعی تنظیم کا یہی مقصد ہے جو آغا نے بتایا ہے اور یہ تنظیم اپنے مشن میں کامیاب ہو گئی تو واقعی پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے ایک بہت بڑا سانحہ ہو گا" ۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں البتہ یہ کام کیا جا سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ذرا فون والی ڈائری دینا میں مصری انٹیلی جنس کے چیف کا نمبر چیک کر لوں" ۔۔۔۔۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے میز کی دراز سے سرخ جلد والی ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران اسے چیک کرتا رہا۔ پھر اس نے ڈائری رکھ کر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر" ۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس سپیکنگ فرام پاکیشیا۔ چیف آف انٹیلی جنس موسیٰ رؤف سے بات کرائیں" ۔۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ جناب موسیٰ رؤف صاحب تو گذشتہ ہفتے انتقال کر گئے ہیں اب ان کی جگہ یوسف سعید صاحب چیف ہیں۔ میں ان سے بات کراتا ہوں"——— دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور موسیٰ رؤف کے انتقال کا سن کر عمران کے ہونٹ خود بخود بھنچ گئے۔

"ہیلو چیف آف انٹیلی جنس یوسف سعید بول رہا ہوں"——— چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس پاکیشیا بول رہا ہوں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ موسیٰ رؤف صاحب انتقال کر گئے ہیں"——— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"آپ کو درست بتایا گیا ہے"——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا وہ بیمار تھے"——— عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں، بالکل تندرست تھے۔ صبح اپنی خواب گاہ میں مردہ پائے گئے۔ انہیں ایک زہریلے سانپ نے کاٹ لیا تھا۔ فرمائیں آپ نے کیسے کال کی ہے"——— دوسری طرف سے اس طرح سرسری سے لہجے میں کہا گیا جیسے موسیٰ رؤف کی ہلاکت کو وہ کوئی اہمیت نہ دینا چاہتا ہو۔

"موسیٰ رؤف صاحب کی طرف سے حکومت پاکیشیا کو ایک خط بھیجا گیا تھا جس میں کسی بوگا نو تنظیم کی طرف سے پاکیشیا میں کسی مشن کا حوالہ دیا تھا۔ میں اس سلسلے میں ان سے بات کرنا چاہتا تھا کہ اس تنظیم کے بارے میں ان کے پاس کوئی فائل یا تفصیلات ہوں تو میں ان سے واقف ہو سکوں"——— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں، مجھے معلوم ہے کہ انہوں نے وہ خط حکومت پاکیشیا کو بھجوایا تھا

ہم نے بھی اس تنظیم کے بارے میں اپنے طور پر تحقیقات کرائی ہیں اور ان تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ تنظیم کوئی بین الاقوامی تنظیم نہیں ہے بلکہ اسلحہ سپلائی کرنے والی ایک عام سی مجرم تنظیم ہے اور ہم اس کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ جلد ہی اس کا خاتمہ کر دیا جائے گا"——— یوسف سعید نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے تھینک یو"——— عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا لیکن اب اس کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئی تھیں۔

"انٹیلی جنس چیف کی اس طرح پراسرار ہلاکت اور موجودہ چیف کا رویہ بتا رہا ہے کہ آغا کی رپورٹ درست ہے"——— بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں، اب مجھے بھی اس رپورٹ کی درستی پر یقین آ رہا ہے"——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"پی۔ اے ٹو سیکرٹری خارجہ"——— رابطہ قائم ہوتے ہی سر سلطان کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو، سر سلطان سے بات کرائیں"——— عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"——— دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو سلطان بول رہا ہوں"——— چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"سر سلطان، بوگا نو تنظیم کے بارے میں مجھے ایک رپورٹ ملی ہے کہ یہ تنظیم اسرائیل کی سرپرستی میں کام کر رہی ہے اور مصر اور سوڈان کی حکومتوں کو

تبدیل کر کے وہاں ایسی حکومتیں لانا چاہتی ہے جو اسرائیل کے تابع ہوں۔
اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس تنظیم نے مصر اور سوڈان کے اعلیٰ حکام کو خرید رکھا ہے۔ میں نے مصری انٹیلی جنس کے چیف سے اس بارے میں بات کرنی چاہی تو معلوم ہوا ہے کہ وہ پراسرار طور پر سانپ کاٹنے سے ہلاک ہو چکے ہیں اور موجودہ چیف کا رویہ بتا رہا ہے کہ وہ بھی اس تنظیم سے ملا ہوا ہے۔ اس لئے آپ سرکاری طور پر مصر کے پرائم منسٹر یا صدر کو اس بارے میں اطلاع دے دیں تاکہ ہماری طرف سے فرض ادا ہو جائے" ۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر، میں اطلاع بھجوا دیتا ہوں" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"میرے خیال میں اتنا ہی کافی ہے" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں فلیٹ پر جا رہا ہوں، اگر کوئی اہم بات ہو تو مجھے رنگ کر لینا" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

مخصوص انداز کی جیپ خاصی تیز رفتاری سے صحرا کے اندر بڑھی چلی جا رہی تھی۔ سٹیرنگ پر ایک سوڈانی نوجوان تھا جبکہ ساتھ والی سیٹ پر مادام تاؤ بیٹھی ہوئی تھی۔ سوڈانی نوجوان کا نام صالح تھا۔ لمبے قد اور بھرے ہوئے جسم کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے پر موجود زخموں کے نشانات بتا رہے تھے کہ وہ لڑائی بھڑائی کے کاموں میں خاصا ملوث رہا ہے گو عمران نے مادام تاؤ کو واپس جانے سے روک دیا تھا لیکن مادام تاؤ جس مزاج کی عورت تھی وہ بھلا عمران کے روکنے سے کہاں رکنے والی تھی۔ اس کے ذہن میں ڈاکٹر زیدان سے اپنی توہین کا بدلہ لینے کا بھوت سوار تھا چنانچہ وہ عمران کی واپسی کے بعد پہلی فلائٹ سے ہی سوڈان واپس پہنچ گئی اور یہاں اس نے ہوٹل غیاث میں ہی کمرہ لیا جہاں پہلے وہ اشارم اور بیگم رضا کے ساتھ آئی تھی۔ اس کے بعد اس نے ایک ویٹر کے ذریعے اس سوڈانی نوجوان جس کا نام صالح تھا اپنے باڈی گارڈ کے طور پر ہائر کر لیا۔ صالح اس

ویٹر کا رشتہ دار تھا اور اس ویٹر نے بتایا تھا کہ صالح سوڈان کی خفیہ پولیس میں بھی رہا ہے لیکن پھر اس پر ایک کیس بن گیا تھا اور اسے وہاں سے نکال دیا گیا تھا۔ اب وہ پرائیویٹ دھندہ کرتا ہے۔ صالح مادام تاؤ کے لئے خاصا مفید ثابت ہوا اس جیپ کا بھی اس نے انتظام کیا تھا اور مادام تاؤ نے جب اسے لیبارٹری اور ڈاکٹر زیدان سے متعلق بتایا تو اس نے مادام تاؤ کا ہر طور پر ساتھ دینے کا باقاعدہ حلف دیا اور اب وہی صالح ڈرائیونگ سیٹ پر اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ صالح کے کاندھے سے ایک جدید مشین گن لٹکی ہوئی تھی اور اس کی جیب میں ایک مشین پسٹل بھی موجود تھا جبکہ مادام تاؤ نے بھی اپنے پاس ایک مشین پسٹل رکھا ہوا تھا۔ گو مادام تاؤ کو یقین تھا کہ وہ اس نخلستان کا راستہ تلاش کرلے گی لیکن صالح نے اسے بتایا تھا کہ صحرا میں ہوا کے طوفان کی وجہ سے ریت کے ٹیلے اپنی شکل بدلتے رہتے ہیں۔ اس لئے ایک بار دیکھا ہوا راستہ دوبارہ کبھی بھی ٹریس نہیں ہوسکتا۔ البتہ صالح نے مادام تاؤ سے اس راستے اور نخلستان کی تفصیلات معلوم کرلینے کے بعد نقشے میں ایسے نخلستان کو تلاش کرلیا تھا۔ نقشے میں اس نخلستان کو راہوم کا نام دیا گیا تھا اور اب صالح جیپ اس راہوم نامی نخلستان کی طرف لے جارہا تھا صالح کے مطابق اس نخلستان پر ایک قبیلہ قابض تھا جس کا نام راہوم تھا لیکن بعد میں وہاں کوئی خوفناک بیماری پھیل گئی اور راہوم قبیلہ وہاں سے ہجرت کر گیا اور پورے ریگستان میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ اس نخلستان میں پانی کا جو کنواں ہے اس میں خوفناک بیماری کے جراثیم پیدا ہوچکے ہیں اس لئے یہ نخلستان گذشتہ کئی سالوں سے ویران تھا۔ قافلے یہاں سے گزرتے ہوئے صرف سائے کی خاطر رکتے ضرور تھے لیکن نہ ہی راہوم کے کنوئیں کا

پانی استعمال کرتے تھے اور نہ وہاں مستقل طور پر ٹھہرتے تھے اور مادام تاؤ سمجھ گئی کہ یہ بیماری اس ڈاکٹر زیدان نے مخصوص جراثیموں کے ذریعے یہاں پھیلائی ہوگی تاکہ وہ پوری طرح اس نخلستان پر قابض ہوسکے۔

تقریباً چار گھنٹوں کے مسلسل سفر کے بعد وہ نخلستان انہیں نظر آنے لگا اور مادام تاؤ اسے دیکھتے ہی پہچان گئی کہ یہ وہی نخلستان ہے۔ صالح کے کہنے پر مادام تاؤ نے اپنے چہرے پر ایک ماسک چڑھایا ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ سوڈانی عورت ہی لگتی تھی۔ یہ ماسک بھی صالح ہی لے آیا تھا اور صالح نے ہی اسے مادام تاؤ کے چہرے پر ایڈجسٹ کیا تھا اس لئے مادام تاؤ کو اپنے پہچان لئے جانے کا کوئی فکر نہ تھا۔ جیپ نخلستان میں پہنچ کر رک گئی لیکن نخلستان قطعی خالی تھا۔ وہاں کوئی انسان موجود نہ تھا۔ وہ دونوں جیپ سے اتر آئے اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی مادام تاؤ نے وہ راستہ تلاش کر کے کھول لیا جس سے ڈاکٹر زیدان انہیں نیچے رہائش گاہ اور لیبارٹری میں لے گیا تھا۔ صالح نے مشین گن ہاتھوں میں لے لی تھی اور وہ بے انتہا محتاط نظر آرہا تھا مگر مادام تاؤ بڑی بے فکری سے آگے بڑھی چلی جارہی تھی جیسے وہ اس بار بھی مہمان کے طور پر یہاں آئی ہو لیکن تھوڑی دیر بعد یہ دیکھ کر اس کی آنکھوں میں شدید مایوسی ابھر آئی کہ رہائش گاہ اور لیبارٹری مکمل طور پر خالی پڑی ہوئی تھی۔ وہاں نہ کوئی فرنیچر تھا' نہ سامان اور نہ ہی کوئی آدمی۔

"یہ تو خالی ہے مادام"۔۔۔۔ صالح نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں" وہ ڈاکٹر زیدان میرے خوف کی وجہ سے اسے خالی کر کے فرار

ہوگیا ہے۔ کاش وہ مجھے مل جاتا" ——— مادام تاؤ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اب کیا کرنا ہے" ——— صالح نے کہا۔

"یہاں کی تلاشی لو تم خفیہ پولیس میں رہے ہو شاید اس ڈاکٹر زیدان کے بارے میں کوئی کلیو مل جائے" ——— مادام تاؤ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے صالح سے کہا اور صالح سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ مادام تاؤ اسی خالی کمرے میں کھڑی رہی۔

"کاش تم مجھے مل جاتے ڈاکٹر زیدان تو میں تمہاری ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دیتی لیکن تم بزدل نکلے اور فرار ہو گئے" ——— مادام تاؤ نے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد صالح واپس آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کارڈ موجود تھا۔

"مادام اس کارڈ کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے اور یہ کارڈ بھی مصر کے کسی آدمی ابو نجد کا ہے صرف ابو نجد اور مصر دو الفاظ ہی چھپے ہوئے ہیں۔ تیسری کوئی چیز نہیں ہے" ——— صالح نے کارڈ مادام تاؤ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تم جانتے ہو کسی ابو نجد کو" ——— مادام تاؤ نے کارڈ دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ویسے تو شاید مصر میں اس نام کے ہزاروں افراد موجود ہوں گے کیونکہ یہ عام سا نام ہے۔ البتہ وہاں فشریک کے علاقے میں ایک ہوٹل ہے بلیک سٹار، اس کے مالک کا نام ابو نجد ہے اور وہ مصر کا بہت بڑا غنڈہ بھی ہے

سنا ہے کہ مصر کا انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا" ——— صالح نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ آؤ اب واپس چلیں۔ یہاں خالی جگہ پر ٹھہر کر کیا کرنا ہے" ——— مادام تاؤ نے جواب دیا اور صالح نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ واپس سوڈان کے دارالحکومت خرطوم کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے مادام" ——— صالح نے پوچھا۔

"کچھ نہیں واپس چلی جاؤں گی اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ اب میں کہاں ابو نجد کو ڈھونڈتی پھروں۔ میرا ٹارگٹ تو ڈاکٹر زیدان تھا" ——— مادام تاؤ نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور صالح نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

ہوٹل غیاث پہنچ کر مادام تاؤ نے مہنگے داموں خریدی ہوئی جیپ بھی صالح کو تحفے میں دے دی اور ساتھ ہی اس کے معاوضے کے علاوہ انعام میں ایک بھاری رقم دے کر اسے فارغ کر دیا اور پھر چہرے پر موجود ماسک اتار کر اس نے ہوٹل کا کمرہ چھوڑا اور ایئر پورٹ کی طرف روانہ ہو گئی۔ ایئر پورٹ پہنچنے تک اس کا ارادہ واپس پاکیشیا جانے کا ہی تھا لیکن ایئر پورٹ پہنچ کر جب اسے معلوم ہوا کہ سوڈان اور مصر کے درمیان ویزے کی پابندیاں نہیں ہیں تو اس نے یکایک اپنا ارادہ بدل لیا۔ وہ اب مصر جا کر پہلے اس ابو نجد سے ملنا چاہتی تھی جس کا ذکر صالح نے کیا تھا۔ گو صالح نے اسے یہی بتایا تھا کہ ابو نجد مصر کا بہت بڑا غنڈہ ہے لیکن مادام تاؤ کی فطرت بھی ایسی تھی کہ اس نے کسی سے خوفزدہ ہونا سیکھا ہی نہ تھا۔ اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ یہی ابو نجد ہو اور اسے اس ڈاکٹر زیدان کے

بارے میں علم ہو چنانچہ وہ مصر پہنچ گئی۔ اس کے پاس سوائے ایک بیگ کے اور کوئی سامان نہ تھا۔ اس لئے ائیر پورٹ سے نکلتے ہی اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو ہوٹل بلیک سٹار چلنے کا کہہ دیا۔

" آپ شاید پہلی بار قاہرہ آئی ہیں :" _____ ٹیکسی ڈرائیور نے ساتھ بیٹھی ہوئی مادام تاؤ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں کیوں :" _____ مادام تاؤ جو کھڑکی میں سے قاہرہ کی عظیم الشان عمارات دیکھنے میں مصروف تھی چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔ شاید ڈرائیور نے بھی اس کے اس انداز میں عمارتوں کو دیکھنے سے اندازہ لگایا تھا کہ وہ پہلی بار قاہرہ آئی ہے۔

" جس ہوٹل میں آپ جا رہی ہیں وہ جرائم پیشہ افراد کا گڑھ ہے۔ اگر آپ نے سیاحت ہی کرنی ہے تو میرا مشورہ ہے کہ آپ رہائش کسی اچھے ہوٹل میں رکھیں اور صرف وہاں جا کر تفریح کریں :" _____ ڈرائیور نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

" مشورے کا شکریہ ___ میں وہاں اس لئے نہیں بلکہ ایک آدمی سے ملنے جا رہی ہوں :" _____ مادام تاؤ نے انتہائی خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور ٹیکسی ڈرائیور خاموش ہو گیا۔

پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد اس نے ایک عظیم الشان ہوٹل کے سامنے جا کر ٹیکسی روک دی جس پر بلیک سٹار کا نیون سائن چمک رہا تھا۔ مادام تاؤ نے کرایہ ادا کیا اور پھر بیگ اٹھائے وہ ہوٹل میں داخل ہو گئی۔ یہاں مقامی افراد کے ساتھ ساتھ تقریباً دنیا کے ہر ملک کے سیاح بھی کثرت سے نظر آ رہے تھے۔ اس لئے مادام تاؤ کو یہاں کوئی خاص اجنبیت محسوس نہ ہو رہی تھی۔ ہوٹل کا

شاندار انداز میں سجا ہوا ہال لوگوں سے بھرا ہوا تھا لیکن ہال منشیات اور شراب کی تیز بو سے بھی پُر تھا۔ ایک طرف ایک وسیع و عریض کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے چار خوبصورت مصری لڑکیاں کھڑی مختلف کاموں میں مصروف تھیں البتہ ان کے لباس اس قسم کے تھے کہ وہ تقریباً عریاں ہی نظر آ رہی تھیں۔ مادام تاؤ کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ اسے یہ ماحول سخت ناپسند آیا تھا لیکن وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی تھی۔

" یس مس :" _____ ایک لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ابو نجد سے کہو پاکیشیا سے مادام تاؤ اس سے فوراً ملنا چاہتی ہے :" _____ مادام تاؤ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے ابو نجد اس کا ذاتی ملازم ہو۔

" پاکیشیا سے مگر . . . :" _____ لڑکی نے حیرت بھرے انداز میں سر سے پیر تک مادام تاؤ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" جو میں کہہ رہی ہوں وہ کرو :" _____ مادام تاؤ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور لڑکی نے جلدی سے میز پر رکھے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھا لیا۔

" جناب کاؤنٹر پر ایک خاتون آئی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ پاکیشیا سے آئی ہیں۔ ان کا نام مادام تاؤ ہے اور وہ چیف سے فوری ملنا چاہتی ہیں :" _____ لڑکی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کسی سے بات کرتے ہوئے کہا۔ پھر چند لمحوں تک دوسری طرف سے کچھ سننے کے بعد اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

" آپ کچھ دیر انتظار کر لیں منیجر صاحب چیف سے رابطہ کر رہے ہیں۔ اگر انہوں نے ملاقات کی اجازت دی تو آپ کی ملاقات ہو جائے گی :" _____ لڑکی نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا اور دوسرے کاموں میں مشغول ہو گئی۔

مادام تاؤ کو لڑکی کے جواب پر غصہ تو بہت آیا لیکن وہ خاموش رہی۔ اس نے ہال میں بیٹھے ہوئے افراد کو دیکھنا شروع کر دیا۔

"مادام تاؤ کون ہیں؟" ——— اچانک ایک مردانہ آواز اس کے کانوں میں پڑی اور وہ چونک پڑی۔ ایک لمبے قد کا آدمی اس کاؤنٹر گرل سے پوچھ رہا تھا اور کاؤنٹر گرل نے مادام تاؤ کی طرف اشارہ کر دیا۔

"اوہ آپ ہیں — میرے ساتھ تشریف لائیے میں آپ کو چیف باس تک پہنچا دیتا ہوں" ——— اس آدمی نے بڑے بااخلاق لہجے میں کہا اور مادام تاؤ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ایک راہداری سے گزر کر ایک لفٹ کے ذریعے وہ نیچے کافی گہرائی میں پہنچ گئے اور اس طرح مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ آدمی ایک دروازے کے سامنے جا کر رک گیا۔ دروازے کے باہر مشین گنوں سے مسلح دو آدمی موجود تھے۔

"تشریف لے جائیے، چیف آپ کے منتظر ہیں" ——— اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور مادام تاؤ دروازے کو دھکیلتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔ یہ ایک وسیع کمرہ تھا جسے انتہائی قیمتی فرنیچر سے سجایا گیا تھا۔ فرش پر دبیز ایرانی قالین تھا۔ ایک طرف مہاگنی کی بنی ہوئی ایک وسیع و عریض دفتری میز تھی جس کے سامنے صوفے رکھے ہوئے تھے۔ میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا گوریلا نما آدمی بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کا چہرہ بڑا معصوم سا تھا۔ مادام تاؤ کے اندر داخل ہوتے ہی وہ کرسی سے اٹھا اور پھر میز کی سائیڈ سے نکل کر آگے بڑھا۔

"خوش آمدید مادام، میرا نام الوبجد ہے" ——— اس آدمی نے انتہائی نرم لہجے میں کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"میرا نام مادام تاؤ ہے اور میں پاکیشیا سے آئی ہوں" ——— مادام تاؤ نے رسمی انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی مگر میں عام طور پر اجنبیوں سے نہیں ملا کرتا لیکن آپ اتنی دور سے تشریف لائی ہیں کہ مجھے سارے کام چھوڑ کر آپ کے لئے ملاقات کا وقت نکالنا پڑا۔ تشریف رکھیں اور فرمائیں کہ آپ کیا پینا پسند کریں گی" ——— الوبجد نے انتہائی نرم اور دوستانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ، اس وقت میرا کچھ پینے کا موڈ نہیں ہے" ——— مادام تاؤ نے اسی طرح خشک لہجے میں کہا۔ اور الوبجد نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ بڑے غور سے مادام تاؤ کو دیکھ رہا تھا۔

"فرمائیے، کیسے تشریف آوری ہوئی ہے" ——— الوبجد نے مسکراتے ہوئے اسی طرح نرم اور دوستانہ لہجے میں کہا۔

"یہ کارڈ تمہارا ہے" ——— مادام تاؤ نے جیکٹ کی جیب سے ایک کارڈ نکال کر الوبجد کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں، مگر یہ کارڈ آپ کے پاس کیسے پہنچ گیا۔ یہ تو میرا خصوصی کارڈ ہے" الوبجد کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم ڈاکٹر زیدان سے بھی واقف ہو۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ڈاکٹر زیدان سوڈان کے راہوم نخلستان کو چھوڑ کر اب کہاں گیا ہے۔ یہ کارڈ مجھے اس کی خالی کی ہوئی لیبارٹری سے ملا ہے" ——— مادام تاؤ نے کہا اور الوبجد ایک بار پھر چونک پڑا۔

"تو آپ وہاں راہوم میں گئی تھیں — کیوں۔ کیا آپ کو ڈاکٹر زیدان سے کوئی

کام تھا؟" ——— ابو نجد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس نے میری توہین کی تھی اور مادام تاؤ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھ سکتی جب تک اپنی توہین کا انتقام نہ لے۔" ——— مادام تاؤ نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور ابو نجد کے چہرے پر یکلخت انتہائی مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔

"ویری گڈ مادام تاؤ، آپ کی اس بات نے آپ کی عزت میرے دل میں بڑھا دی ہے۔ ڈاکٹر زیدان نے مجھ سے رابطہ قائم کیا تھا کہ میں اس کی لیبارٹری کا سامان وہاں سے اپنی مخصوص ٹرانسپورٹ کے ذریعے یہاں مصر کے صحرا میں ایک جگہ پہنچا دوں چونکہ معاوضہ پرکشش تھا اس لئے میں نے یہ کام کر دیا۔ یہ کارڈ بھی میرے آدمی کی جیب سے وہاں گرا ہوگا۔ بہرحال اس سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ مجھے آپ جیسی خاتون سے شرف ملاقات حاصل ہو گیا۔ اگر میں آپ کو صرف ڈاکٹر زیدان کا پتہ بتا دوں تو آپ اجنبی ہونے کی وجہ سے وہاں تک نہ پہنچ سکیں گی۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ میں اپنے آدمیوں کو ساتھ بھیج دوں۔ اس طرح آپ آسانی سے ڈاکٹر زیدان تک پہنچ جائیں گی۔ باقی رہی اس سے انتقام لینے کی بات تو ایک بات بتا دوں کہ آپ اکیلی خاتون وہاں کچھ نہ کر سکیں گی۔ گو میں ایک مجرم ہوں لیکن مجھے ذاتی طور پر ایسے لوگ بے حد پسند ہیں جو اپنی عزت منوانا جانتے ہوں۔ اس لئے میرے آدمی اس انتقام کے لئے بھی آپ کی بھرپور مدد کرنے کیلئے تیار ہیں لیکن مسئلہ صرف اتنا ہے کہ اگر آپ اس کے لئے معاوضہ ادا کر دیں۔" ——— ابو نجد نے اسی طرح دوستانہ لہجے میں کہا۔

"تم کتنا معاوضہ چاہتے ہو۔" ——— مادام تاؤ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"معاوضے کی بات میں نے صرف اس لئے کی ہے کہ یہ میرا اصول ہے ورنہ آپ جتنی دور سے صرف توہین کا انتقام لینے آئی ہیں مجھے آپ کی اس بات نے ہی متاثر کیا ہے اس لئے معاوضہ صرف ٹوکن کے طور پر ہوگا جو آپ مناسب سمجھیں دے دیں۔" ——— ابو نجد نے مسکراتے ہوئے کہا اور مادام تاؤ نے سر ہلاتے ہوئے ساتھ رکھا ہوا بیگ کھولا اور اس میں مصری پاؤنڈز کا ایک بنڈل نکال کر ابو نجد کی طرف بڑھا دیا۔ ائیرپورٹ پر اس نے کرنسی تبدیل کر لی تھی۔ اس لئے اس کے بیگ میں اس وقت ایسے کئی بنڈل موجود تھے۔

"او۔ کے، اب آپ فرمائیں کہ کیا آپ فوری وہاں جانا چاہتی ہیں یا پہلے آپ آرام کرنا پسند کریں گی۔ ایسی صورت میں آپ کو ہمارے ہوٹل کا سب سے شاندار کمرہ دیا جا سکتا ہے اور دوسری بات یہ کہ آپ توہین کا انتقام کس طرح لینا چاہتی ہیں۔" ——— ابو نجد نے بنڈل جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"میں اس ڈاکٹر زیدان کے جسم میں مشین پسٹل کی گولیوں کا پورا برسٹ داخل کرنا چاہتی ہوں۔ تمہارے آدمیوں کا صرف اتنا کام ہوگا کہ وہ مجھے وہاں لے جائیں اور جب میرا انتقام پورا ہو جائے تو مجھے واپس لے آئیں اور میں فوری طور پر جانا چاہتی ہوں۔" ——— مادام تاؤ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے، ٹھیک ہے، میں ابھی انتظامات کرتا ہوں۔" ——— ابو نجد نے اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے میز کی عقبی طرف موجود دروازہ کھول کر غائب ہو گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد اس کی واپسی ہوئی۔

"میں نے انتظامات کر لئے ہیں۔ ابھی میرے آدمی آپ کو لے جاتے ہیں آپ بے دھڑک ہو کر ان کے ساتھ جا سکتی ہیں۔" ——— ابو نجد نے کہا اور مادام تاؤ نے سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد سامنے والا دروازہ کھلا اور ایک

نوجوان نے اندر داخل ہوکر ادب سے ابو سنجد کو سلام کیا۔

"رشید، یہ خاتون تمہارے ساتھ جائیں گی اور جیسا کہ میں نے حکم دیا ہے ویسا ہی تم نے کرنا ہے۔ خاتون کو کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے"۔ —— ابو سنجد نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس — آئیے مادام"۔ —— اس آدمی نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور مادام تاؤ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"شکریہ ابو سنجد"۔ —— مادام تاؤ نے کہا اور بیگ اٹھا کر وہ اس رشید نامی آدمی کے ساتھ کمرے سے باہر آ گئی لیکن ابھی اس نے دروازے سے نکل کر دو تین قدم ہی اٹھائے ہوں گے کہ آگے جاتا ہوا رشید بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور پھر اس سے پہلے کہ مادام کچھ سمجھتی اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا سرخ رنگ کا رومال پوری قوت سے مادام کی ناک پر جما دیا۔ اس کے ساتھ ہی مادام کو محسوس ہوا کہ کچھ افراد نے عقب میں اس کے جسم کو جکڑ لیا ہے، مادام نے اپنے آپ کو چھڑوانے کی بے حد کوشش کی لیکن چند لمحوں تک ہی وہ جدوجہد کر سکی۔ اس کے بعد اس کے ذہن پر تاریکی نے غلبہ حاصل کر لیا پھر جب اس کے ذہن میں روشنی پھیلی اور اس کی آنکھیں کھلیں تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہ ایک بڑے سے کمرے کے درمیان میں ایک لوہے کی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ کرسی کے بازوؤں سے نکلنے والے راڈز نے اس کے جسم کو کرسی کے ساتھ بری طرح جکڑا ہوا تھا۔ کمرہ ہر قسم کے فرنیچر سے خالی تھا۔ کمرے کا اکلوتا دروازہ اس کی نظروں کے سامنے تھا جو بند تھا۔

"تو اس ابو سنجد نے دھوکہ کیا ہے۔ اس نے یقیناً بیگ میں موجود رقم

کی خاطر یہ حرکت کی ہو گی لیکن اسے یہ حرکت مہنگی پڑے گی"۔ —— مادام تاؤ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور لاشعوری طور پر کرسی سے آزاد ہونے کی کوشش شروع کر دی لیکن چند لمحوں کی کوشش کے بعد ہی اسے احساس ہو گیا کہ وہ اس کرسی سے آزاد نہیں ہو سکتی۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور مادام نے چونک کر دیکھا تو دروازے سے دو مقامی آدمی اندر داخل ہو رہے تھے ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

"تمہیں ہوش آ گیا مادام —— او۔کے، آؤ باس نے تمہیں بلایا ہے"۔ —— ایک آدمی نے کہا۔

"کون باس — کیا ابو سنجد"۔ —— مادام تاؤ نے غراتے ہوئے کہا اور وہ دونوں آدمی بے اختیار ہنس پڑے۔

"ابو سنجد کو بھول جاؤ، اس کا کام تمہیں یہاں تک پہنچانا تھا۔ اب تم لوگانو کے قبضے میں ہو اور لوگانو باس تمہیں بلا رہا ہے"۔ —— ایک آدمی نے کرسی کے عقب میں جاتے ہوئے کہا اور پھر کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اس کے جسم کے گرد موجود لوہے کے راڈز غائب ہو گئے اور مادام تاؤ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی لیکن اس کے دونوں بازو اس کے عقب میں لوہے کی کلپ ہتھکڑی سے بندھے ہوئے تھے۔

"میرے ہاتھ کھولو"۔ —— مادام نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں — انہیں کھولنے کا حکم نہیں ہے، آؤ"۔ —— ان میں سے ایک نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ مادام کو بازو سے پکڑے اس کمرے سے نکلے اور باہر راہداری میں سے گزر کر ایک اور کمرے میں آ گئے۔ یہاں قیمتی صوفے رکھے ہوئے تھے۔ مادام کو ایک صوفے پر بٹھا دیا گیا جبکہ وہ دونوں اس

کے عقب میں کھڑے ہو گئے۔ اسی لمحے سامنے والی دیوار میں ایک دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد کا مصری اندر داخل ہوا۔ اس کے بال ڈریکولا کے بالوں کی طرح سیدھے کھڑے تھے۔ چہرے پر بے پناہ سفاکی اور خباثت موجود تھی۔ اس نے انگلیوں میں تین چار انگوٹھیاں پہنی ہوئی تھیں جن میں قیمتی جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ اس کے گلے میں بھی ایک لاکٹ نظر آ رہا تھا جس میں بھی ایک قیمتی ہیرا موجود تھا۔ اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا سوٹ تھا۔

"ہونہہ تو تم ہو مادام تاؤ — جراثیموں کی ماہر سائنسدان" —— اس آدمی نے اندر آ کر غور سے مادام تاؤ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے کیسے جانتے ہو" —— مادام تاؤ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے خود ہی ابو سجد سے اپنا تعارف کرایا تھا۔ کیا تم وہ نہیں ہو" —— اس آدمی نے چونک کر کہا۔

"میں ہی ہوں مادام تاؤ — وہ ڈاکٹر زیدان کہاں ہے۔ میں اس سے انتقام لینے آئی ہوں — تم کون ہو اور تم نے مجھے یہاں باندھ کیوں رکھا ہے" —— مادام تاؤ نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا نام عبدالناصر ہے اور میرا تعلق لوگا تو تنظیم کے ہیڈ کوارٹر سے ہے۔ تم ایک سائنسدان ہو اس لئے تمہیں ابھی تک کچھ نہیں کہا گیا ورنہ اب تک تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ ہنٹروں کی ضرب سے علیحدہ کیا جا چکا ہوتا اور اب میری بات غور سے سن لو۔ اگر تم اپنی زندگی بچانا چاہتی ہو تو تمہیں ڈاکٹر زیدان کی امداد کرتے ہوئے اس کے پروجیکٹ میں پیش آنے والی رکاوٹ دور کرنی ہو گی۔ اگر تم نے یہ رکاوٹ دور کر دی تو ہمارا وعدہ کہ تمہیں

زندہ واپس پاکیشیا بھجوا دیا جائے گا ورنہ دوسری صورت میں تم جانتی ہو کہ میری انگلی کا ایک اشارہ تمہارا کیا حشر کر سکتا ہے" —— عبدالناصر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"تم بھی ڈاکٹر زیدان کی طرح مجھے دھمکی دے رہے ہو۔ اس کتے نے بھی میری عزت کی طرف بری نظریں ڈالی تھیں اور اسی وجہ سے میں اس سے انتقام لینے آئی ہوں اور تم بھی مجھے دھمکی دے کر اپنے آپ کو اس کی صف میں لے آ رہے ہو۔ ہاں اگر تم درخواست کرو، منت کرو اور یہ یقین دلاؤ کہ تمہارا یہ پروجیکٹ انسانیت کے خلاف استعمال نہ ہو گا تو میں اس میں مدد دینے کے لئے تیار ہوں لیکن ایک بات ذہن میں رکھنا میں اس ڈاکٹر زیدان کے ساتھ کسی صورت میں بھی کام نہیں کر سکتی میں اس کی شکل دیکھنا بھی گورا نہیں کروں گی اور جہاں تک اس پروجیکٹ میں رکاوٹ کا تعلق ہے تو یہ بات بھی سن لو کہ یہ ڈاکٹر زیدان تو کیا دنیا کے تمام جراثیمی سائنسدان ساری عمر سر پٹکتے رہیں تب بھی وہ یہ رکاوٹ دور نہیں کر سکتے۔ اس رکاوٹ کو صرف مادام تاؤ ہی دور کر سکتی ہے، صرف مادام تاؤ کیونکہ مادام تاؤ اس پروجیکٹ پر اپنے طور پر پہلے ہی کام کر چکی ہے۔ یہ میرے لئے بچوں کا کھیل ہے" —— مادام تاؤ نے انتہائی بے خوف لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور سامنے کھڑے عبدالناصر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ واقعی اس ڈاکٹر زیدان نے غلطی کی ہے کہ اس نے تمہاری عزت کی طرف بری نظر ڈالی ہے۔ سنو ڈاکٹر زیدان ہمارا ملازم ہے تم اگر اس رکاوٹ کو دور کرنے کا وعدہ کرو تو میرا وعدہ کہ ہم رکاوٹ دور ہوتے ہی ڈاکٹر زیدان کو تمہارے قدموں میں ڈال دیں گے۔ اس کے بعد

تم چاہو تو دل بھر کر اس سے اپنی بے عزتی کا انتقام لینا ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا بلکہ ہم اس کام میں تمہاری امداد بھی کر سکتے ہیں"۔ ---- عبدالناصر نے اس بار انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

"لیکن تم نے یہ یقین نہیں دلایا کہ یہ پروجیکٹ تم انسانیت کے خلاف استعمال نہیں کرو گے"۔ ---- مادام تاؤ نے کہا۔

"بالکل نہیں کریں گے اور یہ ہمارا مقصد بھی نہیں ہے۔ ہماری تنظیم مجرم تنظیم نہیں ہے بلکہ انسانیت نواز تنظیم ہے اور پوری دنیا کے مخیر حضرات اس تنظیم کے لئے چندہ دیتے ہیں۔ یہ پراجیکٹ تو ابتدا میں ہے۔ اس پراجیکٹ کو آگے بڑھاتے ہوئے ہم ایسے جراثیم تیار کرنا چاہتے ہیں جو پوری دنیا کے انسانوں کو ہر قسم کی بیماری سے نجات دلا دیں"۔ ---- عبدالناصر نے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ تم یہ فضول بات مادام تاؤ کے سامنے کر رہے ہو"۔ مادام تاؤ نے غصیلے لہجے میں کہا

"مادام تاؤ، گو میں سائنسدان نہیں ہوں اور تم بہت بڑی سائنسدان ہو، لیکن کم از کم تم اس بات کی تو تصدیق کرو گی کہ ہمیشہ منفی پہلوؤں سے ہی مثبت پہلو آشکارا ہوتے ہیں۔ انسانیت کی بھلائی کے لئے اب تک ہونے والی تمام ریسرچ ہمیشہ انسانیت کے خلاف ہونے والی ریسرچ کے دوران ہی سامنے آئی ہیں"۔ ---- عبدالناصر نے بڑے عالمانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں مگر۔۔۔۔"۔ ---- مادام تاؤ نے کہا۔

"بس یوں سمجھو کہ ہمیں یقین ہے کہ اس پروجیکٹ پر ریسرچ کے دوران یقیناً کوئی نہ کوئی ایسی بات سامنے آجائے گی اور یہ بھی ممکن ہو سکتا

ہے کہ سب کچھ تمہارے ہی ہاتھوں ہو"۔ ---- عبدالناصر نے جواب دیا۔

"ہونہہ ٹھیک ہے ---- تمہاری بات کچھ کچھ درست ہے لیکن اس کے لئے تمہیں مجھے اس ڈاکٹر زیدان سے ہٹ کر کام کرنے کی جگہ دینی ہوگی میں اس کے ساتھ کام نہیں کر سکتی۔ یہ میرا آخری اور قطعی فیصلہ ہے"۔ ---- مادام تاؤ نے کہا۔

"او۔ کے ہمیں تمہاری یہ شرط منظور ہے۔ تمہاری ریسرچ کے لئے تمام سامان جو تم کہو گی یہیں ہیڈ کوارٹر میں ہی مہیا کر دیا جائے گا اور تمہیں ہر سہولت مہیا کر دی جائے گی"۔ ---- عبدالناصر نے کہا۔

"ٹھیک ہے ---- پھر میں تیار ہوں"۔ ---- مادام تاؤ نے جواب دیا۔

"مادام کے ہاتھ آزاد کر دو، اب مادام ہماری انتہائی معزز مہمان ہیں"۔ عبدالناصر نے عقب میں کھڑے ہوئے مسلح افراد سے کہا اور دوسرے لمحے مادام کے ہاتھ ہتھکڑیوں سے آزاد کر دیئے گئے۔

"آئیے مادام، آپ میرے دفتر میں چلیں تاکہ آپ اس تمام سامان کی لسٹ بنا سکیں جو آپ کو اس ریسرچ کے لئے چاہیے"۔ ---- عبدالناصر نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔ مادام تاؤ بس سر ہلاتی ہوئی اس کے پیچھے چل پڑی۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد مادام تاؤ ایک وسیع و عریض کمرے میں پہنچ گئی جسے دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

"تم اس تنظیم کے سربراہ ہو، کیا نام بتایا تھا تم نے"۔ ---- مادام نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے عبدالناصر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بوگانو تنظیم کا نام ہے مگر میں سربراہ نہیں ہوں میں تو ایک ادنیٰ سا کارکن ہوں" ___ عبدالناصر نے کہا اور پھر اس نے میز پر موجود ایک پیڈ اور قلمدان میں رکھا ہوا قلم اُٹھا کر مادام تاؤ کی طرف بڑھا دیا۔

"آپ لسٹ تیار کریں۔ میں آرہا ہوں" ___ عبدالناصر نے کہا اور مادام تاؤ کے سر ہلانے پر وہ ایک عقبی دروازے میں غائب ہو گیا۔ مادام نے کاغذ میز پر رکھ کر قلم سے لکھنا چاہا مگر قلم سے سیاہی ہی نہ نکلی۔ مادام نے کافی کوشش کی لیکن قلم سوکھا ہوا تھا۔

"یہ کیسا گھٹیا قلم دے دیا ہے۔ انہوں نے ہونہہ واقعی چندے سے کام چل رہا ہے لیکن سارا پیسہ دفتر سجانے میں لگا دیا ہے" ___ مادام تاؤ نے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر میز پر رکھے ہوئے قلمدان پر نظریں ڈالیں تاکہ وہاں سے دوسرا قلم اٹھا سکے لیکن قلمدان خالی پڑا ہوا تھا۔ مادام تاؤ نے اُٹھ کر میز کی دوسری طرف موجود دراز کھول کر چیک کرنا شروع کر دیا۔ درازوں میں مختلف فائلیں بھری ہوئی تھیں لیکن قلم کوئی موجود نہ تھا۔ سب سے نچلی دراز کھول کر وہ قلم دیکھ رہی تھی کہ ایک فائل پر لکھے ہوئے الفاظ پر اس کی نظر پڑی۔ اس پر سرخ حروف سے پاکیشیا اور آران لکھا ہوا تھا۔

"پاکیشیا کے بارے میں فائل ___ اوہ ضرور وہاں کے مخیر حضرات کے ناموں کی لسٹ ہو گی جو اس تنظیم کو چندہ دیتے ہوں گے۔ دیکھوں تو سہی کہ یہ کون لوگ ہیں" ___ مادام تاؤ نے سوچا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فائل کھینچ کر باہر نکالی اور اسے کھول کر دیکھنے لگی۔ فائل میں صرف چار کاغذات ٹائپ شدہ تھے لیکن جیسے جیسے مادام انہیں

پڑھتی گئی۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ پڑتا گیا۔ اس نے جلدی سے فائل میں سے وہ کاغذات نکالے اور انہیں تہہ کر کے اس نے اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب میں رکھا اور پھر خالی فائل کو واپس اسی طرح دوسری فائلوں میں رکھ کر اس نے دراز بند کی اور واپس کرسی پر آکر بیٹھ گئی۔ اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اس نے جو کچھ اس فائل میں پڑھا تھا۔ اس نے اس کے ذہن کے چودہ تو کیا چودہ ہزار طبق روشن کر دیئے تھے۔ اب وہ احمق تو نہ تھی کہ فائل میں درج مندرجات کو نہ سمجھ سکتی۔

"مجھے ان کاغذات کو ہر صورت میں حکومت پاکیشیا تک پہنچانا چاہیے۔ یہ عبدالناصر جھوٹ بول رہا ہے کہ یہ تنظیم نیک مقاصد کے لئے کام کر رہی ہے۔ یہ تو انتہائی خطرناک تنظیم ہے۔ یہ تو پاکیشیا اور آران دونوں ملکوں کو کنٹرول کرنے کی پالیسی پر چل رہی ہے اور اس پروجیکٹ کے ذریعے یہ پاکیشیا کے لاکھوں لوگوں کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں" ___ مادام تاؤ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور عبدالناصر اندر داخل ہوا۔

"اوہ آپ نے کچھ بھی نہیں لکھا، کاغذ صاف ہے" ___ عبدالناصر نے کاغذ کو دیکھتے ہوئے چونک کر کہا۔

"تمہارے اس قلم میں سیاہی ہی نہیں۔ لکھوں کیا خاک" ___ مادام تاؤ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری سوری ___ یہ لیجئے دوسرا قلم" ___ عبدالناصر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور کوٹ کی جیب سے ایک نیا اور نفیس

قلم نکال کر مادام تاؤ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور مادام تاؤ نے قلم لے کر تیزی سے کاغذ پر لکھنا شروع کر دیا۔ عبدالناصر میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا اور مادام تاؤ کو لکھتے ہوئے دیکھتا رہا۔ مادام تاؤ لکھنے کے ساتھ ساتھ یہاں سے نکل کر پاکیشیا جانے کی پلاننگ بھی کرتی رہی جب سے اس نے فائل پڑھی تھی اس کے ذہن سے جھلاہٹ اور غصہ یکلخت دور ہو گیا تھا۔ اب تک وہ صرف ذاتی انتقام کے چکر میں تھی اس لئے اس کا ذہن صرف اس پوائنٹ پر ہی جما ہوا تھا لیکن اب اس فائل کے پڑھنے کے بعد اس کا ذہن اپنے ملک پر منڈلانے والے خطرے پر مرکوز ہو گیا تھا۔ اس لئے اب اس کے ذہن نے بھی اس رُخ پر کام کرنا شروع کر دیا تھا۔

دو صفحات لکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے قلم بند کر دیا۔

"یہ ہے وہ سامان جو مجھے اس پروجیکٹ کی رکاوٹ دور کرنے کے لئے چاہیے لیکن ایک بات ہے اس میں ایک ایسا سائنسی مرکب بھی شامل ہے اور وہ بنیادی چیز ہے۔ اس کے بغیر کسی صورت بھی کام آگے نہیں بڑھ سکتا۔ یہ مرکب پاکیشیا میں میری ذاتی لیبارٹری میں تو موجود ہے۔ ہو سکتا ہے یہاں بھی مل جائے' اسے سب سے پہلے مہیا کرنا ضروری ہے"۔ ——— مادام نے کاغذ عبدالناصر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اس پر نشان لگا دیجئے"۔ ——— عبدالناصر نے کہا اور مادام نے قلم کھول کر اس مرکب کے گرد دائرہ کھینچ دیا اور پھر قلم بند کر کے اسے کاغذ کے ساتھ ہی عبدالناصر کی طرف بڑھا دیا۔

"ٹھیک ہے' آئیے آپ کے لئے ایک کمرہ تیار کر دیا گیا ہے۔ جب تک

یہ سامان مہیا نہیں ہوتا آپ وہاں آرام کیجئے"۔ ——— عبدالناصر نے قلم اور کاغذ اٹھاتے ہوئے کہا اور مادام تاؤ بھی سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

تھوڑی دیر بعد اسے ایک آرام دہ کمرے میں پہنچا دیا گیا لیکن کمرے کا اکلوتا دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا تھا۔ مادام باتھ روم میں گئی اور اس نے سب سے پہلے وہ کاغذ جیب سے نکالے اور انہیں ایک بار پھر غور سے پڑھنا شروع کر دیا۔ دو تین بار پڑھ کر مادام نے انہیں پرزے پرزے کر کے کموڈ میں ڈالا اور پانی کا بہاؤ کھول دیا۔ کاغذ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے چند لمحوں میں پانی کے ساتھ غائب ہو گئے اور مادام نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اس کے پاس یہ خداداد صلاحیت تھی کہ وہ جس چیز کو چند بار غور سے پڑھ لیتی وہ اس کے ذہن میں مکمل طور پر محفوظ ہو جاتی تھی اس لئے اسے اطمینان تھا کہ وہ اب جب چاہے اس پوری تحریر کو حرف بحرف دوبارہ کاغذ پر تحریر کر سکتی ہے۔

اس نے غسل کیا اور پھر باتھ روم سے نکل کر کمرے میں موجود آرام کرسی پر نیم دراز ہو گئی۔ اس نے کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں پھر اسی انداز میں لیٹے لیٹے اسے نیند آ گئی۔ نجانے وہ کتنی دیر تک سوتی رہی کہ اچانک دروازہ کھلنے کی آواز سن کر وہ بیدار ہو گئی۔

"اوہ آپ آرام کر رہی تھیں' سوری آپ کو ڈسٹرب کیا۔ میں نے سوچا تھا کہ آپ سے چند باتیں ہو جائیں"۔ ——— کمرے میں داخل ہونے والے عبدالناصر نے کہا۔ مادام کے تعاون پر آمادہ ہو جانے کے بعد وہ مسلسل اس سے مہذب انداز میں مخاطب ہو رہا تھا۔

"بیٹھو"۔ ——— مادام نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور عبدالناصر اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سامان کا کیا ہوا، میں جلد از جلد یہ کام مکمل کر دینا چاہتی ہوں" ——— مادام نے کہا۔

"میں نے فہرست بھجوا دی ہے جلد ہی سامان آجائے گا۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ پاکیشیا کی کونسی لیبارٹری سے متعلق ہیں" ——— عبدالناصر نے بے تکلفانہ لہجے میں پوچھا۔

"کسی سے نہیں، میں نے اپنی ذاتی لیبارٹری بنائی ہوئی ہے اور میں صرف وہیں کام کرتی ہوں۔ میرا حکومت یا اس کے آدمیوں سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔ میں کسی کا رعب یا نخرہ برداشت ہی نہیں کر سکتی" ——— مادام تاؤ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عبدالناصر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ کے دوستوں میں تو وہاں کے اعلیٰ حکام وغیرہ یقیناً ہوں گے" ——— عبدالناصر نے کہا۔

"میں محل سے نکلتی ہی نہیں، صرف اپ لینڈ کی ایک بیگم رضا ہے وہ بھی میری طرح جراثیموں کی سائنسدان ہے۔ ہارڈنگ یونیورسٹی میں میری کلاس فیلو بھی رہی ہے۔ صرف وہی پاکیشیا مجھ سے ملنے آجاتی ہے یا کبھی کبھار میں اس سے ملنے اپ لینڈ چلی جاتی ہوں۔ پورا قصبہ شاہران میری ذاتی ملکیت ہے، مجھے کسی چیز کی فکر ہی نہیں اور میں نے اپنے محل میں ایسے اقدامات کئے ہوئے ہیں کہ کوئی اجنبی وہاں کسی صورت داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ صرف میرے ملازم وہاں رہتے ہیں اور بس" ——— مادام تاؤ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جب آپ ڈاکٹر زیدان کی لیبارٹری سے نکل کر واپس پاکیشیا گئی تھیں تو آپ نے اس لیبارٹری کے بارے میں وہاں کے اعلیٰ حکام کو تو بتایا ہوگا" ——— عبدالناصر نے کہا۔

"مجھے کیا ضرورت تھی کسی کو یہ بتانے کی اور میں واپس بیگم رضا کی وجہ سے گئی تھی، وہ بزدل عورت ہے اسے اپ لینڈ روانہ کرتے ہی میں انتقام لینے واپس سوڈان پہنچ گئی۔ وہاں ڈاکٹر زیدان کی قسمت اچھی تھی کہ لیبارٹری خالی تھی ورنہ میں اسے گولیوں سے اڑا دیتی۔ وہاں سے ابو نجد کا کارڈ ملا، میں نے سوڈان میں ایک آدمی صالح کو اپنا باڈی گارڈ بنایا تھا۔ اس نے بتایا کہ ایک ابو نجد مصر میں بلیک سٹار کا مالک ہے چنانچہ میں وہاں سے ابو نجد کے پاس پہنچ گئی" ——— مادام تاؤ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مادام تاؤ، جس مرکب پر آپ نے نشان لگایا ہے اگر آپ کی ذاتی لیبارٹری میں موجود ہے تو آپ مجھے تفصیلات بتا دیجئے ہمارے آدمی وہاں سے جا کر لے آئیں گے اس طرح کام جلدی ہو جائے گا" ——— عبدالناصر نے کہا۔

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لیبارٹری میں ایسے حفاظتی انتظامات ہیں کہ سوائے میری ذات کے وہاں کبھی بھی داخل نہیں ہو سکتی۔ جو بھی وہاں داخل ہونے کی کوشش کرے گا فوراً جل کر راکھ ہو جائے گا حتیٰ کہ بیگم رضا کی بڑی خواہش رہی ہے کہ وہ میری لیبارٹری دیکھے لیکن وہ بھی اندر داخل نہیں ہو سکتی۔ وہاں ایسے ایسے مرکبات ہیں کہ اگر ان میں سے ایک مرکب بھی باہر آجائے تو پوری دنیا پر قیامت ٹوٹ پڑے۔ یہ تو میں تنہائی پسند ہوں ورنہ اگر میں اپنی ریسرچ کو اوپن کر دوں تو دنیا میرے نام کو پوجنا شروع کر دے" ——— مادام تاؤ نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آخر لیبارٹری میں کوئی نہ کوئی آپ کو اسسٹ تو کرتا ہی ہوگا" ——— عبدالناصر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں بالکل اکیلی کام کرتی ہوں۔ مجھے کسی اسسٹنٹ کی آج تک ضرورت

ہی محسوس نہیں ہوئی :" ——— مادام تاؤ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو پھر یہ مرکب کیسے ملے گا۔ میں نے معلوم کر لیا ہے، یہ مرکب تو قابل حصول نہیں ہے :" ——— عبدالناصر نے کہا۔

" میرا بھی یہی خیال تھا۔ یہ صرف مادام تاؤ ہی بنا سکتی ہے۔ دس کروڑ ڈالر خرچ ہوئے تھے اس مرکب کو تیار کرنے میں۔ بہرحال ایسا ہے کہ میں وہاں جا کر اپنی ذاتی لیبارٹری میں کام کر کے اس رکاوٹ کو دور کرنے کا فارمولا تمہیں یہاں بھجوا دیتی ہوں۔ اب جب میں نے وعدہ کر لیا ہے تو پھر کام تو کرنا ہی ہے :" ——— مادام تاؤ نے کہا۔

" نہیں ——— آپ نے کام یہیں کرنا ہوگا :" ——— عبدالناصر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

" تو ٹھیک ہے۔ میں جا کر وہ مرکب لے آتی ہوں۔ اس کے سوا دوسری تو کوئی صورت نہیں ہے :" ——— مادام تاؤ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ایک صورت ہو سکتی ہے کہ میرے آدمی آپ کے ساتھ جائیں، اور آپ مرکب لے کر ان آدمیوں کے ساتھ واپس آ جائیں :" ——— عبدالناصر نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

" ہے تو یہ مادام تاؤ کی بے عزتی کہ مادام تاؤ نے جب وعدہ کر لیا ہو تو اس پر اعتماد نہ کیا جائے لیکن بہرحال اب چونکہ میں نے وعدہ کر لیا ہے اس لئے میں اپنے اصول کے تحت مجبور ہو گئی ہوں۔ میرا شروع سے یہ اصول رہا ہے کہ میں جو بات کہہ دوں اسے ہر صورت میں پورا کرتی ہوں۔ ٹھیک ہے بھیج دو آدمی :" ——— مادام تاؤ نے کہا۔

" یہاں سے سپیشل چارٹرڈ جہاز پاکیشیا جائے گا۔ میرے چار آدمی آپ کے ساتھ جائیں گے۔ آپ وہ مرکب لے کر فوراً واپس ایئر پورٹ آئیں گی اور وہاں سے جہاز آپ کو یہاں لے آئے گا :" ——— عبدالناصر نے کہا۔

" مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مجھے تو بس اس مرکب کی تھوڑی سی مقدار چاہیے :" ——— مادام تاؤ نے بے نیازی سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" پھر آپ ناراض نہ ہوں گی کہ یہاں سے آپ کو بیہوش کر کے لے جایا جائے، یہ ہمارا اصول ہے :" ——— عبدالناصر نے کہا اور اسی لمحے اس نے جیب سے رومال نکالا اور پھرتی سے مادام کی ناک پر لگا دیا۔ مادام نے احتجاجاً ہاتھ اٹھانا چاہا لیکن چند سیکنڈ میں اس کے ذہن پر تاریکی نے قبضہ کر لیا۔ پھر جب اس کا ذہن روشن ہوا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہ ایک چلتی ہوئی کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کی دونوں سائیڈوں پر دو مقامی غنڈے بیٹھے ہوئے تھے۔ فرنٹ سیٹ اور ڈرائیونگ سیٹ پر بھی دو مقامی آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ کار کے شیشے بلیک تھے ان سے باہر کا منظر نظر نہ آ رہا تھا۔

" آپ کو ہوش آ گیا مادام تاؤ :" ——— فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے مڑ کر مقامی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" میں کہاں ہوں اور تم کون ہو :" ——— مادام نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" آپ پاکیشیا میں ہیں اور کار شاہران قصبے کی طرف جا رہی ہے۔ آپ کو بیہوش کر کے ایک خصوصی ذریعے سے مصر سے پاکیشیا لایا گیا اور یہاں ہمارے

ذمے یہ ڈیوٹی لگائی گئی ہے کہ ہم آپ کو شاہران قصبے میں لے جائیں اور وہاں سے جب آپ کوئی چیز لے لیں تو آپ کو واپس لے جا کر ان لوگوں کے حوالے کر دیں جو آپ کو لے آئے ہیں۔ وہ لوگ ہماری نگرانی کر رہے ہیں اور آپ کے جسم میں ایسا آلہ فٹ کر دیا گیا ہے کہ آپ اگر ان لوگوں کے خلاف کوئی بات سوچیں گی یا وہ کام نہ کریں گی جو آپ کے ذمے لگایا گیا ہے تو آپ کو فوری ہلاک کر دیا جائے گا اور ہمیں بھی یہی حکم ہے کہ اگر آپ کوئی غلط حرکت کریں تو آپ کو فوراً گولی سے اڑا دیا جائے۔" ——— اس نوجوان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم تو پاکیشیائی لگ رہے ہو!" ——— مادام نے کہا۔

"ہاں میں یہیں کا رہنے والا ہوں۔ ہمیں بھاری معاوضے پر یہ کام دیا گیا ہے۔ وہ لوگ کسی وجہ سے سامنے نہیں آنا چاہتے۔" ——— اس نوجوان نے جواب دیا۔

"جب میں ویسے ہی کام کرنے کے لئے تیار تھی تو پھر فضول یہ سارا چکر چلایا گیا، تمہارا کیا نام ہے!" ——— مادام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ٹونی ہے۔" ——— اس نوجوان نے جواب دیا اور مادام نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"قصبہ شاہران آگیا ہے، اب کہاں جانا ہے!" ——— یکلخت ڈرائیور نے پوچھا۔

"تم یہ کالے شیشے ہٹاؤ تو میں بتاؤں کہ میرا محل کس طرف ہے!" ——— مادام تاؤ نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور ڈرائیور نے ایک بٹن دبا دیا تو کالے شیشے غائب ہو گئے اور اب باہر کا منظر نظر آنے لگ گیا۔ مادام

نے دیکھا کہ وہ واقعی شاہران قصبے کی طرف جانے والی سڑک پر تھی چنانچہ اس نے اپنے محل کو جانے والے راستے کی نشاندہی شروع کر دی، اور تھوڑی دیر بعد کار اس کے محل کے اس حصے تک پہنچ گئی جہاں سے مادام محل سے اندر جاتی تھی۔

"آؤ میرے ساتھ!" ——— مادام نے کہا اور سوائے ڈرائیور کے وہ تینوں نیچے اتر آئے۔ مادام انہیں ساتھ لیتے ہوئے محل کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ تینوں بڑے چوکنے انداز میں اس کے پیچھے چل رہے تھے لیکن مادام انتہائی اطمینان سے چلتی ہوئی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ راہداری کا اختتام ایک بند دروازے پر ہوا۔ مادام نے مڑ کر ایک نظر ان تینوں کی طرف دیکھا اور پھر دروازے کی سائیڈ میں لگے ہوئے سوئچ پینل پر موجود ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی یکلخت چھت سے سرخ رنگ کی روشنی سی نکل کر اس کے عقب میں کھڑے ان تینوں پر پڑی جبکہ مادام بٹن دباتے ہی تیزی سے دروازے کے ساتھ چمٹ گئی تھی۔ روشنی پڑتے ہی وہ تینوں اس طرح فرش پر ڈھیر ہو گئے جیسے اچانک ان کے جسموں سے جان نکل گئی ہو۔ روشنی پلک جھپکنے میں غائب ہو گئی تو مادام تاؤ نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے ایک اور بٹن دبایا تو دروازہ کھل گیا۔ مادام اب اکیلی اندر چلی گئی۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ اس کے عقب میں دروازہ خود بخود کھل گیا۔ مادام نے اندر موجود سوئچ پینل پر ایک بٹن دبایا تو کمرے کا فرش کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب اس کی حرکت رکی تو ایک کھلا ہوا دروازہ سامنے آگیا۔ مادام اس دروازے سے گزر کر ایک اور راہداری میں آگئی۔ اس راہداری کا اختتام ایک

بند دروازے پر ہوا اور مادام اس کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔ بڑے سے کمرے کے چاروں طرف دیواروں کے ساتھ عجیب وغریب مشینیں نصب تھیں۔ مادام ایک مشین کی طرف بڑھی۔ اس نے اس مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ مشین میں یکلخت زندگی کی لہر سی پیدا ہوئی اور اس پر موجود مختلف رنگوں کے چھوٹے بڑے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ مادام نے ایک اور بٹن دبایا تو مشین کا سامنے والا حصہ کھلا، اندر ایک لوہے کی کرسی جس کے پایوں کے نیچے پہیے لگے ہوئے تھے کسی ٹرالی کی طرح چلتی ہوئی مشین سے باہر آ گئی۔ کرسی کے ساتھ مختلف رنگوں کی بے شمار تاریں منسلک تھیں، مادام اس کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گئی اور اس نے کرسی کے بازو پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے کرسی واپس مشین کے اندر پہنچ گئی اور مشین کا سامنے والا حصہ بند ہو گیا۔ اب مادام کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا تھا۔ مشین میں سے تیز گونج کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی مادام کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر سیاہ رنگ کا غلاف تیزی سے چڑھتا جا رہا ہو۔ چند لمحوں بعد اس غلاف نے اس کے ذہن کو پوری طرح ڈھک لیا اور مادام کے تمام حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔ پھر اس کے احساسات دوبارہ جاگنے لگے اور ذہن پر چھایا ہوا غلاف بھی اسی رفتار سے سرکتا جا رہا تھا۔ چند لمحوں بعد مادام پوری طرح ہوش آ گیا اور اس کے ساتھ ہی مشین کا سامنے والا حصہ کھلا اور کرسی مادام کو ساتھ لئے ٹرالی کے سے انداز میں چلتی ہوئی باہر آ گئی۔ کرسی کے رکتے ہی مادام ایک طویل سانس لے کر اٹھی۔ اس نے کرسی کو واپس دھکیل دیا۔ کرسی مشین کے اندر جا کر غائب ہو گئی اور مشین کا سامنے کا حصہ

خود بخود بند ہو گیا۔ مادام نے اب مشین کے دوسرے مختلف بٹن پریس کر دیئے۔ مشین پر موجود تاریک سکرین روشن ہو گئی اور ایک جھماکے سے اس کرسی پر بیٹھی ہوئی مادام کا منظر ابھر آیا۔ اس کے ساتھ ہی مادام کی گردن کی عقبی سائیڈ پر سرخ رنگ کا گول دائرہ سا دکھائی دینے لگا۔ پھر اس دائرے کے اندر روشنی کا فلیش سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی سکرین دوبارہ تاریک ہو گئی۔

"ہونہہ تو یہ لوگ سچ کہہ رہے تھے کہ میرے جسم میں نگرانی کے لئے کوئی مخصوص آلہ فٹ کیا گیا تھا لیکن انہیں معلوم نہیں ہے کہ میرا نام مادام تاؤ ہے، مادام تاؤ ۔۔۔ ہونہہ نانسنس"۔۔۔۔ مادام نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور مشین آف کر کے کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اب اس کے چہرے پر وحشت نمایاں تھی جیسے انتہائی شدید غصے میں ہو۔

عمران اپنے فلیٹ میں آرام کرسی پر نیم دراز ایک سائنسی میگزین کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی لیکن عمران نے اس کی طرف توجہ ہی نہ کی۔ دوسری بار گھنٹی بجی تو سلیمان تیزی سے کمرے میں داخل ہوا اور اس نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"سلیمان بول رہا ہوں۔" ـــــ سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ عمران بدستور رسالہ پڑھنے میں مصروف رہا۔

"مادام تاؤ ـــ یہ کیسا نام ہے۔ پھر تو آپ کے صاحب کا نام غصہ ہوگا بہرحال عمران صاحب . . . ." ـــــ سلیمان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا لیکن عمران اس کی بات سن کر چونک پڑا کیونکہ اس نے مادام تاؤ کا نام سن لیا تھا اور مادام تاؤ نے چونکہ آج سے پہلے کبھی فلیٹ پر فون نہ کیا تھا اس لئے عمران چونکا تھا کہ کوئی خاص بات ہی ہو گئی ہوگی۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر سلیمان کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔ سلیمان منہ بناتا ہوا

خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"کبھی تو وہ دن آ ہی جائے گا جب میں اپنے باورچی سلیمان کا غصہ بن سکوں گا۔ مادام تاؤ کا صاحب غصہ۔" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یو شٹ اپ ـــ آئندہ ایسی بات نہ کرنا۔ میں نے تمہارے متعلق سب کچھ ذہن سے جھٹک دیا ہے' سمجھے۔" ـــــ دوسری طرف سے مادام تاؤ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے تم تو خود غصہ بیگم بن رہی ہو تو پھر مجھے اپنا نام علی عمران تاؤ رکھنا پڑے گا۔ ویسے ایک بات ہے اس مسئلے پر میں کسی بھاؤ تاؤ کا قائل نہیں ہوں۔ بس جو بھاؤ تم چاہو میں اسی بھاؤ پر تاؤ بن سکتا ہوں لیکن یہ کم بخت محاورے کے خلاف ہو گیا۔ محاورہ تو ہے تاؤ کھانا اور اس کے لئے تو تمہیں کسی آدم خور قبیلے میں جانا پڑے گا یا پھر میرے باورچی آغا سلیمان پاشا کی خدمات حاصل کرنی پڑیں گی جس نے نجانے کس حکیم سے دانت مضبوط کرنے کا نسخہ حاصل کر رکھا ہے کہ دانت چھریوں سے بھی تیز بنا رکھے ہیں۔ باقی ہم جیسے شریف آدمیوں کے دانت تو بس دکھانے کے ہوتے ہیں چاہے ان پر پالش کر کے لوگوں کو دکھائے جائیں کہ صاحب کیا موتیوں جیسے دانت ہیں۔ ان چمکدار دانتوں کی وجہ سے مسکراہٹ بھی چمکیلی لگتی تھی یا پھر ڈینٹسٹ کو دکھائے جاتے ہیں کہ وہ ان پر مشق ناز کر کے اپنا بینک بیلنس بڑھا سکے۔" ـــــ عمران کی زبان پوری رفتار سے چل پڑی۔

"میں تم پر اور تمہارے باورچی دونوں پر لعنت بھیجتی ہوں۔ میں نے تمہیں اس لئے فون کیا تھا کہ لوگا لو تنظیم پاکیشیا کے خلاف جو منصوبہ بنائے ہوئے ہے وہ تمہیں بتا دوں کیونکہ تم نے کہا تھا کہ تم کسی سپیشل ایجنسی سے متعلق ہو

لیکن تمہاری بکواس بتا رہی ہے کہ تم پاگل خانے سے ہی متعلق ہو سکتے ہو' نانسنس"۔۔۔۔۔ مادام تاؤ نے بری طرح جھلائے ہوئے لہجے میں چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" بوگا نو تنظیم کا منصوبہ اور مادام تاؤ کے پاس ۔ کیا اب اس نے نشہ کرنا شروع کر دیا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ریسیور رکھ دیا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں فوراً ہی یہ خیال آیا تھا کہ اس نے مادام تاؤ کے سامنے تو کبھی بوگا نو کا نام ہی نہیں لیا اور مادام تاؤ نے ڈاکٹر زیدان کی لیبارٹری میں جانے اور وہاں سے واپس آنے کی جو تفصیلات سنائی تھیں اس میں بھی کہیں بوگا نو کا نام نہ آیا تھا تو پھر مادام تاؤ کو بوگا نو کے بارے میں کیسے علم ہو گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔ اس نے تیزی سے ریسیور اٹھایا اور مادام تاؤ کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" سیکرٹری ٹو مادام تاؤ"۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی دی۔

" مادام سے بات کراؤ' میں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" یس سر"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔ عمران چونکہ مادام تاؤ کی نفسیات سے اچھی طرح واقف ہو گیا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے علی عمران کا نام لیا تو وہ تاؤ کھاتی ہوئی مادام اس سے بات کرنے سے بھی انکار کر دے گی اس لئے اس نے پرنس آف ڈھمپ کا نام لیا تھا۔ اس لئے نام کی وجہ سے اسے یقین تھا کہ مادام تاؤ بات کرنے پر آمادہ ہو جائے گی۔

" یس مادام تاؤ سپیکنگ"۔۔۔۔۔ مادام تاؤ کی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں حیرت کی جھلکیاں تھیں اور عمران مسکرا دیا۔

" پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ"۔۔۔۔۔ عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

" ڈھمپ ۔ یہ کیا بلا ہے اور تمہاری آواز اور لہجہ بھی مجھے آشنا سا لگتا ہے"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے مادام تاؤ کے لہجے میں اور زیادہ حیرت جھلک رہی تھی۔

" شکریہ ۔ تم نے آشنائی کا اعتراف تو کر لیا' ویسے ہمارے معاشرے میں کسی عورت کی آشنائی کو اخلاقی لحاظ سے انتہائی برا سمجھا جاتا ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم انتہائی باکردار خاتون ہو اس لئے میں اس آشنائی کو اچھے معنوں میں لے رہا ہوں' کبھی نہ کبھی تو آشنائی روشنائی میں بدل جائے گی اور یہ روشنائی نکاح نامے کے کالم پُر کر ہی دے گی جو میری قسمت کی طرح خالی پڑا ہوا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" تم ۔ تم عمران' ہونہہ تو تم نے مجھے غلط نام بتایا ہے' صرف مجھ سے بات کرنے کے لئے"۔۔۔۔۔ مادام تاؤ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" میں نے صرف یہ بتانے کے لئے تمہیں فون کیا ہے کہ تم ایک باکردار خاتون ہو اور میرے خیال میں موجودہ دور میں یہ کسی خاتون کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی توقع کے عین مطابق مادام تاؤ بے اختیار ہنس پڑی۔

" وہ تو میں ہوں' صرف تمہارے کہنے سے تو نہیں بن گئی"۔۔۔۔۔ مادام تاؤ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میری کیا جرأت ہے کہ کسی کو کچھ بتا سکوں' میں تو آج تک کسی کو بیگم نہیں بنا سکا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ـــ تم پھر بکواس پر اُتر آئے۔ جب میں نے کہہ دیا کہ میں اس معاملے کو ہمیشہ کے لئے دفن کر چکی ہوں تو تم پھر بار بار یہ ذکر کیوں چھیڑ دیتے ہو" ——— مادام تاؤ نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام تمہارے والدین نے بالکل درست رکھا ہے۔ بس ہر بات پر تاؤ کھانا شروع کر دیتی ہو لیکن ایک بات بتاؤ کہ کیا اس بوگا نو نے تمہارے محل پر حملہ کیا ہے" ——— عمران نے کہا۔

"ارے نہیں ـــ اس کی کیا جرأت کہ میرے محل پر حملہ کرے۔ میں خود گئی تھی اس ڈاکٹر زیدان سے انتقام لینے کے لئے' اس نے میری عزت پر بُری نظریں ڈالی تھیں، میں اسے کیسے معاف کر سکتی تھی لیکن وہاں جا کر میرے سامنے پاکیشیا اور اکران کے خلاف ایک منصوبہ آ گیا اور حقیقت یہ ہے کہ مجھے اپنا ذاتی انتقام بھول گیا اور میں وہ منصوبہ لے کر اس عبدالناصر کو چکر دے کر واپس آ گئی" ——— مادام تاؤ نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا تو عمران کی آنکھیں حیرت سے حقیقتاً کانوں تک پھیلتی چلی گئیں۔

"تو تم دوبارہ گئی تھیں' اوہ" ——— عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ـــ کیوں نہ جاتی ۔ ۔ ۔ ۔" ——— مادام تاؤ نے چہک کر جواب دیا۔

"اوکے میں خود تمہارے پاس آ رہا ہوں' پھر تفصیل سے باتیں ہوں گی" ——— عمران نے جلدی سے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور سلیمان

کو فلیٹ کا دروازہ بند کرنے کا کہہ کر وہ فلیٹ سے باہر آیا اور بجلی کی سی تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا گیراج کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ مادام تاؤ کے سامنے اس کے محل میں موجود تھا۔

"ہاں' اب بتاؤ تم دوبارہ کہاں گئی تھیں" ——— عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور مادام تاؤ نے سوڈان جانے سے لے کر یہاں واپس آنے تک پوری تفصیل بتا دی اور عمران حیرت سے آنکھیں پھاڑے یہ ساری تفصیل سنتا رہا۔

"اوہ تم نے وہ کاغذ کیوں پھاڑ دیئے۔ وہ تو ہمارے لئے انتہائی اہم تھے انہیں کسی طرح ساتھ لے آنا تھا" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہ میں ساتھ لے آئی ہوں اپنے ذہن میں محفوظ کر کے' میں ان کا ایک لفظ بھی نہیں بھولی۔ مجھے خطرہ تھا کہ اگر انہوں نے یہ کاغذ چیک کر لئے تو وہ میری طرف سے مشکوک ہو جائیں گے اور تم دیکھو کہ میری احتیاط کام آ گئی جو لوگ میری گردن میں آلہ فٹ کر سکتے ہیں وہ یہ کاغذ نہ چیک کر سکتے تھے۔" مادام تاؤ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم نے کمال کر دیا مادام تاؤ' تم نے تو اپنی حیرت انگیز کارکردگی سے بڑے سے بڑے سیکرٹ ایجنٹ کو بھی مات کر دیا ـــ ویری گڈ" ——— عمران نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا اور مادام تاؤ کا چہرہ مسرت سے جگمگا اٹھا۔ عمران واقعی مادام تاؤ کی اس ذہانت سے بے حد متاثر ہوا تھا کہ اس نے اس مرکب کا چکر چلا کر اپنے صحیح سلامت واپس آنے کی راہ ہموار کر دی۔

"تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے۔ اس نانسنس عبدالناصر نے مجھ سے باقاعدہ یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ کہیں میرا کوئی تعلق حکومت یا حکومت کے کسی آدمی سے تو نہیں مگر میں نے اسے یہی جتایا کہ میں تو کسی کو جانتی تک نہیں"۔ ——— مادام تاؤ نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"بہرحال وہ منصوبہ کیا ہے' اس کی تفصیل بتاؤ"۔ ——— عمران نے کہا۔

"میں ابھی تمہارے سامنے رکھ دیتی ہوں اور یقین کرو ایک حرف بھی تبدیل نہ ہوگا"۔ ——— مادام تاؤ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔ عمران ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہا۔ اس کے ذہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ چند لمحوں بعد مادام کاغذ اور قلم لئے واپس آئی اور اس نے عمران کے سامنے بیٹھ کر کاغذ پر لکھنا شروع کر دیا۔ عمران خاموش بیٹھا رہا کیونکہ وہ اس کی توجہ ختم نہ کرنا چاہتا تھا۔ مادام تاؤ مسلسل لکھتی رہی۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل لکھنے کے بعد اس نے سر اٹھایا اور پھر ایک طویل سانس لے کر اس نے قلم بند کیا اور کاغذ عمران کی طرف بڑھا دیئے۔ عمران نے انہیں پڑھنا شروع کر دیا' جیسے جیسے وہ انہیں پڑھتا جا رہا تھا اس کے چہرے کا رنگ بدلتا جا رہا تھا۔

"بہت خوب' تم واقعی ایک ذہین اور محب وطن خاتون ہو مادام تاؤ۔ یہ منصوبہ یہاں تک پہنچا کر تم نے پاکیشیا کی واقعی خدمت کی ہے۔ اب تم بے فکر رہو' سپیشل ایجنسی کا چیف خود ہی اس تنظیم کا خاتمہ کرنے کے اقدام کرے گا"۔ ——— عمران نے کاغذ تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"تمہارا باس کیسے بھیجے گا وہاں!" ——— مادام نے کہا۔

"یہ تو مجھے معلوم نہیں' بہرحال جو بھی جائے گا اس تنظیم کا خاتمہ اب ضروری ہو گیا ہے"۔ ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میری طرف سے اپنے باس کو کہہ دینا کہ اگر وہ ضرورت سمجھے تو میں اس کے آدمیوں کی رہنمائی کر سکتی ہوں"۔ ——— مادام نے کہا۔

"تم جس حد تک رہنمائی کر سکتی ہو اس حد تک اس کے آدمی آسانی سے پہنچ جائیں گے' میرا مطلب ہے ابوبنجد تک ——— ہاں اگر تم ان آدمیوں کو نہ مار ڈالتیں جو تمہیں کار میں ساتھ لے آئے تھے تو ان کے ذریعے کچھ معلومات مل جاتیں"۔ ——— عمران نے کہا۔

"وہ مجھے راستے میں دھمکیاں دے رہے تھے اس لئے انہیں تو بہرحال مرنا ہی تھا۔ تین کو میں نے یہاں اندر ریڈ ریز سے ہلاک کر دیا اور چوتھے ڈرائیور کو اس کار سمیت اڑا دیا"۔ ——— مادام تاؤ نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ان کی لاشیں کہاں ہیں"۔ ——— عمران نے پوچھا۔

"میں نے انہیں برقی بھٹی میں ڈال کر جلا دیا ہے۔ اب میں اتنی احمق بھی نہیں کہ لاشیں محل سے برآمد کرا کر خود کو قانون کے شکنجے میں پھنسا لوں"۔ ——— مادام تاؤ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کار"۔ ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"اس کا جلا ہوا ڈھانچہ میرے آدمیوں نے دریا برد کر دیا ہے"۔ ——— مادام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کار کا رجسٹریشن نمبر وغیرہ"۔ ——— عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم' میں نے اس کی پرواہ ہی نہیں کی اور یہ ساری باتیں بھی صرف تمہیں بتا رہی ہوں باقی مجھے کچھ معلوم نہیں"۔ ——— مادام تاؤ نے

کہا۔

"اب میری بات غور سے سنو' یہ انتہائی خطرناک تنظیم ہے۔ ظاہر ہے جب تم واپس نہ جاؤ گی تو یہ لوگ سمجھ جائیں گے کہ تم نے ان سے دھوکہ کیا ہے اس لئے لازماً وہ تم سے انتقام لینے کی کوشش کریں گے۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے محل میں ایسے انتظامات ہیں کہ تمہاری مرضی کے بغیر کوئی اندر نہیں آ سکتا لیکن اب تم باہر نہیں جاؤ گی ورنہ کسی بھی طرف سے چلائی گئی گولی اس بات کا لحاظ نہیں کر سکتی کہ تم مادام تاؤ ہو" ——— عمران نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل پہنچ چکی تھی۔

"خیریت عمران صاحب' آپ بے حد سنجیدہ نظر آ رہے ہیں" ——— عمران کے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی بلیک زیرو نے احتراماً اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"رنجیدہ ——— ارے نہیں' مادام تاؤ لاکھ تاؤ کھانے والی ہو لیکن اس سے مل کر آدمی رنجیدہ نہیں ہو سکتا" ——— عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی سنجیدگی یکلخت اس طرح دور ہو گئی تھی جیسے چہرے سے کوئی نقاب اتر گیا ہو۔

"خیریت ہے' آج کل آپ نے مادام تاؤ سے کچھ زیادہ ہی میل ملاقات شروع کر دی ہے" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آنے والی سے بھاؤ تاؤ سیکھنا ہی پڑے گا۔ آخر کب تک آدمی اس چکر سے دور رہ سکتا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جیب سے وہ کاغذ نکال کر بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیئے جو وہ مادام تاؤ سے لے آیا تھا۔

"یہ کیا ہیں" ——— بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"آنے والی کا تازہ ترین بھاؤ ——— زیرو ون تاؤ" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کاغذ پڑھنے شروع کر دیئے جبکہ عمران نے اس دوران رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس پی۔ اے ٹو مینجر ایئر پورٹ" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"اسسٹنٹ ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس بول رہا ہوں' مینجر صاحب سے بات کراؤ" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر" ——— دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"سعید الرحمن مینجر بول رہا ہوں" ——— چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔

"آصف بول رہا ہوں اسسٹنٹ ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس" ——— عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— فرمائیے کیا خدمت کر سکتا ہوں" ——— اس بار مینجر کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"آج مصر سے ایک چارٹرڈ جہاز ایئر پورٹ پر پہنچا تھا اس کے متعلق معلومات کرنی ہیں کہ کیا وہ جہاز ابھی موجود ہے یا نہیں اور اگر نہیں ہے تو اس کے پائلٹ اور دوسرے افراد کے بارے میں ریکارڈ میں تفصیلات موجود ہوں گی' وہ تفصیلات مجھے چاہئیں۔ اٹ از آفیشل ڈیوٹی" ———

عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میری ڈیوٹی ابھی آدھا گھنٹہ پہلے شروع ہوئی ہے اس لئے مجھے معلومات حاصل کرنی ہوں گی، آپ ہولڈ کریں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور عمران نے اوکے کہہ دیا۔ دوسری طرف سے بھی رلیسیور سائیڈ پر رکھ دیا گیا۔ ملی جلی آوازیں سنائی دیتی رہیں، پھر تقریباً چار منٹ بعد منیجر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہیلو سر۔۔۔ کیا آپ لائن پر موجود ہیں"۔۔۔۔ منیجر کی آواز سنائی دی۔

"یس کیا رپورٹ ہے"۔۔۔۔ عمران نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کرتے ہوئے جواب دیا ورنہ جس طرح اس منیجر نے لائن پر موجود ہیں کے الفاظ کہے تھے عمران کا ذہن پٹڑی سے اترنے ہی لگا لیکن پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔

"سر آپ کو غلط اطلاع دی گئی ہے۔ آج تو کیا گذشتہ دو ہفتوں سے مصر کا کوئی چارٹرڈ جہاز ایئر پورٹ پر آیا ہی نہیں، میں نے مکمل اطمینان کر لیا ہے"۔۔۔۔ منیجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مصر کا نہ سہی، سوڈان کا سہی"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"جی نہیں۔۔۔ صرف ایکریمیا اور یورپ سے چارٹرڈ جہاز آتے رہتے ہیں اور گذشتہ دو دنوں سے تو سرے سے کوئی جہاز نہیں آیا"۔۔۔۔ منیجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے شکریہ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رلیسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ عبدالناصر نے مادام تاؤ کو چکر دینے کے لئے چارٹرڈ جہاز کا نام لیا تھا ورنہ اسے کسی اور طریقے سے ہی بھیجا گیا ہے"۔ عمران نے رلیسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کون عبدالناصر عمران صاحب"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تم نے یہ کاغذات پڑھ لئے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"ہاں اور اس میں تو انتہائی خوفناک منصوبہ درج ہے کہ کسی قاتل جراثیمی بم کی مدد سے یہاں بے اندازہ ہلاکت کا کھیل کھیلا جائے گا اور اس کے ساتھ ہی عوام کو یہ تاثر دیا جائے گا کہ یہ سب کچھ حکومت کی نااہلی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اس طرح عوام کو حکومت کے خلاف بھڑکا کر حکومت کا خاتمہ کر دیا جائے گا اور پھر یہاں موجود خریدے گئے سیاسی رہنماؤں کو حکومت دلائی جائے گی اور ان سے یہ کام لیا جائے گا کہ وہ پاکیشیا میں ہونے والے تمام ایسے منصوبے ختم کر دیں جن سے پاکیشیا پورے عالم اسلام میں انتہائی قوت بنتا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ کہ وہ دیگر اسلامی بلاک سے بھی علیحدہ ہو جائے پوری تفصیل ہے اس میں۔۔۔ خوفناک اور تباہ کن منصوبہ۔۔۔ مگر یہ کس نے منصوبہ بنایا ہے اور آپ کے ہاتھ کیسے لگا۔ تحریر تو نسوانی لگ رہی ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے مادام تاؤ کے فون آنے سے لے کر اس سے معلوم ہونے والی تمام باتوں کی تفصیل بتا دی۔

"اوہ تو یہ اس لوگا لو تنظیم کا منصوبہ ہے۔ حیرت ہے کہ مادام تاؤ جیسی عام عورت ان کے ہیڈ کوارٹر جا کر واپس بھی آگئی اور منصوبہ بھی لے آئی

کمال کر دیا ہے اس نے" ——— بلیک زیرو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں' اس نے واقعی ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اسے سیاسی منصوبہ بندی کی تو شاید اتنی فکر نہ ہوتی لیکن اس میں جن قاتل جراثیموں کے بم کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مادام تاؤ کو اس کے تباہ کن اثرات کا اندازہ ہوا ہے کیونکہ وہ خود جراثیموں کی ماہر بھی ہے اور انسانیت نواز بھی۔ اس کے ذہن میں فوراً ہی خیال آیا کہ یہ اس پروجیکٹ کا ذکر ہے جو ڈاکٹر زیدان تیار کر رہا ہے۔ اس سے واقعی لاکھوں افراد کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے اور اب اس منصوبے کے سامنے آنے کے بعد یہ بات حتمی طور پر سامنے آگئی کہ یہ ٹوگانو تنظیم اسرائیل کی سرپرستی میں ہی کام کر رہی ہے۔ اسرائیل نے اس بار بالکل ہی علیحدہ چکر چلایا کہ اس نے تنظیم کو نہ صرف خفیہ رکھا بلکہ تمام تر مقامی لوگوں کو اس میں رکھا تاکہ اس کا کوئی تعلق ہی سامنے نہ آئے لیکن اس منصوبے کی تفصیلات بتا رہی ہیں کہ یہ منصوبہ یہودیوں کا ہے اور نہ صرف مصر اور سوڈان بلکہ تمام اسلامی ملکوں کو کنٹرول کرنا چاہتے ہیں جس طرح اس فائل میں پاکیشیا' اور ایران کے خلاف تفصیلی منصوبہ تھا اس طرح نجانے اور کتنے اسلامی ملکوں کے خلاف انہوں نے پیشگی منصوبہ بندی کر رکھی ہوگی اور یقیناً وہ اپنے مشن میں کامیاب بھی ہو جاتے لیکن شاید قدرت کو ایسا منظور نہ تھا کہ ان کے اس بنیادی پروجیکٹ میں ایسی رکاوٹ پیدا ہو گئی جو ان سے دور نہ ہو سکی اور پھر قدرت نے ہی انہیں مادام تاؤ کا راستہ دکھا دیا۔ آگے مادام تاؤ جس ذہن کی عورت ہے وہ دوبارہ وہاں جا دھمکی اور اس طرح یہ منصوبہ سامنے آگیا"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ تو اسے شاید بھول چکے تھے" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں' اس منصوبے کے سامنے آنے سے پہلے ہمارے لئے کوئی براہ راست مقصد ہی اس تنظیم کے خلاف کام کرنے کا نہ تھا لیکن اب اس تنظیم کا خاتمہ ضروری ہو گیا ہے۔ تم ایسا کرو صفدر' تنویر' کیپٹن شکیل اور جولیا کو دوبارہ تیار ہونے کا حکم دے دو اور اس کے ساتھ ہی صدیقی اور نعمانی کی ڈیوٹی قصبہ شاہران میں لگا دو' مجھے یقین ہے کہ ناکامی کی رپورٹ ملتے ہی اس عبدالناصر نے مادام تاؤ کو ہلاک کرنے کی کوشش ضرور کرنی ہے اور ہو سکتا ہے اس کے لئے وہ یہاں کے کسی مقامی گروپ سے رابطہ کریں کیونکہ مادام تاؤ کو محل میں لے آنے اور لے جانے کے لئے بھی کوئی مقامی گروپ ہی سامنے آیا ہے۔ اگر مادام تاؤ ان کا مکمل خاتمہ نہ کر دیتی تو ان کا پتہ چل سکتا تھا۔ بہرحال ہماری واپسی تک مادام تاؤ کی حفاظت ضروری ہے"۔ ——— عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھے ابو نجد نے چونک کر میز پر رکھے ہوئے فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ابو نجد بول رہا ہوں"۔ ——— ابو نجد نے نرم لہجے میں کہا۔

"سلام بول رہا ہوں باس"۔ ——— دوسری طرف سے اس کے خاص آدمی سلام کی آواز سنائی دی۔

"اوہ یس سلام' کیا رپورٹ ہے اس مادام تاؤ کے متعلق۔ واپس پہنچ گئی ہے وہ"۔ ——— ابو نجد نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں باس بلکہ اس نے دھوکہ کیا ہے اور میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ آپ اجازت دیں تو میں خود پاکیشیا جا کر اس عورت کو اغوا کر لاؤں"۔ ——— سلام نے تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"آخر ہوا کیا ہے' جو تم اس قدر غصے میں بات کر رہے ہو"۔ ——— ابو نجد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوری باس' دراصل مجھے جو رپورٹ ملی ہے اس سے مجھے اس عورت کی دھوکہ دہی پر غصہ آیا ہے۔ آپ کے حکم کے مطابق اس عورت کو بیہوشی کے عالم میں چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کافرستان بھیجا گیا۔ وہاں سے اسے خفیہ طور پر پاکیشیا سمگل کر دیا گیا جہاں سے ایک مقامی گروپ نے جس سے ساری پلاننگ طے ہو چکی تھی۔ اس کو کار میں بٹھا کر اس کی رہائش گاہ کی طرف لے گئے چونکہ آپ نے بتایا تھا کہ یہ عورت ہم سے مکمل تعاون پر آمادہ ہے اس لئے اسے راستے میں ہوش میں لایا گیا لیکن اب جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق وہ مقامی آدمی جو اس عورت کے ساتھ گئے تھے غائب ہو چکے ہیں اور باوجود بے پناہ تلاش کے ان کا پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ انہیں البتہ پاکیشیا کے دارالحکومت سے شاہران قصبے کی طرف جاتے دیکھا گیا تھا۔ مقامی گروپ کا انچارج انہیں تلاش کرنے کے لئے اس قصبے میں گیا تو اسے معلوم ہوا کہ اس عورت کا نام مادام تاؤ ہے۔ ہم نے اسے نام نہیں بتایا تھا اور مادام تاؤ کسی محل میں رہتی ہے اور یہ سارا قصبہ اس کی ملکیت ہے۔ اس نے یہ تصدیق بھی کر لی کہ مادام تاؤ اپنے محل میں موجود ہے۔ وہ ابھی اس محل میں جانے کا پلان ہی بنا رہا تھا کہ اس نے پاکیشیا کے ایک انتہائی خطرناک آدمی علی عمران کو اس محل کی طرف جاتے دیکھ لیا اور اسے دیکھتے ہی وہ فوراً واپس آ گیا۔ اس نے بتایا ہے کہ یہ علی عمران پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا لڑکا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے بھی کام کرتا رہتا ہے اور انتہائی خطرناک ترین آدمی ہے۔ اگر اسے شک پڑ گیا کہ وہ گروپ اس مادام تاؤ کے چکر میں ملوث ہے تو وہ اس پورے گروپ کا خاتمہ کر دے گا چنانچہ اس گروپ کے انچارج نے یہ رپورٹ دیتے ہوئے معذرت کر لی ہے کہ وہ اب

مزید اس سلسلے میں کوئی کام نہیں کر سکتا بلکہ وہ اس بات سے شدید خوفزدہ ہے کہ اگر اس عمران کو ان آدمیوں کی وجہ سے جو یقیناً اس مادام تاؤ کے محل میں قید ہیں' اس کا پتہ چل گیا تو وہ اس کا خاتمہ کر دے گا چنانچہ وہ اپنی جان بچانے کے لئے فوری طور پر کافرستان پہنچ گیا ہے اور اس نے وہیں سے رپورٹ بھجوائی ہے''۔ ——— سلام نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ مادام تاؤ نے دھوکہ کیا ہے۔ وہ پروجیکٹ پر کام نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن پھنس گئی تھی اس لئے اس نے چکر چلا کر اپنی واپسی کا سکوپ بنا لیا۔ بہرحال ٹھیک ہے میں ہیڈ کوارٹر بات کرتا ہوں۔ وہ پھر جس طرح حکم دیں گے تمہیں ہدایات دے دوں گا''۔ ——— ابو بنجد نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور اس نے ایک سائیڈ پر موجود الماری کھولی' اور اس میں سے ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا اور پھر اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی پھر اس نے ایک بٹن دبا دیا۔

''ہیلو ہیلو ابو بنجد کالنگ ہیڈ کوارٹر' اوور''۔ ——— بٹن دبا کر ابو بنجد نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔

''یس ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو' اوور''۔ ——— چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بھرائی ہوئی سی آواز نکلی۔

''چیف باس سے بات کرائیں' اوور''۔ ——— ابو بنجد نے کہا۔

''یس چیف باس اٹنڈنگ یو' اوور''۔ ——— چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

''چیف باس میں ابو بنجد بول رہا ہوں ۔ مادام تاؤ کے بارے میں رپورٹ دینی تھی' اوور''۔ ——— ابو بنجد نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس کیا رپورٹ ہے' اوور''۔ ——— چیف باس نے پوچھا اور جواب میں ابو بنجد نے سلام سے ملنے والی رپورٹ تفصیل سے دوہرا دی۔

''ہونہہ' اس کا مطلب ہے کہ اس نے صرف اپنی جان بچانے کے لئے یہ چکر چلایا تھا۔ ٹھیک ہے' اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ مسئلہ ایسا ہے کہ اسے زبردستی بھی اس بات پر آمادہ نہیں کیا جا سکتا اور ویسے بھی مجھے مین سیکشن سے جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق یہ عورت انتہائی غیر متوازن ذہن کی مالک ہے۔ بہرحال چھوڑو اس قصے کو ڈاکٹر زیدان کے کہنے پر مشرقی جرمنی کے ایک سائنسدان کو ہینڈل کر لیا گیا ہے۔ وہ چند روز میں یہاں پہنچنے والا ہے۔ اس کی مدد سے پروجیکٹ مکمل ہو جائے گا' اوور''۔ ——— چیف باس نے کہا۔

''یس باس۔ لیکن سلام نے جو رپورٹ دی ہے اس کے مطابق وہ علی عمران جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور انتہائی خطرناک آدمی سمجھا جاتا ہے ـــ وہ مادام تاؤ سے ملنے گیا تھا کہیں مادام تاؤ اس سروس کو ہمارے پیچھے نہ لگا دے' اوور''۔ ——— ابو بنجد نے کہا۔

''اس عورت کو کسی چیز کا کوئی علم ہی نہیں ہے' زیادہ سے زیادہ وہ تمہیں جانتی ہے اور تم اپنی حفاظت آسانی سے کر سکتے ہو۔ ویسے بھی ایک عام سے سائنسی پروجیکٹ کے پیچھے اتنی دور سے سیکرٹ سروس نے آ کر کیا کرنا ہے۔ اس کے باوجود کسی بھی امکانی خطرے کے پیش نظر تم اپنے طور پر تمام ضروری اقدامات کر لو۔ وہ اگر آئے بھی سہی تو لامحالہ تمہارا ہی سہارا لیں گے' اوور''۔ ——— چیف باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے باس' آپ بے فکر رہیں۔ اول تو وہ آئیں گے نہیں اور

اگر آ گئے تو مصر ہی ان کا قبرستان بنے گا‘ اوور“ ——— ابو نجد نے کہا۔

اور دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کے الفاظ سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر اسے اٹھا کر اس نے الماری میں رکھا اور دوبارہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے رسیور اٹھا لیا۔

”یس باس“ ——— رسیور اٹھاتے ہی اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”سلام سے بات کراؤ“ ——— ابو نجد نے اسی طرح نرم لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چار پانچ منٹ کے وقفے کے بعد ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور ابو نجد نے رسیور اٹھا لیا۔

”یس“ ——— ابو نجد نے کہا۔

”سلام لائن پر ہے باس“ ——— دوسری طرف سے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو‘ سلام بول رہا ہوں باس“ ——— چند لمحوں بعد ہی سلام کی آواز سنائی دی۔

”سلام میری ہیڈ کوارٹر بات ہو گئی ہے۔ چیف باس نے کہا ہے کہ اب اس سلسلے میں مزید کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ البتہ چیف باس نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ کہیں وہ علی عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس ڈاکٹر زیدان کی لیبارٹری ٹریس کرنے یہاں نہ آئے چنانچہ ہم پوری طرح ہوشیار رہیں کیونکہ وہ عورت میرا نام اور ہوٹل کے بارے میں ہی جانتی ہے۔ باقی اسے کسی بات کا علم نہیں ہے۔ اس لئے لامحالہ یہ لوگ مجھ تک پہنچنے کی کوشش کریں گے چنانچہ اب تم اپنے پورے گروپ کو الرٹ کرا دو۔ اگر یہ

لوگ یہاں آئیں تو میں مصر کو ان کا قبرستان بنتا دیکھنا چاہتا ہوں“ ——— ابو نجد نے کہا۔

”یس باس‘ آپ بے فکر رہیں‘ وہ لوگ آپ تک پہنچ ہی نہ سکیں گے“ ——— دوسری طرف سے سلام نے کہا اور ابو نجد نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ وہ سلام اور اس کے گروپ کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ اسے یقین تھا کہ یہ لوگ چاہے کتنے ہی خطرناک ہوں سلام اور اس کے گروپ کے لئے آسان شکار ہی ثابت ہوں گے۔

ٹیکسی قاہرہ کے عظیم الشان فائیو سٹار ہوٹل رین بو کے مرکزی گیٹ کے سامنے جا کر رکی تو عمران اور اس کے ساتھی ٹیکسی سے نیچے اُتر آئے۔ عمران کے ساتھ جولیا، صفدر اور تنویر تھے۔ جولیا ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر تھی جب کہ عمران، صفدر اور تنویر کے ساتھ عقبی سیٹ پر تھا۔ عمران نے کرایہ ادا کیا۔ اسی لمحے دو باوردی پورٹرز نے آگے بڑھ کر ان کے بیگ اٹھائے اور عمران اور اس کے ساتھی ان کے پیچھے چلتے ہوئے ہوٹل کے ہال میں داخل ہو گئے۔ ہال بے حد وسیع اور انتہائی شاندار انداز میں سجا ہوا تھا لیکن اس کی سجاوٹ میں مصر کا مقامی رنگ نمایاں تھا۔ عمران کا پروگرام کیپٹن شکیل کو بھی ساتھ لے آنے کا تھا لیکن عین روانگی کے وقت کیپٹن شکیل کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی تو عمران نے اسے آرام کرنے کا کہا۔ گو کیپٹن شکیل بضد تھا کہ اس حالت میں بھی وہ ساتھ جائے گا لیکن عمران چونکہ جانتا تھا کہ ابو نجد کا گروپ خاصا طاقتور ہو گا کیونکہ انہوں نے مادام تاؤ کو مصر سے پاکیشیا جس طرح بیہوشی کے دوران پہنچایا یا اُدھر

پیچھے اپنا کوئی کلیو بھی نہیں چھوڑا تھا اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ یہ گروپ خاصا طاقتور اور فعال ہے۔ اس لئے عمران نہ چاہتا تھا کہ کیپٹن شکیل کی بیماری کی وجہ سے کوئی مسئلہ بن جائے چنانچہ اس نے اسے تسلی دے کر وہیں ٹھہرا دیا کہ جیسے ہی ضرورت پڑے گی اسے کال کر لیا جائے گا۔ چونکہ ان کے کمرے پہلے سے ریزرو تھے اس لئے چند لمحوں بعد ہی وہ اپنے کمروں میں پہنچ گئے اور پھر سامان رکھنے کے بعد وہ سب عمران کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے۔

"تم نے مشن کی کیا لائن آف ایکشن بنائی ہے" ——— جولیا نے بیٹھتے ہی پوچھا۔

"جب قدرت ہی لائن نہ بنائے تو میرے بنانے سے کیا ہوتا ہے"۔ عمران نے بڑے مایوس سے لہجے میں کہا۔

"قدرت نے لائن نہیں بنائی — کیا مطلب" ——— جولیا کے ساتھ ساتھ صفدر اور تنویر بھی عمران کی بات اور اس کا لہجہ سن کر چونک پڑے تھے۔ ویسے انہیں ایکسٹو نے صرف اتنا بتایا تھا کہ انہوں نے مصر میں اسرائیل کی سرپرستی میں کام کرنے والی مقامی تنظیم ابو گانو کے خلاف کام کرنے جانا ہے لیکن اس کے علاوہ انہیں کسی تفصیل کا کوئی علم نہ تھا۔ گو راستے میں صفدر نے عمران سے تفصیلات پوچھنے کی بے حد کوشش کی تھی لیکن عمران نے اسے پلّو نہ پکڑایا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں اکٹھے ہوتے ہی جولیا نے سب سے پہلے یہی بات کی تھی۔

"پامسٹ تو یہی کہتے ہیں کہ میرے ہاتھ میں شادی کی لائن ہی نہیں ہے اب ظاہر ہے ہاتھوں پر لائنیں قدرت ہی بناتی ہے" ——— عمران نے اسی طرح مایوسی بھرے لہجے میں کہا اور جولیا اور تنویر دونوں کے بے اختیار ہونٹ

پہنچ گئے جبکہ صفدر مسکرا دیا۔

"گولی مارو پامسٹوں کو۔ میں نے تم سے شادی کی لائن تو نہیں پوچھی۔" —— جولیا نے بھناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ارے ارے پامسٹ بھی صاحب علم ہوتے ہیں اور انتہائی معزز افراد اب یہ بات دوسری ہے کہ وہ اپنے علم سے مجھ بیچارے کے ہاتھ میں لکیر نہیں بنا سکتے لیکن صرف اس قصور کی بنا پر انہیں گولی مار دینا انتہائی زیادتی ہے۔" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا تم ہمیں یہاں اس لئے لے آئے ہو کہ ہم بیٹھے تمہاری یہی بکواس سنتے رہیں۔" —— تنویر جو اب تک خاموش بیٹھا منہ بنا رہا تھا آخر نہ رہ سکا تو بول پڑا۔

" تم کھڑے ہو کر بھی یہ بات سن سکتے ہو' میری طرف سے پوری اجازت ہے۔" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں تم صفدر کو سناتے رہو یہ بکواس۔" —— تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ یکلخت دروازے پر دستک ہوئی اور تنویر بے اختیار ٹھٹک کر رک گیا۔ جولیا اور صفدر کے ساتھ ساتھ عمران بھی چونک پڑا تھا۔

" دروازہ کھلا ہے۔" —— عمران نے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور ایک انتہائی حسین اور نوجوان مصری لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس کے جسم پر لباس تقریباً نہ ہونے کے برابر تھا۔

" میں آپ کو ڈسٹرب کرنے کی معافی چاہتی ہوں۔" —— لڑکی نے اندر آ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے نہیں محترمہ' آپ جیسی خوبصورت ڈسٹربنس کا کم از کم میں تو برا نہیں منا سکتا البتہ یہ ڈسٹربنس ذرا جلدی ہو گئی ہے کیونکہ اس خوبصورت ڈسٹربنس کو ڈسٹرب کرنے والے یہاں موجود ہیں۔ اگر آپ کچھ دیر بعد تشریف لاتیں تو بہتر تھا۔ اس دوران یقیناً یہاں پہلے سے موجود ڈسٹربنس دور ہو چکی ہوتی اور میں اکیلا آپ جیسی خوبصورت ڈسٹربنس سے بغیر کسی ڈسٹربنس سے محظوظ ہو سکتا۔" عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی سے بھی زیادہ تیز چل رہی تھی اور لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی جبکہ تنویر اور صفدر نے تو صرف ہونٹ بھینچے تھے' البتہ جولیا کا چہرہ غصے کی شدت سے تمتا اٹھا تھا۔

"آپ بے حد دلچسپ باتیں کرتے ہیں مسٹر۔" —— لڑکی نے بڑے دلآویز لہجے میں کہا۔

" پہلے تم بکو تو سہی کہ تم کون ہو اور کیوں آئی ہو۔" —— یکلخت جولیا نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

" میرا نام صوفیہ ہے اور میں امیر سلام کا پیغام لے کر آئی ہوں کہ امیر آپ حضرات سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔" —— لڑکی نے جولیا کی بات کا برا منائے بغیر مسکراتے ہوئے کہا۔

" امیر سلام کو مجھ غریب کی طرف سے وعلیکم السلام کہہ دیجئے گا۔ پردیس میں غریب یہی کچھ دے سکتا ہے۔" —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور لڑکی ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" امیر سلام مصر کے بہت بڑے رئیس ہیں۔ ان کا بچپن چونکہ پاکیشیا میں گزرا ہے اس لئے وہ پاکیشیا اور اس کے رہنے والوں کو بے حد پسند کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی کوئی پاکیشیائی مصر میں آتا ہے چاہے وہ کسی بھی حیثیت کا ہو

امیر سلام اس کی دعوت بھی کرتے ہیں اور ان سے ملاقات بھی کرتے ہیں۔ آپ چونکہ پاکیشیا سے آئے ہیں اس لئے میں امیر سلام کی طرف سے دعوت لے کر حاضر ہوئی ہوں۔" ——— صوفیہ نے اس بار پوری وضاحت سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ ملاقات وہ کہاں کرنا چاہتے ہیں۔" ——— عمران نے پوچھا۔

"اپنے محل میں ——— نیچے ان کی خصوصی کار موجود ہے۔ وہ آپ کے منتظر ہیں۔" صوفیہ نے کہا۔

"سوری ہم فی الحال فارغ نہیں ہیں۔ جب فراغت ملے گی تو سوچیں گے آپ جا سکتی ہیں۔" ——— جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں مس جولیانا' اب اتنی بھی کیا بے مروتی' جب ہم یہاں آئے ہی سیاحت کی غرض سے ہیں تو امیر سلام کی دعوت کھانے اور ان سے ملاقات میں کیا حرج ہے ——— آؤ مجھے ویسے بھی بھوک لگی ہوئی تھی' چلو ایک وقت کے کھانے کا خرچہ ہی بچ جائے گا۔" ——— عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور جولیا کے ہونٹ مزید بھینچ گئے۔

"شکریہ مسٹر۔" ——— صوفیہ نے کہا۔

"علی عمران ——— اور یہ ہیں صفدر اور یہ جناب تنویر اور یہ ہیں مس جولیانا فٹز واٹر۔" ——— عمران نے باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔ چونکہ ان کے کاغذات بھی اصل تھے اور انہی ناموں سے ہی انہوں نے کمرے بک کرائے تھے اس لئے عمران نے اصل نام ہی بتائے تھے۔

"آیئے تشریف لایئے۔" ——— صوفیہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور

لہراتے ہوئے انداز میں مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ جولیا نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ عمران نے ہاتھ سے مخصوص اشارہ کیا اور جولیا خاموش ہو گئی۔ البتہ اس اشارے کے بعد اس کا تنا ہوا چہرہ یکلخت نارمل ہو گیا تھا کیونکہ اشارے کا مطلب تھا کہ یہ کام بھی ان کے مشن کا حصہ ہے اس لئے شاید وہ ذہنی طور پر مطمئن ہو گئی تھی اور عمران کے اس اشارے نے صفدر اور تنویر کو بھی مطمئن کر دیا تھا۔

ہوٹل کے باہر واقعی سیاہ رنگ کی ایک لمبی چوڑی جہاز نما نئے ماڈل کی کار موجود تھی اور ایک باوردی ڈرائیور بھی ساتھ ہی موجود تھا۔ انہیں آتا دیکھ کر باوردی ڈرائیور نے جلدی سے کار کا فرنٹ سیٹ والا دروازہ کھولا۔

"آپ تشریف لے جائیں' میری ڈیوٹی صرف آپ تک دعوت کا پیغام پہنچانا تھا۔" ——— صوفیہ نے مسکرا کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور جولیا سر ہلاتی ہوئی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی جبکہ عمران' صفدر اور تنویر عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ ڈرائیور نے دروازہ بند کیا اور اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور قاہرہ کی سڑکوں پر اس طرح ہموار انداز میں چلنے لگی جیسے پانی بہہ رہا ہو ——— کار کا سسپنشن سسٹم واقعی بے حد شاندار تھا۔ تھوڑی دیر بعد کار واقعی ایک محل نما وسیع و عریض کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گئی۔ ڈرائیور نے ہارن دینے کی بجائے کار کے اندر کوئی بٹن دبایا تو گیٹ خود بخود کھلتا گیا اور ڈرائیور کار اندر لے گیا۔ پورچ میں کار کے رکتے ہی وہ سب خود ہی نیچے اتر آئے۔ کوٹھی واقعی انتہائی شاندار اور خوبصورت تھی۔ اس میں قدیم اور جدید تعمیر کا ملا جلا عکس نمایاں تھا۔

"میرا نام ہاشم ہے اور میں جناب امیر سلام کا خدمت گار ہوں اور ان

کی طرف سے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں"۔ ——— ایک مصری نے جس کے جسم پر انتہائی قیمتی لباس تھا آگے بڑھ کر ان کے سامنے رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

"واہ کیا خوبصورت ملازمت ہے کہ آنے والوں کو خوش آمدید اور جانے والوں کو خدا حافظ کہا اور تنخواہ جیب میں ـــ مجھے تو امیر سلام سے زیادہ آپ خوش قسمت لگتے ہیں ہاشم صاحب"۔ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاشم مسکرا دیا۔

"شکریہ، تشریف لائیے"۔ ——— ہاشم نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ انہیں ساتھ لئے ایک بڑے کمرے میں آگیا جسے سٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ فرش پر انتہائی دبیز ایرانی قالین بچھا ہوا تھا۔ قیمتی صوفے اور میزیں موجود تھیں۔

"تشریف رکھیں امیر ابھی تشریف لا رہے ہیں"۔ ——— ہاشم نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ دوسرے لمحے صوفیہ کی طرح ایک نوجوان اور تقریباً نیم عریاں مصری لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک نفیس منقش ٹرے تھی جس میں چار خوبصورت گلاس موجود تھے۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک ایک گلاس ٹرے سے اٹھا کر ان چاروں کے سامنے رکھا۔

"یہ شربت دلبہار ہے"۔ ——— لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا خوبصورت نام ہے، میٹھا بھی اور دل بہار بھی، آپ کے والدین واقعی انتہائی خوش ذوق واقع ہوئے ہوں گے مس شربت دلبہار صاحبہ"۔ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

"میں نے شربت کا نام بتایا ہے، میرا نام عارفہ ہے"۔ ——— لڑکی

نے بڑے دلبرانہ لہجے میں کہا اور پھر خالی ٹرے لئے دروازے سے باہر نکل گئی۔

"کیا یہ ضروری ہے کہ تم ہر لڑکی سے مذاق کرو"۔ ——— جولیا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"ابھی میرے جملہ حقوق محفوظ نہیں ہوئے، جب ہو گئے تب مجبوری ہو گی"۔ ——— عمران نے گلاس اٹھاتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا۔ تو جولیا نے بے اختیار منہ دوسری طرف کر لیا جبکہ صفدر صرف مسکرا دیا، البتہ تنویر کے ہونٹ ایک بار پھر بھنچ سے گئے لیکن وہ بولا نہیں۔ شربت واقعی انتہائی لذیذ تھا اس لئے چند لمحوں میں انہوں نے اپنے گلاس خالی کر لئے۔ اور اسی لمحے دروازے کا پردہ ہٹا اور ایک لمبے قد اور ٹھوس جسم کا مصری اندر داخل ہوا۔ اس نے بھی تھری پیس سوٹ پہن رکھا تھا البتہ اس سوٹ کے اوپر ایک لمبا سا چوغہ تھا جس پر سنہرے رنگ کے بیل بوٹے نظر آ رہے تھے۔

"السلام علیکم ـــ ہمیں سلام کہتے ہیں"۔ ——— آنے والے نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔

"کون کہتے ہیں"۔ ——— عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں پوچھا البتہ وہ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

اور امیر سلام عمران کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا تھا۔

"تو آپ کا نام علی عمران ہے۔ مجھے صوفیہ نے فون پر آپ کی خوش مزاجی کے بارے میں تفصیل سے بتایا ہے۔ آپ کے دوسرے ساتھیوں نے تعارف نہیں کرایا"۔ ——— امیر سلام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام صفدر ہے اور یہ تنویر ہیں اور یہ ہماری ساتھی مس جولیانا فٹز واٹر، ہم سب کا تعلق پاکیشیا سے ہے اور ہم یہاں سیاحت کی غرض سے آئے ہیں۔" ——— صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں اپنا اور باقی ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"تشریف رکھیے ——— صوفیہ نے آپ کو بتایا ہوگا کہ میرا چونکہ بچپن پاکیشیا میں گزرا ہے اس لئے مجھے پاکیشیا کے رہنے والوں سے دلی انس ہے لیکن مس جولیانا تو شاید سوئس ہیں۔" ——— امیر سلام نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب کے بیٹھنے کے ساتھ ہی وہ ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"میں نے طویل عرصے سے پاکیشیا کی شہریت حاصل کر لی ہے۔" ——— جولیا نے جواب دیا اور امیر سلام نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ویسے مجھے آپ حضرات سے اور خاص طور پر جناب علی عمران سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔ علی عمران صاحب شاید نہ جانتے ہوں لیکن ان کے والد سر رحمان مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔" ——— امیر سلام نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس بار عمران بھی چونک پڑا۔

"ڈیڈی آپ کو جانتے ہیں ——— وہ کیسے، وہ شاید آپ کے والد کو جانتے ہوں۔ آپ کی عمر تو میری جتنی ہے اور ڈیڈی ابھی تک مجھے بھی نہیں جانتے۔" عمران نے کہا اور امیر سلام بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ میرے والد آپ کے ڈیڈی کے گہرے دوست تھے اور ایک بار جب میں چھوٹا تھا اپنے والد صاحب کے ساتھ آپ کے والد سے ملنے گیا تھا۔ میرے والد پاکیشیا میں بزنس کرتے تھے اور پھر والد صاحب وفات پا گئے اور میں یہاں واپس چلا آیا۔ یہاں میں نے بزنس کیا اور آج اللہ

کا شکر ہے کہ مصر میں میری بھی کوئی حیثیت ہے۔ البتہ یہاں آنے کے باوجود آپ کے والد صاحب سے فون پر اکثر بات چیت ہوتی رہتی ہے۔" ——— امیر سلام نے تفصیلی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ تو میرے نام سے بھی واقف نہ تھے۔ آپ نے نام کے لئے صوفیہ کا حوالہ دیا تھا پھر آپ کو کیسے معلوم ہو گیا کہ سر رحمان میرے ڈیڈی ہیں۔ کیا پاکیشیا میں علی عمران نام کا کوئی دوسرا فرد نہیں ہو سکتا۔" ——— عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر عمران، آپ کے بچپن کی تصویر میرے پاس موجود ہے اور آپ کو دیکھتے ہی میری نظروں میں آپ کی تصویر آ گئی کیونکہ آپ کا چہرہ بالکل آپ کے بچپن کی تصویر جیسا ہے۔ معصوم اور بھولا بھالا سا، اس لئے میں نے آپ کو پہچان لیا تھا۔ اگر آپ چاہیں تو میں یہ تصویر آپ کو دکھا سکتا ہوں۔" ——— امیر سلام نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے آہستہ سے تالی بجائی تو وہی عارفہ نام کی لڑکی جس نے انہیں شربت لا دیا تھا فوراً ہی اندر داخل ہوئی اور رکوع کے بل جھک گئی۔

"منیجر جابر سے کہو کہ میرا پرسنل البم یہاں لے آئے۔" ——— امیر سلام نے بڑے تحکمانہ لہجے میں اس لڑکی سے کہا اور لڑکی سر ہلاتی ہوئی مڑ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

"آپ یہاں سیاحت کی غرض سے آئے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میرے آدمی آپ کو یہاں کی سیاحت کرائیں۔ یقین کیجئے آپ لوگ صحیح معنوں میں اس سیاحت کا لطف اٹھائیں گے۔" ——— عارفہ کے باہر جاتے ہی امیر سلام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم آپ پر بوجھ نہیں بننا چاہتے"۔ ——— صفدر نے جواب دیا لیکن اس سے پہلے کہ امیر سلام اس کی بات کا جواب دیتا، اچانک چھت پر سے چٹک کی تیز آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس آواز کے ساتھ ہی اس کا ذہن بھی لیکلخت چٹخ گیا ہو۔ پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں اس کے ذہن میں ایک دھماکہ سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی تاریکی چھا گئی تھی۔ پھر جب اس کے ذہن میں روشنی پھیلی اور اس کی آنکھیں کھلیں تو پہلے تو اس کے ذہن میں امیر سلام کے اس سٹنگ روم کا ہی منظر ابھرا لیکن پھر اس کا شعور جاگ اٹھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے خود بخود ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ وہ ایک وسیع ہال نما کمرے کے ایک ستون کے ساتھ رسیوں سے بندھا کھڑا تھا۔ اس کمرے میں بارہ کے قریب ستون تھے اور جولیا، صفدر اور تنویر بھی ستونوں کے ساتھ بندھے ہوئے تھے لیکن ان تینوں کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں۔ عمران نے گردن گھما کر ادھر ادھر دیکھا۔ یہ ہال نما کمرہ خالی تھا۔ جس حد تک عمران کو نظر آ رہا تھا اس حد میں تین لوہے کے دروازے دیواروں میں موجود تھے اور تینوں بند تھے۔ عمران کو شاید اپنے مخصوص ذہنی مدافعتی نظام کی بدولت وقت سے پہلے ہی ہوش آ گیا تھا چونکہ اس کا جسم عام سی رسیوں سے باندھا گیا تھا اس لئے اس نے سب سے پہلے ان رسیوں سے آزاد ہونے کے بارے میں سوچا اور چند لمحوں بعد ہی اس کے ناخنوں میں موجود بلیڈ تیزی سے کام دکھانے میں مصروف ہو گئے اور تھوڑی دیر بعد وہ رسیوں کو کاٹ کر اس قید سے آزاد ہو چکا تھا۔ اس کے باقی ساتھی چونکہ کسی بے ہوش کر دینے والی گیس کے زیر اثر تھے اس لئے ظاہر ہے عام طریقے سے انہیں ہوش نہ آ سکتا تھا لیکن اس کے باوجود اس نے ان کی رسیاں کھولنے کا فیصلہ

کر لیا لیکن ابھی وہ صفدر کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ اسے ایک بند دروازے کی دوسری طرف کھٹکا سا سنائی دیا اور وہ تیزی سے مڑا اور پنجوں کے بل دوڑتا ہوا اس دروازے کی سائیڈ میں دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کوٹ کی جیبیں ٹٹولیں لیکن جیبیں خالی تھیں۔ اسی لمحے لوہے کا بھاری دروازہ ایک مخصوص آواز سے کھلا اور ایک آدمی جس کے ہاتھ میں ایک نیلے رنگ کی لمبی سی بوتل تھی، اندر داخل ہوا۔ اس کے کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی اور جسم پر عام غنڈوں جیسا لباس تھا۔

"ارے یہ رسیاں"۔ ——— اس آدمی نے اندر داخل ہو کر اس ستون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس سے عمران بندھا ہوا تھا لیکن اب وہ ستون خالی تھا اور رسیوں کا ڈھیر ستون کے ساتھ فرش پر پڑا ہوا تھا لیکن ابھی اس کے منہ سے اتنا فقرہ ہی نکلا تھا کہ عمران کسی عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے وہ عمران کے بازوؤں میں جکڑا ہوا تھا۔ عمران نے ایک بازو اس کی گردن کے گرد اور دوسرا بازو اس کے سینے پر اس انداز میں رکھا تھا کہ اس کا وہ ہاتھ جس میں بوتل تھی وہ بھی عمران کے ہاتھ کی گرفت میں تھا اس کے ساتھ ہی عمران نے گردن کے گرد بازو کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور اس آدمی کا جسم ایک لمحے کے لئے زور سے تڑپا مگر دوسرے لمحے اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا اور اب وہ عمران کے بازوؤں میں جھول رہا تھا۔ عمران نے اسے احتیاط سے نیچے لٹا دیا تاکہ اس کے کاندھے پر موجود مشین گن زور سے فرش سے نہ ٹکرائے، نوجوان مر چکا تھا۔ عمران کو اس کے سلسلے میں خاصی محنت کرنی پڑی تھی کیونکہ وہ لوہے کا دروازہ ابھی تک کھلا ہوا تھا اور عمران نہ جانتا تھا کہ باہر کتنے افراد ہیں۔ اس نوجوان کے ہاتھ میں بوتل دیکھتے ہی

وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو ہوش میں لانے کے لئے آیا ہے اس لئے وہ اس بوتل کو بھی فرش پر گر کر ٹوٹنے نہ دینا چاہتا تھا۔ نوجوان کو نیچے لٹا کر اس نے احتیاطاً سے اس کی مشین گن اٹھالی۔ بوتل اس کے ہاتھ سے نکال کر وہ پہلے ہی علیحدہ فرش پر رکھ چکا تھا۔ مشین گن لیتے ہی وہ تیزی سے کھلے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے باہر جھانکا تو ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کا اختتام کسی کمرے کے دروازے میں ہوتا نظر آرہا تھا' وہاں سے چند افراد کے بولنے کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ عمران مشین گن ہاتھ میں لئے راہداری کی دیوار سے لگ کر آگے بڑھتا گیا۔ کمرے کے دروازے کے قریب جا کر عمران رک گیا۔ اس نے بھڑے ہوئے دروازے کی جھری سے آنکھ لگا دی۔ کمرے میں روشنی ہو رہی تھی اور وہاں تین آدمی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے شراب پینے میں مصروف تھے۔ درمیانی میز پر ایک فون موجود تھا۔

" یہ باسط ابھی تک واپس نہیں لوٹا"۔۔۔۔۔۔ ایک آدمی نے دوسروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

" وہ لڑکی کو کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ہوش میں لانے میں مصروف ہو گا' خوبصورت لڑکیاں تو اس کی کمزوری ہیں ارسلان"۔۔۔۔۔۔ دوسرے نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

" وہ آکر رپورٹ دے تو میں باس کو فون کروں تاکہ وہ چیف باس کو لے کر یہاں آجائے"۔۔۔۔۔۔ پہلے نے کہا جس کا نام ارسلان تھا اسی لمحے عمران نے یکلخت دروازے کو دھکیلا اور گن لئے اندر داخل ہو گیا۔

" خبردار ہاتھ اٹھا لو"۔۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور وہ تینوں عمران کی آواز سن کر اس بری طرح بوکھلا کر اٹھے کہ ان میں سے دو

تو نیچے گرتے گرتے بچے۔ وہ تینوں حیرت سے اس طرح آنکھیں پھاڑے عمران کو دیکھ رہے تھے جیسے ان کی بینائی اچانک چلی گئی ہو۔ چہروں پر یقین نہ آنے والے تاثرات نمایاں تھے۔

" تم۔۔۔ تم اور یہاں"۔۔۔۔۔۔ ارسلان نے کہا۔

" یہاں تمہارے کتنے ساتھی ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

" ہم چار ہیں مگر تم کیسے یہاں آگئے' وہ باسط کہاں گیا"۔۔۔۔۔۔ ارسلان نے لاشعوری طور پر جواب تو دے دیا لیکن اس کے فقرے کا آخری حصہ بتا رہا تھا کہ وہ اب ذہنی طور پر حیرت کے اس جھٹکے کے اثر سے نکل آیا ہے۔ باقی ساتھیوں کے ہاتھ بھی تیزی سے جیب کی طرف رینگے ہی تھے کہ مشین گن کی ریٹ ریٹ کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ اس آدمی کے علاوہ باقی دونوں اس کے ساتھی اب فرش پر پڑے ذبح ہونے والے جانوروں کی طرح تڑپ رہے تھے جبکہ ارسلان بوکھلا کر پیچھے دیوار سے جا لگا تھا۔

" ہاتھ اٹھا کر دیوار کی طرف منہ کر لو ورنہ"۔۔۔۔۔۔ عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔ ارسلان بوکھلائے اور خوفزدہ انداز میں مڑا اور اس نے ہاتھ اٹھا کر دیوار پر رکھے اور دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا۔

" خبردار حرکت نہ کرنا' میں صرف تمہاری تلاشی لوں گا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا اور صرف تلاشی کا سن کر ارسلان کا تنا ہوا جسم قدرے ڈھیلا پڑ گیا۔ عمران ایک ہاتھ میں گن پکڑے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک ارسلان کی کنپٹی پر پوری قوت سے پڑا اور وہ چیختا ہوا مخالف سمت میں پہلو کے بل نیچے گرا ہی

تھا کہ عمران کی لات گھومی اور وہ ایک لمحہ تڑپ کر ساکت ہو گیا۔ عمران نے گن کاندھے سے لٹکائی اور جھک کر اسے سیدھا کر کے اس کی نبض چیک کرنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ چھوڑ کر وہ تیزی سے دوسرے دروازے کی طرف بڑھ گیا گو ارسلان نے اسے بتا دیا تھا کہ یہاں وہی چاروں ہیں یعنی تین وہ اور چوتھا وہ باسط جو انہیں ہوش دلانے آیا تھا اور اس بات کو سن کر عمران نے مشین گن استعمال کر دی تھی لیکن پھر بھی وہ احتیاطاً چیکنگ کر لینا چاہتا تھا۔ یہ ایک چھوٹی سی کوٹھی تھی اور تھوڑی دیر بعد عمران نے ساری کوٹھی چیک کر لی۔ اس میں واقعی اور کوئی موجود نہ تھا۔ عمران جیسے ہی واپس اس کمرے میں داخل ہوا جس میں دو لاشیں اور ارسلان بیہوش پڑا تھا، میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی یکلخت بج اٹھی۔ عمران نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"ارسلان سپیکنگ۔" ——— عمران نے ارسلان کی آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔ لہجہ اس نے مؤدبانہ رکھا تھا۔

"کیا بات ہے ارسلان، تم نے فون نہیں کیا حالانکہ میں نے کہا تھا کہ ان کے ہوش میں آتے ہی فون کرنا۔" ——— دوسری طرف سے انتہائی غصیلی آواز سنائی دی اور عمران اس کی آواز سنتے ہی پہچان گیا کہ دوسری طرف سے وہی امیر سلام بول رہا ہے۔

"میں آپ کو فون کرنے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آ گئی باس، وہ ہوش میں آ چکے ہیں۔" ——— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ انہیں ضربیں لگا کر دوبارہ بیہوش کر دو لیکن خیال رکھنا وہ مر نہ جائیں۔ چیف باس اہم کام کے سلسلے میں مصروف ہے۔ وہ جیسے ہی فارغ ہو گا اسی وقت ہم آ جائیں گے۔ یہ خطرناک لوگ ہیں۔ اس لئے اس دوران ان کا ہوش

میں رہنا خطرناک ہو گا۔" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اندازاً کتنی دیر کے لئے انہیں بیہوش رکھنا ہو گا باس۔" ——— عمران نے پوچھا۔

"چیف باس جس کام میں مصروف ہے وہ پتہ نہیں کب ختم ہو، بہرحال چار پانچ گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے اور ہو سکتا ہے اس سے بھی زیادہ لگ جائیں۔" دوسری طرف سے سلام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے رسیور رکھا اور پھر جھک کر اس نے ارسلان کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کے ساتھی ابھی تک ستونوں کے ساتھ بیہوشی کے عالم میں بندھے ہوئے تھے۔ عمران نے ارسلان کو ایک طرف لٹایا اور پھر فرش پر رکھی ہوئی بوتل اٹھا کر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بوتل کا ڈھکنا کھول کر باری باری تینوں کی ناک سے لگایا اور پھر ڈھکنا بند کر کے اس نے بوتل ایک طرف رکھ دی۔ چند لمحوں بعد اس کے تینوں ساتھی ایک ایک کر کے ہوش میں آئے۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے ماحول کو دیکھ رہے تھے۔

"یہ ۔ یہ ہم کہاں آ گئے ہیں۔" ——— جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"امیر سلام کی دعوت کھانے، یہ ہال اس کی دعوت گاہ ہو گا۔" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے جولیا کے جسم کے گرد موجود رسیاں کھولنا شروع کر دیں۔

"مگر امیر سلام کو یہ سارا چکر چلانے کی کیا ضرورت تھی۔" ——— صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس نے دراصل ہمیں اپنے محل میں بلا کر ہماری شناخت پریڈ کرانی ہے۔"

عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی جولیا رسیوں کی گرفت سے آزاد ہو گئی۔ اس کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیاں فرش پر ڈھیر ہو چکی تھیں۔

"تم باقی ساتھیوں کو کھولو میں ذرا اس ارسلان سے انٹرویو کر لوں"۔۔۔۔ عمران نے رسی کھینچ کر ہاتھ پر لپیٹتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اس رسی کے گچھے سے فرش پر بیہوش پڑے ہوئے ارسلان کے بازو عقب میں باندھے اور پھر اس کے پیر باندھنے میں مصروف ہو گیا۔ اس دوران صفدر اور تنویر بھی آزاد ہو گئے۔

"باہر کتنے آدمی ہیں"۔۔۔۔ تنویر نے آزاد ہوتے ہی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"آدمی تو نہیں ہیں البتہ لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ اس کے باوجود تم اور صفدر باہر جا کر نگرانی کر سکتے ہو کیونکہ زندہ آدمی کسی بھی وقت پہنچ سکتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے ارسلان کے پیر باندھنے کے بعد سیدھا کھڑا ہوتے ہوئے کہا اور صفدر اور تنویر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔

"میں بھی باہر جا رہی ہوں، یہاں مجھے گھٹن سی محسوس ہو رہی ہے"۔۔۔۔ جولیا نے بھی ان کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ گیس کے اثرات ختم ہونے کے بعد قدرتی طور پر ماحول میں گھٹن کا احساس ہوتا ہے۔

عمران نے جھک کر فرش پر پڑے ارسلان کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے بند کر دیئے تو چند لمحوں بعد ہی ارسلان کے جسم میں حرکت پیدا ہونے لگ گئی۔ جب حرکت قدرے تیز ہوئی تو عمران نے ہاتھ چھوڑے اور ایک بار پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ارسلان نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کے لئے جسم کو سمیٹا مگر

پیر بندھے ہونے کی وجہ سے اس کے صرف گھٹنے مڑ سکے، وہ اٹھ نہ سکا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے پیر اٹھا کر مخصوص انداز میں اس کی گردن پر رکھ کر اسے گھمایا تو ارسلان کے منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں اور اس کا بندھا ہوا جسم پہلے تیزی سے تڑپا اور پھر ڈھیلا پڑ گیا۔ اس کا چہرہ انتہائی تیز رفتاری سے بگڑنے لگا اور آنکھیں اوپر کو چڑھ گئیں۔ عمران نے پیر کو تھوڑا سا واپس کر دیا تو ارسلان کا چہرہ جس رفتار سے بگڑنے لگا تھا اسی رفتار سے نارمل ہونے لگ گیا۔

"سنو ارسلان، میرے پیر کی معمولی سی حرکت تمہیں زندگی کے سب سے ہولناک عذاب میں مبتلا کر دے گی۔ اس لئے شرافت سے بتا دو کہ امیر سلام نے تمہیں کیوں پکڑا ہے اور اس کا کس تنظیم سے تعلق ہے۔ میرا وعدہ کہ اگر تم نے تعاون کیا تو میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم مجھے نہیں معلوم ..... پپ پپ پانی ....."۔۔۔۔ ارسلان نے کہنا شروع ہی کیا تھا کہ عمران نے پیر کو دوبارہ گھما دیا اور ارسلان کی آواز دوبارہ خرخراہٹ میں بدل گئی۔ اس کی حالت یکلخت انتہائی خراب ہو گئی تھی۔ عمران نے پیر کو ایک بار پھر واپس گھما دیا۔

"اب اگر تم نے نہیں کا لفظ استعمال کیا تو پھر پیر واپس نہیں آئے گا"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"پپ پپ پانی دے دو، میں سب کچھ بتا دیتا ہوں، پانی دے دو"۔۔۔۔ ارسلان نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پہلے بتاؤ، پھر پانی ملے گا"۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"بب بب بتاتا ہوں، خدا کے لئے مجھے اس ہولناک عذاب سے بچا لو

میں سب کچھ بتا دیتا ہوں" ۔۔۔۔ ارسلان نے رک رک کر کہا اور عمران نے پیر اس کی گردن سے ہٹا کر فرش پر رکھ دیا۔ ارسلان تیزی سے لمبے لمبے سانس لینے لگا۔

"بولو ورنہ" ۔۔۔۔ عمران نے پیر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"بتاتا ہوں، بتاتا ہوں۔ اوہ یہ کیسی تکلیف ہے۔ مجھے ایسے محسوس ہو رہا ہے جیسے میرے جسم کی ایک ایک رگ ٹوٹ رہی ہو، بتاتا ہوں" ۔۔۔۔ ارسلان نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہاری تقریر سننے کے لئے پیر نہیں ہٹایا سمجھے، بولو ورنہ" ۔۔۔ عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

"سلام ہمارا باس ہے۔ ہمارا گروپ سلام گروپ کہلاتا ہے اور ہمارا چیف باس ابو نجد ہے۔ سلام گروپ ابو نجد کے تحت کام کرتا ہے۔ باس سلام نے کئی روز سے حکم دے رکھا تھا کہ پاکیشیا سے آنے والے مسافروں کی چیکنگ کی جائے خاص طور پر وہ ایک آدمی علی عمران کو ٹریس کرنا چاہتا تھا، پھر تم لوگ ایئرپورٹ پر پہنچے۔ چیکنگ پر تم میں سے ایک آدمی کا نام علی عمران ظاہر ہوا۔ تمہارا تعاقب کیا گیا اور تم ہوٹل ریان لو پہنچ گئے۔ باس سلام کو اطلاع دی گئی تو اس نے کہا کہ جن لوگوں کی اسے تلاش ہے وہ کبھی اپنے اصل نام سے نہیں آ سکتے اس لئے تمہاری چیکنگ ضروری ہے چنانچہ باس نے تمہیں رہائش گاہ پر بلایا۔ جب اس کی تسلی ہو گئی کہ تم واقعی وہی لوگ ہو تو تمہیں بیہوش کر کے یہاں بھجوا دیا گیا۔ باس چاہتا تھا کہ پہلے چیف باس کو بلا کر اس کی تسلی کرا دے کہ اس نے واقعی درست آدمی پکڑے ہیں پھر تم لوگوں کو ہلاک کیا جائے۔ اس لئے تمہیں بیہوش رکھا گیا۔ پھر باس

کا فون آیا کہ تمہیں ہوش میں لایا جائے اور جب تمہیں ہوش آ جائے تو اسے فون پر اطلاع دی جائے تا کہ وہ چیف باس کو ساتھ لے کر یہاں پہنچ جائے۔ چنانچہ باسط کو تمہیں ہوش میں لانے کے لئے بھیجا گیا لیکن پھر نجانے کیا ہوا کہ تم اچانک وہاں آ گئے" ۔۔۔۔ ارسلان اس طرح بولتا گیا جیسے ٹیپ ریکارڈ آن ہو گیا ہو۔

"اب تمہارا باس سلام وہیں اپنی رہائش گاہ پر ہے جہاں اس نے ہمیں بلایا تھا" ۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"وہ باس کی ذاتی رہائش گاہ نہیں ہے۔ وہ ابو نجد کی رہائش گاہ ہے۔ باس نے اسے صرف تم لوگوں پر رعب ڈالنے کے لئے استعمال کیا تھا۔ باس کی رہائش گاہ تو رباط روڈ پر گروپ ہیڈ کوارٹر میں ہے" ۔۔۔۔ ارسلان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہارا باس بوگا نو تنظیم سے متعلق ہے" ۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"بوگا نو۔ وہ کونسی تنظیم ہے۔ میں تو یہ نام تمہاری زبان سے پہلی بار سن رہا ہوں" ۔۔۔۔ ارسلان نے چونک کر کہا تو عمران سمجھ گیا کہ اسے واقعی معلوم نہیں ہے۔

"رباط روڈ پر یہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور اس کا فون نمبر" ۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"سرخ رنگ کی عمارت ہے تھرٹی ون رباط روڈ پر" ۔۔۔۔ ارسلان نے جواب دیا اور ساتھ ہی فون نمبر بھی بتا دیا۔

"او کے تم نے چونکہ تعاون کیا ہے اس لئے میں تمہیں زندہ چھوڑ

رہا ہوں لیکن تم اسی طرح بندھے رہو گے۔ اگر اپنے آپ کو کھول سکے تو زندہ بچ جاؤ گے ورنہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔" ——— عمران نے سرد لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف مڑنے لگا۔

" خدا کے لئے ' خدا کے لئے میں تڑپ تڑپ کر مر جاؤں گا ' خدا کے لئے مجھے آزاد کر دو۔" ——— ارسلان نے یکلخت گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" سوری ' میں نے صرف زندہ چھوڑنے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ میں پورا کر رہا ہوں۔" ——— عمران نے سرد لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف مڑا اور چند لمحوں بعد وہ راہداری کو کراس کرتا ہوا اس کمرے میں آ گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ عمران نے میز پر رکھا ہوا رسیور اٹھایا اور تیزی سے ارسلان کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" یس ہیڈ کوارٹر۔" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی دی۔

" ارسلان بول رہا ہوں ' باس سے بات کراؤ۔" ——— عمران نے ارسلان کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" اوکے ہولڈ آن کرو۔" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد سلام کی آواز سنائی دی۔

" کیا بات ہے ارسلان ' کیوں فون کیا ہے۔" ——— سلام کی تیز آواز سنائی دی۔

" باس ان میں سے ایک آدمی نے بیہوش ہونے سے پہلے کہا ہے کہ اس کا تعلق بوگا نو تنظیم سے ہے اور اگر ہم نے انہیں کچھ کہا تو بوگا نو تنظیم کا قہر ہم پر ٹوٹ پڑے گا۔ باس یہ بوگا نو تنظیم کونسی تنظیم ہے۔" ——— عمران نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ بکواس کر رہا ہے۔ بوگا نو تنظیم کے خاتمہ کے لئے تو یہ لوگ آئے ہیں۔ یہ بوگا نو تنظیم کے آدمی کیسے ہو سکتے ہیں۔ تم انہیں مسلسل بیہوش رکھو اب میں چیف باس کے ساتھ صبح کو ہی آؤں گا۔ تمہاری طرف اور پوری طرح محتاط رہنا۔" سلام نے تیز لہجے میں کہا۔

" مگر باس بوگا نو تنظیم کونسی تنظیم ہے میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں۔" ——— عمران نے انتہائی حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

" تم اپنے کام سے کام رکھو۔" ——— دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" تنویر اندر جو آدمی موجود ہے اسے آف کر دو۔ میں نے اس لئے اسے زندہ چھوڑ دیا تھا کہ ایک تو میں نے اس سے وعدہ کیا تھا دوسرا میں اس کی دی ہوئی معلومات کو چیک کرنا چاہتا تھا۔ وہ جس طرح بندھا ہوا ہے وہ کبھی اپنے آپ کو نہ کھول سکے گا اور تڑپ تڑپ کر مر جائے گا۔ آزاد ہم اسے کر نہیں سکتے ورنہ وہ ہمارے متعلق سب کچھ بتا دے گا۔" ——— عمران نے کہا اور تنویر سر ہلاتا ہوا تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

" یہ امیر سلام کون ہے۔" ——— صفدر نے پوچھا اور عمران نے چونک کر صفدر کی طرف دیکھا اور پھر اس نے مختصر طور پر انہیں اپنے مشن کی تفصیلات بتا دیں۔

" اوہ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا اصل ٹارگٹ بوگا نو تنظیم ہے اور یہ لوگ اس کے گروپ ہیں۔" ——— جولیا نے کہا۔

"ہاں، یہاں بوگانو کا اصل آدمی ابو نجد ہے اور یہ سلام گروپ بھی اس کے تحت ہی ہے۔ اب یا تو یہ ابو نجد ہی بوگانو کا چیف ہے یا بہرحال اسے تنظیم کے متعلق ضرور معلومات حاصل ہوں گی" ــــــ عمران نے کہا۔

"ہم اس سلام کے ذریعے ابو نجد تک پہنچ سکتے ہیں" ــــــ صفدر نے کہا۔

"نہیں ــــ ہم براہ راست بھی ابو نجد تک پہنچ سکتے ہیں۔ ارسلان نے مجھے بتایا ہے کہ جس محل میں ہمیں لے جایا گیا تھا وہ دراصل ابو نجد کی ہی رہائش گاہ ہے اور ہم پر رعب ڈالنے کے لئے وہاں لے جایا گیا تھا اور ابو نجد کسی اہم کام میں مصروف ہے اس لئے یہاں نہیں آسکتا اب وہ صبح کو آئے گا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ رات کو جب بھی فارغ ہوگا پہلے اپنی رہائش گاہ پر جائے گا اور چونکہ وہ اصل آدمی ہے اس لئے ہمیں بجائے ادھر ادھر ٹکریں مارنے کے پہلے اس پر ہی ہاتھ ڈالنا چاہیے۔ گو اس کا ایک اڈہ ہوٹل بلیک سٹار مجھے معلوم ہے لیکن اس اڈے کی نسبت ہم اسے رہائش گاہ پر آسانی سے کور کر سکتے ہیں" ــــ عمران نے تفصیلی طور پر بات کرتے ہوئے کہا۔ اس دوران تنویر بھی واپس آکر کھڑا ہو گیا تھا۔ عمران نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے مخصوص انداز میں گردن ہلا دی اور عمران سمجھ گیا کہ وہ ارسلان کا کام تمام کر آیا ہے۔

"یہاں میک اپ باکس ہوں گے، ہم نے میک اپ کر کے سیدھا اس محل میں جانا ہے" ــــــ عمران نے کہا۔

"ہاں، میں نے ایک کمرے کی الماری میں دیکھا ہے" ــــــ صفدر نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"وہ سلام بھی اب مطمئن ہوگا کہ ہم یہاں بیہوش پڑے ہیں اس لئے ہمیں

اور زیادہ آسانی ہو جائے گی" ــــــ عمران نے کہا اور جولیا نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد صفدر دو بڑے بڑے میک اپ باکس لئے واپس آیا اور عمران نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا میک کرنا شروع کر دیا۔ اب وہ ایکریمین تھے وہاں گیراج میں انہیں ایک کار بھی مل گئی اور تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی سے مخصوص اسلحہ لے کر کار میں سوار ابو نجد کے اس محل کی طرف بڑھے جا رہے تھے، جہاں انہیں مہمان بنا کر لے جایا گیا تھا۔

سفید رنگ کی کار محل کے پورچ میں رکی اور ابو نجد دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس کے چہرے سے تھکاوٹ کے آثار نمایاں تھے۔ اس وقت رات بہت ہو چکی تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ایک کمرے میں پہنچا اور پھر ایک کرسی پر اس طرح ڈھیر ہو گیا جیسے بے حد تھک گیا ہو۔ اسی لمحے ایک ملازم اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں ایک وائرلیس فون پیس تھا۔

"جناب سلام کی کال ہے"۔ ——— ملازم نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا"۔ ——— ابو نجد نے چونک کر کہا اور پھر ملازم کے ہاتھ سے فون پیس لے لیا۔

"ہیلو ابو نجد بول رہا ہوں"۔ ——— ابو نجد نے اپنے مخصوص نرم لہجے میں کہا۔

"باس، میں سلام بول رہا ہوں۔ میں سہ پہر سے آپ کی واپسی کا منتظر

تھا"۔ ——— دوسری طرف سے سلام نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"میں میٹنگ میں بری طرح پھنس گیا تھا۔ اب فارغ ہوا ہوں لیکن تم کیوں منتظر تھے، خیریت"۔ ——— ابو نجد نے کہا۔

"باس، میں نے سیکرٹ سروس کے گروپ کو اس علی عمران سمیت گرفتار کر لیا ہے"۔ ——— دوسری طرف سے سلام نے کہا اور ابو نجد چونک پڑا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے گروپ کو ——— وہ کیسے، کب آیا تھا یہ گروپ، کہاں ہے وہ"۔ ——— ابو نجد نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"باس، آپ کے حکم پر میں نے پورے قاہرہ میں اپنے گروپ کو الرٹ کر دیا تھا۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ پاکیشیا سے آنے والی فلائٹ سے ایک سوئس نژاد عورت اور تین پاکیشیائی مرد قاہرہ پہنچے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام علی عمران ہے۔ وہ ہوٹل رین بو میں ٹھہرے تھے۔ ان کے کمرے وہاں پہلے سے بک تھے۔ میں شش و پنج میں پڑ گیا کہ اگر یہ واقعی اصل آدمی ہیں تو انہیں اصل نام سے نہ آنا چاہیے تھا کیونکہ ایسے لوگ اصل ناموں سے کام نہیں کرتے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی اور علی عمران ہو۔ ہوٹل رین بو میں چونکہ کھلے عام کوئی کارروائی نہ ہو سکتی تھی اس لئے میں نے بطور امیر سلام اپنی ایک عورت کو بھیج کر انہیں دعوت دی اور انہیں آپ کے محل میں لایا گیا کیونکہ یہاں ایسے انتظامات موجود ہیں کہ اگر یہ اصل آدمی ہوں تو ان پر فوری قابو پایا جا سکتا تھا۔ بہرحال یہاں میں بطور امیر سلام ان سے ملا اور پھر میں نے باتوں ہی باتوں میں معلوم کر لیا کہ علی عمران اصلی ہے۔ میں نے جان بوجھ کر اس کے والد کا نام لیا تاکہ اصل بات سامنے آسکے اور میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ پھر میں نے انہیں مخصوص گیس فائر سے بیہوش کرایا اور اپنے خفیہ اڈے پر بھجوا دیا۔ اب

مجھے آپ کا انتظار تھا تاکہ آپ بھی ان سے بات چیت کر کے تسلی کر لیں کہ واقعی یہ اصل گروپ ہے لیکن آپ میٹنگ میں مصروف تھے چنانچہ میں نے آپ کے مینجر سے کہہ دیا تھا کہ جیسے ہی آپ آئیں مجھے اطلاع دی جائے۔ اب یہ لوگ خفیہ اڈے پر بیہوش موجود ہیں۔ اگر آپ فوری طور پر ان سے ملنا چاہیں تو میں کار لے کر آجاؤں آپ کے پاس"۔ ——— سلام نے کہا۔

"فی الحال تو میں بے حد تھکا ہوا ہوں۔ اگر تم چاہو تو بے شک انہیں ہلاک کر دو یا اگر چاہو تو پھر صبح تک انتظار کر لو تب میں جا کر ان سے گفتگو کر لوں گا"۔ ——— ابو نجد نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس، صبح تک انتظار کیا جا سکتا ہے۔ میں نے اپنے آدمی کو بھی صبح کا کہہ دیا تھا تاکہ انہیں مسلسل بیہوش رکھا جائے کیونکہ آپ کی میٹنگ جس طرح طویل ہو گئی تھی اس سے میں نے بھی اندازہ لگایا تھا کہ آپ شاید رات گئے تک فارغ ہی نہ ہوں"۔ ——— سلام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے انہیں بیہوش رکھو، یہ سیکرٹ سروس کے لوگ انتہائی خطرناک ہوتے ہیں، صبح میں ان سے ضرور ملوں گا"۔ ——— ابو نجد نے کہا اور بٹن دبا کر اس نے رابطہ آف کیا اور فون پیس ایک طرف مؤدبانہ انداز میں کھڑے ملازم کی طرف بڑھا دیا اور ملازم کے جانے کے بعد کافی دیر تک آنکھیں بند کئے کرسی پر بیٹھا رہا پھر ایک طویل سانس لے کر اٹھا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا کمرے سے باہر راہداری میں آگیا۔ یہاں ایک ملازم موجود تھا۔

"میں خواب گاہ میں جا رہا ہوں، بابا ہاشم سے کہو کہ ساز لے کر میری خواب گاہ میں آجائے"۔ ——— ابو نجد نے ملازم سے کہا اور خود اسی طرح آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا عمارت کے مزید اندرونی حصے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ

ایک انتہائی خوبصورت انداز میں سجی ہوئی خواب گاہ میں پہنچ چکا تھا۔ اس نے ڈریسنگ روم میں جا کر پہلے لباس تبدیل کیا پھر نائٹ سوٹ پہن کر وہ جب ڈریسنگ روم سے باہر آیا تو ایک سفید داڑھی والا بوڑھا ہاتھ میں ایک قدیم مصری ساز اٹھائے بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

"بابا میں آج بہت تھک گیا ہوں، اس لئے تمہیں بلایا ہے کہ تم ہمیشہ میری تھکاوٹ دور کر دیتے ہو"۔ ——— ابو نجد نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور آگے بڑھ کر ایک آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ابھی دور ہو جائے گی آپ کی تھکاوٹ"۔ ——— بوڑھے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر ایک طرف قالین پر بیٹھ کر اس نے ساز کو درست کرنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد کمرے میں اس ساز کی خوبصورت دھن سنائی دینے لگی اور ابو نجد کی آنکھیں خود بخود بند ہو گئیں۔ بابا ہاشم کافی دیر تک ساز بجاتا رہا، پھر اس نے ساز بجانا بند کر دیا اور دبے قدموں دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ ابو نجد اب گہری نیند سو چکا ہے۔ اب جب وہ بیدار ہو گا تو اس کی تھکاوٹ دور ہو چکی ہو گی۔

"تم جا رہے ہو بابا ہاشم"۔ ——— اچانک ابو نجد کی آواز سنائی دی اور بابا ہاشم جو دروازے کے قریب پہنچ چکا تھا یکلخت ٹھٹک کر رک گیا۔

"آپ سوئے نہیں تھے"۔ ——— بابا ہاشم نے مڑ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں، آج نجانے کیوں مجھے نیند نہیں آئی"۔ ——— ابو نجد نے کرسی سے اٹھ کر بستر پر دراز ہوتے ہوئے کہا اور بابا ہاشم نے سر ہلاتے ہوئے

دوبارہ اپنی جگہ سنبھالی اور ایک بار پھر کمرہ اسی خوبصورت دھن سے گونج اٹھا۔ بابا ہاشم واقعی اپنے فن کا ماہر تھا۔ اس دھن کی وجہ سے کمرے میں جیسے مدہوشی کا تاثر پیدا ہوتا جا رہا تھا۔ کہ اچانک فون کی تیز گھنٹی بج اٹھی اور ابو نجد یہ آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید ناخوشگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ بابا ہاشم نے بھی ساز بجانا بند کر دیا تھا۔ ابو نجد نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"کیا آفت ٹوٹ پڑی ہے تم پر"۔۔۔۔ اس بار ابو نجد کا لہجہ انتہائی سخت اور جھنجھلایا ہوا تھا۔

"جابر بول رہا ہوں باس، محل کی عقبی طرف سے چار افراد کا گروپ محل کے اندر داخل ہوا تھا۔ یہ چاروں ایکریمی ہیں۔ ان میں سے ایک عورت اور تین مرد ہیں۔ وہ بلیو روم تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے تھے کہ چیکنگ ریز کی زد میں آ گئے چنانچہ میں نے فوری کارروائی کی اور ان چاروں کو کروم آئرن فائر سے بیہوش کر دیا ہے۔ ان چاروں کے پاس سے انتہائی خطرناک اسلحہ بھی برآمد ہوا ہے اس لئے میں نے سوچا کہ آپ ڈسٹرب تو ہوں گے لیکن یہ بہرحال ایمرجنسی مسئلہ تھا اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے۔ اب آپ جیسا حکم دیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"چار ایکریمی، ایک عورت، تین مرد اور یہاں میری رہائش گاہ میں اسلحہ سمیت، اوہ ویری بیڈ، یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں، کہاں ہیں اس وقت"۔ ابو نجد نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے انہیں زیرو روم میں کرسیوں پر جکڑ دیا ہے"۔۔۔۔ جابر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے، میں خود آ رہا ہوں۔ تم نے اچھا کیا کہ مجھے کال کر دیا۔ یہ معاملہ انتہائی خطرناک بھی ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ ابو نجد نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ بستر سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تم جاؤ بابا ہاشم، مجھے پہلے یہ اہم مسئلہ نمٹانا ہو گا"۔۔۔۔ ابو نجد نے تیز لہجے میں بابا ہاشم سے کہا اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا زیرو روم کی طرف بڑھ گیا۔

ختم شُد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ایڈونچر

بوگانو

(حصّہ دوم)

مصنف — مظہر کلیم ایم اے

ابونجد — مصر کا سب سے معروف غنڈہ ۔ اس نے اپنی قید میں آتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا —؟

کیا اس نے انہیں ہلاک کر دیا — یا —؟

ابونجد — بوگانو کا سب سے بڑا ایجنٹ — جسے بالآخر عمران کے ساتھ دوستی کرنی پڑی — کیوں —؟ کیا وہ اس کے لئے مجبور کر دیا گیا تھا — یا —؟ انتہائی حیرت انگیز سچوئشن ۔

بوگانو — جس کے انتہائی خفیہ ہیڈکوارٹر میں جب عمران اپنے ساتھیوں کی نظروں کے سامنے ہزاروں ٹنوں ریت کے نیچے دب گیا اور عمران کے ساتھی سوائے بے بسی سے ہونٹ کاٹنے کے اور کچھ بھی نہ کر سکے۔

کیا عمران کا انجام یہی ہونا تھا —؟

بوگانو — ہیڈکوارٹر کا وہ کمرہ جس میں عمران کے ساتھی موجود تھے۔ اور چھت سے گولیوں کی بارش ہو رہی تھی — کیا عمران کے سب ساتھی ان گولیوں کا شکار ہو گئے —؟

عبدالناصر — بوگانو کا پُراسرار اور طاقتور چیف — جس نے ہیڈکوارٹر میں انتہائی ماہرانہ انداز میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا باقاعدہ شکار کھیلا اور —؟

- وہ لمحہ — جب بولیا کو معلوم ہوا کہ عمران صرف مادام تاؤ کا انتقام لینے کے لئے سب کچھ کر رہا ہے تو اس کا ردعمل کیا ہوا۔ حیرت انگیز ردعمل۔

کیا عمران اور اس کے ساتھی بوگانو ہیڈکوارٹر تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے یا —؟

انتہائی تیز رفتار ایکشن

لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے ڈرامائی واقعات

عمران اور اس کے ساتھیوں کی بے پناہ جدوجہد پر مبنی ایک ایسی کہانی — جو یادگار حیثیت کی حامل ہے

ایکشن، سسپنس اور ذہنی صلاحیتوں کی مسلسل اور بھرپور جنگ انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز میں لکھا گیا ہنگامہ خیز ایڈونچر

شائع ہو گیا ہے

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز
بوگانو
مظہر کلیم ایم اے

نکالی جا سکتی، اور یہ بھی آپ کے قلم کی عظمت کا ایک ثبوت ہے البتہ ایک الجھن ضرور پیش آتی ہے کہ آپ کے ناولوں میں سیکرٹ سروس کے ممبرز عمران کے مقابلے میں زیادہ فعال ثابت نہیں ہوتے اور خاص طور پر خاور تو اب شاید گنتی کی حد تک بھی نظر نہیں آتا، حالانکہ خاور بھی سیکرٹ سروس کا ممبر ہے۔ اُمید ہے آپ اس کی وضاحت ضرور کریں گے۔"

محترم فاروق احمد پیرزادہ صاحب! خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ کسی بھی انسان کی تحریر خامیوں سے مبرا نہیں ہو سکتی۔ یہ تو ایک مسلمہ حقیقت ہے البتہ آپ نے میرے متعلق جس حُسنِ نظر سے کام لیا ہے میں اس کے لئے آپ کا بیحد مشکور ہوں۔ جہاں تک سیکرٹ سروس کے ممبران کے فعال ہونے کا تعلق ہے تو ظاہر ہے اس کا تعلق سچویشنز سے ہوتا ہے جہاں ایسی سچویشنز سامنے آتی ہیں کہ ان میں سیکرٹ سروس کے ممبرز کو کام کرنا ہوتا ہے تو وہ بھرپور انداز میں کام کرتے ہیں۔ آپ نے خاور کی عدم موجودگی کے بارے میں شکایت کی ہے حالانکہ خاور نے بے شمار کہانیوں میں خاصا کام کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ خاور، صدیقی، چوہان اور نعمانی کم گو طبیعت کے ہیں اس لئے آپ کو ان کی خاموشی کی وجہ سے ان کے وجود کا اس بھرپور انداز میں ادراک نہیں ہوتا جس انداز میں تنویر، صفدر اور دوسرے ممبرز سامنے آتے ہیں۔ امید ہے اب آپ کی الجھن دُور ہو گئی ہو گی۔

اب اجازت دیجئے۔

والسّلام

مظہر کلیم ایم، اے

درد کی ایک تیز لہر عمران کے پورے جسم میں دوڑتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی عمران کا سویا ہوا ذہن یکلخت جاگ اٹھا۔ اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور چند لمحوں تک وہ نیم خوابیدگی کے عالم میں دیکھتا رہا پھر اس کا شعور پوری طرح بیدار ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ وہ ایک بار پھر ایک بڑے سے کمرے میں لوہے کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ کرسی کے راڈز نے اس کے جسم کو جکڑ رکھا تھا کمرے کی دیواروں سے قدیم اور جدید انداز کے تشدد کے خوفناک آلات لٹکے ہوئے تھے۔ عمران نے گردن گھمائی تو ساتھ کرسیوں پر اس کے ساتھی بھی موجود تھے اور وہ بھی عمران کی طرح حیرت سے ماحول کا جائزہ لے رہے تھے پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان کوئی بات چیت ہوتی سامنے والا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا گوریلا نما آدمی اندر داخل ہوا اس کے جسم پر عام سا لباس تھا۔ اس کا چہرہ بالکل معصوم اور بھولا بھالا سا

تھا۔ اس کے پیچھے ایک نوجوان تھا جس نے ہاتھوں میں مشین گن پکڑی ہوئی تھی۔

"کون ہو تم اور یہاں میری رہائش گاہ میں کیوں داخل ہوئے تھے"۔ —— اس گوریلے نما آدمی نے بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں نرمی کے ساتھ ساتھ حیرت تھی اور اس سے میری رہائش گاہ کے الفاظ سن کر عمران سمجھ گیا کہ یہی ابو نجد ہے۔

"ہم یہاں کسی غلط ارادے سے نہیں آئے ابو نجد۔ تم سے خفیہ طور پر ملنے کا اور کوئی طریقہ نہ تھا اور تم سے ملنا بے حد ضروری تھا"۔ —— عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب —— یہ ملنے کا طریقہ ہے کہ تم خطرناک اسلحہ لے کر چوروں کی طرح یہاں داخل ہو جاؤ"۔ —— اس بار ابو نجد کے لہجے میں غصہ جھلک آیا تھا اور عمران ہنس پڑا۔

"جب انتہائی ٹاپ سیکرٹ تنظیموں کا مسئلہ ہو تو بعض اوقات ایسا کرنا پڑتا ہے"۔ —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹاپ سیکرٹ تنظیموں کا کیا مطلب"۔ —— ابو نجد اور زیادہ چونک پڑا۔

"اگر تم اپنے اس مشین گن بردار کو باہر بھجوا دو تو کھل کر بات ہو سکتی ہے۔ حوالے کے لئے اسرائیل اور لوگانو کے نام میرے خیال میں کافی رہیں گے"۔ —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ مگر ۔ ۔ ۔ ۔"۔ —— ابو نجد کا چہرہ حیرت سے بگڑنے لگ گیا تھا۔

"گھبراؤ نہیں، ہم تو فی الحال حرکت کرنے سے معذور ہیں۔ اس لئے اس مشین گن بردار کے باہر جانے کے باوجود تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا"۔ ——

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جابر تم باہر جاؤ اور دروازہ بند کر دو"۔ —— ابو نجد نے مڑ کر پیچھے کھڑے ہوئے نوجوان سے کہا اور نوجوان خاموشی سے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے سے باہر نکل گیا۔ جاتے ہوئے وہ دروازہ بند کر گیا تھا اور دروازہ بند ہونے کی آواز سے ہی عمران سمجھ گیا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔

"ہاں اب بتاؤ کیا بات ہے"۔ —— ابو نجد نے دوبارہ عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام رچرڈ ہے اور میرا اور میرے ساتھیوں کا تعلق اسرائیل کی ایک خفیہ ایجنسی سے ہے۔ ہمیں خفیہ طور پر اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا کی انتہائی خطرناک سیکرٹ سروس کا ایک گروپ علی عمران کی قیادت میں مصر پہنچا ہے اور وہ لوگانو کو ختم کرنے کی نیت سے آیا ہے۔ چونکہ اسرائیل کو ان لوگوں کی خطرناک کارکردگی کا پوری طرح احساس ہے اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہم فوری طور پر یہاں پہنچیں اور تم سے مل کر ان کے خلاف کام کریں لیکن چونکہ ہم اپنی حیثیت کو انتہائی خفیہ رکھنا چاہتے تھے اس لئے ہم نے بلیک سٹار میں تم سے ملاقات کرنے کی بجائے تمہاری رہائش گاہ میں خفیہ طور پر داخل ہونے کا پروگرام بنایا اور نتیجے میں ہم یہاں موجود ہیں"۔ —— عمران نے اس بار انتہائی سنجیدگی سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم تو ایکریمی ہو"۔ —— ابو نجد نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ایکریمی اسرائیل میں نہیں بس سکتے۔ اسرائیل کی انتہائی خفیہ ایجنسیوں میں ایکریمی بھی کام کرتے ہیں"۔ —— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اسرائیل کا لوگانو سے کیا تعلق ہے اور اسرائیل کو اس سے کیوں ہمدردی

پیدا ہو گئی ہے؟" ——— اس بار ابو نجد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جس سوال کا جواب تمہیں خود معلوم ہو وہ مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو"۔ ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ تو تم اسرائیلی ایجنٹ ہو اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمہ کے لئے یہاں آئے ہو تمہاری گفتگو کا یہی لب لباب ہے نا"۔ ——— ابو نجد نے کہا۔

"ہاں"۔ ——— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پہلی بات تو یہ سن لو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ گرفتار ہو چکا ہے۔ رہی دوسری بات کہ اسرائیل اور لوگانو کا کیا تعلق ہے تو اس کے لئے مجھے چیف باس سے بات کرنی ہو گی"۔ ——— ابو نجد نے اسی طرح نرم لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں میں وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا اور اس کے باہر جاتے ہی دروازہ بھی بند ہو گیا۔

"تو اس کا کوئی اور چیف باس ہے۔ ہمارا تو ایک ہی چیف باس قابو میں نہیں آتا۔ یہاں بچارے کتنے چیف باس قابو میں ہیں"۔ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ہمیں سب سے پہلے آزاد ہونے کی کوشش کرنی چاہیے"۔ صفدر نے کہا۔

"ان کرسیوں میں ٹانگیں بھی جکڑے جانے کا سسٹم ہے اس لئے مجبوری ہے بھائی۔ ہاتھ پیر دونوں میں سے کوئی بھی نہیں ہل سکتا"۔ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ واقعی بے بس ہوا بیٹھا تھا کیونکہ اس کے بازو کرسی کے بازوؤں پر موجود لوہے کے کڑوں اور ٹانگیں کرسی کے دونوں پایوں کے ساتھ موجود لوہے کے کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے جبکہ کرسی کے ایک بازو سے دوسرے

بازو کے درمیان بھی لوہے کے کڑے موجود تھے۔ اس طرح سوائے زبان کے اس کے جسم کا کوئی حصہ بھی حرکت نہ کر سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے اسرائیلی ایجنٹ ہونے کا چکر چلایا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ لوگانو تنظیم اسرائیل کے تحت اور اس کے مفاد میں کام کر رہی ہے۔ پہلے تو اس کا یہی خیال تھا کہ یہی ابو نجد ہی اس تنظیم کا چیف باس ہو گا لیکن اب ابو نجد نے جس طرح اسرائیل اور لوگانو تنظیم کے تعلق پر حیرت ظاہر کی تھی اور پھر اس نے چیف باس سے بات کرنے کی بات کی تھی تو اس سے اس نے دو نتیجے نکالے تھے کہ ابو نجد لوگانو تنظیم کا کوئی ادنیٰ سا رکن ہے اور اسے اصل تنظیم کے مقاصد اور اس کے ڈھانچے کا بھی علم نہیں ہے۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ابو نجد اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک آدمی تھا جس نے بید کی بنی ہوئی ایک خوبصورت سی کرسی اٹھائی ہوئی تھی ابو نجد کے ہاتھ میں ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔

"میں نے سوچا کہ تمہارے سامنے ہی بات کر لی جائے۔ ہو سکتا ہے چیف باس تم سے بھی بات کرنا چاہیے"۔ ——— ابو نجد نے اپنے مخصوص نرم لہجے میں کہا اور پھر ان کے سامنے کرسی رکھ کر وہ اطمینان سے اس پر بیٹھ گیا۔ ملازم کرسی رکھ کر واپس چلا گیا اور دروازہ بند ہو گیا۔ ابو نجد نے فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ابو نجد کالنگ ہیڈ کوارٹر۔ اوور"۔ ——— ابو نجد نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ۔ اوور"۔ ——— چند لمحوں بعد ایک بھرائی ہوئی آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔

"چیف باس سے بات کراؤ" اٹ از ایمرجنسی اوور"۔ —— ابو نجد نے کہا۔

"ہیلو چیف باس اٹنڈنگ' اوور"۔ —— چند لمحوں بعد ایک سخت سی آواز سنائی دی لیکن بولنے والے کا لہجہ مصری ہی تھا۔

"چیف باس پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ جو ایک سوئس نژاد عورت اور تین پاکیشیائی مردوں پر مشتمل قاہرہ پہنچا جسے میرے نمبر ٹو سلام نے گرفتار کر لیا ہے اور وہ اب اس کے ایک خفیہ اڈے میں بیہوش پڑے ہوئے ہیں۔ میں ایک انتہائی اہم کام میں پھنسا ہوا تھا اس لئے میں نے سوچا تھا کہ صبح جا کر پہلے ان سے گفتگو کروں گا پھر انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے گا لیکن میں اپنی خواب گاہ میں تھا کہ مجھے میری رہائش گاہ کے مینجر جابر نے اطلاع دی کہ چار ایکریمیوں پر مشتمل گروپ جس میں ایک ایکریمی عورت اور تین مرد ہیں خفیہ طور پر عقبی طرف سے محل میں داخل ہوئے ہیں انہیں گرفتار کر لیا گیا ہے اور وہ اس وقت لوہے کی خودکار کرسیوں میں جکڑے ہوئے میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان سے انتہائی خطرناک اسلحہ بھی برآمد ہوا ہے۔ میں نے ان سے بات کی ہے۔ ان میں سے ایک آدمی جو اپنا نام رچرڈ بتاتا ہے اس نے ایک عجیب بات کی ہے کہ اس گروپ کا تعلق اسرائیل کی ایک خفیہ ایجنسی سے ہے اور اسرائیل کو خفیہ اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس لوگانو کو ختم کرنے کے لئے قاہرہ پہنچی ہے اور ان کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی خطرناک تنظیم ہے۔ اس لئے وہ یہاں بھیجے گئے ہیں تاکہ ہمارے ساتھ مل کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر سکیں اب ان کے متعلق کیا حکم ہے"۔ —— ابو نجد نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کس ایجنسی سے ان کا تعلق ہے' اوور"۔ —— دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ہمارا تعلق اسرائیل کی ریڈ آرمی سے ہے"۔ —— عمران نے کہا۔

"باس وہ بتا رہا ہے کہ ان کا تعلق اسرائیل کی ریڈ آرمی سے ہے' اوور"۔ —— ابو نجد نے کہا۔

"اوکے' میں دس منٹ بعد پھر تمہیں کال کروں گا' میں اس کی تصدیق کر لوں اوور اینڈ آل"۔ —— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے دوبارہ ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ابو نجد نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"حیرت ہے —— مجھے تو خیال بھی نہ تھا کہ لوگانو کا کوئی تعلق اسرائیل سے بھی ہو سکتا ہے"۔ —— ابو نجد نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور اس کے چہرے پر نمودار ہونے والے تاثرات اور اس کا لہجہ سن کر عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ ابو نجد کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے نفرت کے تاثرات بھی اسے صاف نظر آئے تھے۔

"کیا واقعی تمہیں لوگانو کے بارے میں معلوم نہیں ہے کہ وہ دراصل یہودی تنظیم ہے"۔ —— عمران نے جان بوجھ کر بات کرتے ہوئے کہا کیونکہ چیف باس کے یہ کہنے کے بعد کہ وہ اسرائیل بات کرکے پوچھتا ہے عمران کے لئے ایک نیا خطرہ پیدا ہو چکا تھا۔ ظاہر ہے اسرائیل نے عمران کی بات کی تصدیق نہیں کرنی اس لئے اس نے لامحالہ ابو نجد کو ان کے قتل کا حکم دے دینا ہے اور وہ ان کرسیوں پر اس طرح بے بسی سے بندھے ہوئے تھے کہ کسی صورت بھی اپنا دفاع نہ کر سکتے تھے لیکن جس طرح ابو نجد کے چہرے پر اسرائیل کے خلاف نفرت کے

تاثرات ابھرے تھے۔ اس سے عمران کے ذہن میں ایک نئی پلاننگ مرتب ہونے لگ گئی تھی۔

"مجھے واقعی نہیں معلوم، کیا واقعی ایسا ہے"۔ —— ابو نجد نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا"۔ —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ابو نجد ایک جھٹکے سے اٹھا اور ٹرانسمیٹر اٹھائے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور پھر باہر چلا گیا۔

"عمران صاحب اسرائیل سے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم اسرائیل سے نہیں آئے پھر"۔ —— صفدر نے کہا۔

"پھر کیا، اس کی حماقت کی وجہ سے سب کی جانیں چلی جائیں گی اور کیا ہوگا"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم اپنی بات کرو میری فکر نہ کرو، میری جان تو سنجانے کب سے جا چکی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم مذاق کر رہے ہو، تنویر درست کہہ رہا ہے۔ انہوں نے ہمیں ایک لمحے میں بھون ڈالنا ہے"۔ —— جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بھنا ہوا گوشت زیادہ لذیذ ہوتا ہے"۔ —— عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

"عمران صاحب، آپ کا اطمینان بتا رہا ہے کہ آپ کے ذہن میں لازماً کوئی پلاننگ موجود ہے لیکن جس طرح ہمیں بے بس کر دیا گیا ہے ہم کس طرح ان لوگوں سے نمٹ سکتے ہیں"۔ —— صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جو ہاتھ پیروں سے نمٹ سکتے ہیں وہ تو واقعی بے بس ہوں گے لیکن جو

عقل سے نمٹ سکتے ہیں تو یہ سن لو کہ عقل کو کوئی نہیں باندھ سکتا۔

البتہ صرف ایک دھاگہ ایسا ہے جس سے عقل کو مکمل طور پر باندھا جا سکتا ہے اور یہ دھاگہ جو بظاہر انتہائی کچا سمجھا جاتا ہے دراصل انتہائی مضبوط ہوتا ہے"۔ —— عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"دھاگہ —— کونسا دھاگہ"۔ —— صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"شادی کا دھاگہ —— اور رشتہ کا مطلب بھی دھاگہ ہی ہوتا ہے۔ بس شادی ایک ایسا رشتہ ہے جس سے عقل ہمیشہ کے لئے بندھ جاتی ہے۔ میرا مطلب ہے شوہر کی عقل، بیگم کی عقل کی تو شادی کے بعد اور زیادہ تیز ہو جاتی ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرا خیال ہے تم موت کے خوف سے اب پاگل ہو چکے ہو جو ایسی بے معنی بکواس کر رہے ہو"۔ —— تنویر نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ابھی میں کنوارہ ہوں اس لئے —— پاگل کیسے ہو سکتا ہوں"۔ —— عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم باز نہیں آؤ گے بکواس سے"۔ —— اس بار جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، دروازہ کھلا اور ابو نجد تیزی سے اندر داخل ہوا، اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تم نے جھوٹ بولا تھا، چیف باس نے تصدیق کر لی ہے۔ چیف باس نے بتایا ہے کہ اسرائیل نے کوئی ایجنٹ یہاں نہیں بھیجا۔ انہیں تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں علم ہی نہیں کہ وہ یہاں آئی ہے۔ البتہ چیف باس نے حکم دیا ہے کہ تمہارے ساتھ ساتھ فوری طور پر ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو بھی ہلاک کرا دیا جائے۔ اب تم بتاؤ کہ تم دراصل کون ہو اور یہاں کیوں آئے تھے"۔ ——

ابوبجد نے تیز تیز لہجے میں کہا

"چلو تمہیں ایک ثبوت تو مل گیا کہ لوگا نو واقعی یہودی تنظیم ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب"۔۔۔۔۔ ابوبجد نے انتہائی حیرت سے چونک کر پوچھا۔

"سنو ابوبجد' میں نے صرف یہ چیک کرنے کے لئے اسرائیلی ایجنٹوں کی بات کی تھی کہ تم جیسا آدمی کیا واقعی کسی یہودی تنظیم کے ساتھ متعلق ہو سکتا ہے اور اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تمہیں واقعی آج سے پہلے یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ لوگا نو تنظیم یہودی سرپرستی میں قائم ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر کیا ہوا"۔۔۔۔۔ ابوبجد نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"تم اپنی فیلڈ میں مجرم ضرور ہو گے لیکن بہرحال میں جانتا ہوں کہ تم مسلمان ہو اور کوئی مسلمان چاہے وہ کتنا ہی برا کیوں نہ ہو یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ وہ کسی ایسی یہودی تنظیم کے لئے کام کرے جو مسلمانوں کے خاتمے کے لئے کام کر رہی ہو"۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو' سیدھی بات کرو"۔۔۔۔۔ ابوبجد نے اس بار جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میک اپ واشر منگوا کر ہمارے میک اپ صاف کرا دو تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ ہم کون ہیں اور کیوں ہمیں فوری طور پر ہلاک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تمہارا وہ سلام یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم اس کے خفیہ اڈے میں بیہوش پڑے

ہوئے ہیں لیکن ہم یہاں تمہارے سامنے موجود ہیں اور یہ بھی نہ سمجھنا کہ ہم تمہارے ہاتھوں بے بس ہو چکے ہیں۔ ہم جس وقت چاہیں اتنی آسانی سے آزاد ہو سکتے ہیں جتنی آسانی سے کوئی آدمی عام سی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوتا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ابوبجد بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب' کیا تم وہی پاکیشیائی ایجنٹ ہو جس کی گرفتاری کا سلام نے مجھے بتایا تھا"۔۔۔۔۔ ابوبجد نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ ہمارے میک اپ صاف کرا کر دیکھ لو"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ابوبجد چند لمحے ہونٹ بھینچے کھڑا رہا پھر تیزی سے مڑا اور تقریباً دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی عمران نے اپنے کرسی کے پائے سے جکڑے ہوئے پیر کو ذرا سا گھما کر بوٹ کی ٹو اوپر کی طرف کی اور پھر پیر کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو بوٹ کی ایڑی سے ایک تیز دھار فولادی خنجر کا پھل نما حصہ باہر کو نکل آیا اور عمران نے اس فولادی پھل کو کرسی کے پائے کے ساتھ رکھ کر زور سے دبایا اور ساتھ ہی وہ پیر کو دائیں بائیں تیزی سے حرکت دینے لگا۔ چونکہ کرسی کے پائے سے نکلے ہوئے فولادی کڑے میں اس کی پنڈلی جکڑی ہوئی تھی اس لئے وہ صرف اپنے پیر کو ہی حرکت دے سکتا تھا۔ اور چند لمحوں بعد تک اس فولادی پھل کو حرکت دینے کے بعد اس کا پیر ایک جگہ رکا اور اس بار اس نے پیر کو ذرا آگے اور پیچھے کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد یکلخت کھٹاک کھٹاک کی تیز آوازیں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ہاتھوں پیروں اور جسم کے گرد موجود لوہے کے راڈز غائب ہو گئے اور عمران تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھی اس طرح حیرت سے عمران کو دیکھ رہے

تھے جیسے وہ کسی انتہائی ماہر شعبدہ باز کو دیکھ رہے ہوں۔ حیرت ان کے چہروں پر جیسے نقش سی ہو کر رہ گئی تھی۔ البتہ عمران کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ اس نے بوٹ کو اوپر اٹھا کر پیر کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو ایڑی سے نکلا ہوا فولادی پھل واپس ایڑی میں غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کے ساتھ ہی دیوار پر ایک بڑا سا سوئچ پینل موجود تھا۔ عمران نے اس پینل کے سب سے نچلے حصے میں موجود بٹنوں کی ایک طویل قطار کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پھر کمرہ کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ گونج اٹھا اور جولیا، صفدر اور تنویر کی کرسیوں کے راڈز بھی غائب ہو گئے۔

"یہ — یہ کیسے ہو گیا۔ تم نے اپنے آپ کو کیسے آزاد کرا لیا تھا" ——— جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے کہا تھا ناں کہ جو ہاتھ پیروں سے کسی مسئلے سے نمٹتے ہیں وہ واقعی بے بس ہو چکے ہوں گے لیکن جو کسی مسئلے کے حل کے لئے عقل استعمال کرتے ہیں وہ بے بس نہیں ہوا کرتے" ——— عمران نے مڑ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے عمران صاحب، آج تو آپ نے واقعی جادوگری کا مظاہرہ کیا ہے" صفدر نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"ہماری عادت ہے کہ جو بات ہماری سمجھ میں نہ آئے اسے جادو کہہ کر اپنے آپ کو تسلی دے دیتے ہیں۔ میں نے ابوبجد کو چیلنج کیا تھا کہ وہ ہمیں بے بس نہ سمجھے اور تم نے دیکھ لیا کہ میں نے صرف رعب نہ جمایا تھا۔ دراصل پہلے میں بھی یہی سمجھا تھا کہ ان کرسیوں کا سسٹم بھی وہی ہو گا کہ عقبی پائے

میں ان کا بٹن ہو گا لیکن ابوبجد نے اپنے چیف باس کو کال کرتے ہوئے انہیں خود کار کہا تو میں سمجھ گیا کہ یہ الیکٹرانک سسٹم سے آپریٹ ہوتی ہیں اور ایسے الیکٹرونک سسٹم سے میں اچھی طرح واقف ہوں چنانچہ میں نے ایڑی سے نکلنے والے تیز فولادی پھل سے پائے کے ساتھ فرش کو کریدا اور پھر اس تار کو چیک کر لیا جو فرش سے ہوتی ہوئی پائے کے اندر جا رہی تھی۔ چنانچہ اس تار کے کٹتے ہی سسٹم ختم ہو گیا اور میں آزاد" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے تفصیل بتائی تو سب کے چہروں پر تحسین کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"تم واقعی جینئس ہو عمران، بس تمہاری یہ زبان غلط حرکت کرتی ہے" تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فکر نہ کرو وہ وقت بھی آ جائے گا جب یہ سرے سے حرکت کرنا ہی بھول جائے گی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا بدشگونی کی باتیں کر رہے ہو، خبردار جو آئندہ ایسی بات کی" ——— جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"بدشگونی — ارے میں نے تو عین نیک بلکہ بے حد نیک شگونی کی بات کی ہے" ——— عمران نے اس بار حیران ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"بکواس مت کرو، زبان بند ہونے کا مطلب موت ہوتا ہے اور یہ بدشگونی ہے" ——— جولیا نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے مریں میرے دشمن، کم از کم کنوارہ مرنے کا قطعی ارادہ نہیں ہے۔ ایک تو یہاں دنیا میں بھی محرومی اور دوسرا وہاں جنت میں بھی حوروں سے محرومی — یہ غلط ہے۔ میں تو شادی کی بات کر رہا تھا کہ شادی کے بعد

شوہر بیچارے کی زبان حرکت کرنا ہی بھول جاتی ہے۔ البتہ کان کھل جاتے ہیں۔" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار جولیا نے بے اختیار چہرہ دوسری طرف کر لیا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کہ دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ابو نجد تیزی سے اندر داخل ہوا لیکن دوسرے لمحے وہ اس طرح اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے اچانک بم پھٹ گیا ہو۔

"تت تت تم آزاد ہو گئے، اوہ مم۔ مم مگر . . . ." ——— ابو نجد کی زبان سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں رک رک کر ٹوٹے پھوٹے الفاظ نکلے۔ حیرت کی شدت سے اس کا چہرہ بُری طرح بگڑ گیا تھا اور آنکھیں پھیل گئی تھیں

"میں نے تمہیں کہا تھا کہ ہم بے بس نہیں ہیں اور اب تم نے معلوم کر لیا ہو گا کہ ہم تمہارے آدمی سلام کے خفیہ اڈے پر بھی بے بس نہیں ہو سکے تھے"۔ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ، مگر، مگر اس سسٹم سے تو تم حرکت بھی نہ کر سکتے تھے۔ کیا، کیا تم جادوگر ہو"۔ ——— ابو نجد ابھی تک شدید حیرت کی گرفت میں تھا۔

"جب مقصد لاکھوں، کروڑوں مسلمانوں کو یہودیوں کی طرف سے ہلاک کئے جانے کی پلاننگ سے بچانا ہو تو پھر یہ باتیں معمولی حیثیت اختیار کر جاتی ہیں ابو نجد ——— تم نے اپنے چیف باس کو میرے سامنے جو کال کی تھی اس میں تم نے خودکار کرسیوں کے الفاظ کہے تھے، بس تمہارے یہی الفاظ میرے لئے کھل جا سم سم کی حیثیت رکھتے تھے۔ مجھے ایسی خودکار کرسیوں کے سسٹم کا بخوبی علم ہے۔ چنانچہ میں نے بوٹ کی ایڑی میں موجود فولادی پھل کی مدد سے کرسی کے پائے کے ساتھ موجود تار توڑ دی۔ اس طرح میں آزاد ہو گیا اور باقی کام اس سوئچ پینل پر موجود بٹنوں کو آف کرنے سے مکمل ہو گیا"۔ ——— عمران

نے ابو نجد کو اس شدید ترین حیرت کے جھٹکے سے باہر نکالنے کے لئے پوری وضاحت کرتے ہوئے کہا اور ابو نجد نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"حیرت انگیز ——— انتہائی حیرت انگیز، تم۔ تم جیسے لوگ بھلا کس طرح سلام کے آدمیوں کی قید میں رہ سکتے تھے۔ تمہارا مقابلہ بھی نہیں کیا جا سکتا اور اب مجھے خیال آیا ہے کہ اسرائیل کال کرنے کے بعد چیف باس نے کیوں اس بات پر زور دیا تھا کہ میں فوراً پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر دوں کیونکہ اسرائیلی حکام یہ سنتے ہی بُری طرح بوکھلا اٹھے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس قاہرہ پہنچ چکی ہے"۔ ابو نجد نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تم نے اپنے چیف باس سے پوچھا نہیں کہ لوگانو تنظیم کا اسرائیل سے کیا تعلق ہے"۔ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے پوچھا تھا ——— اس نے بتایا کہ اسرائیل سے انہوں نے ایٹم پروڈ جیکٹس کو فروخت کرنے کا معاہدہ کیا ہوا ہے۔ اس نے کہا کہ اسرائیلی سب سے بھاری معاوضہ دیتے ہیں اور اس نے کہا تھا کہ اگر میں نے پاکیشیا کے ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا تو اس میں سے میرے حصے میں اضافہ کر دیا جائے گا"۔ ——— ابو نجد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تو تمہارے لئے سنہرا موقع ہے، ہمیں مار ڈالو اور حصے میں اضافہ کرا لو"۔ ——— عمران نے کہا۔

"میں ہزار بار لعنت بھیجتا ہوں یہودیوں کی رقم پر، میرے پاس کسی چیز کی کوئی کمی نہیں ہے۔ میں قاہرہ کا رئیس ترین اور انتہائی بااثر آدمی ہوں۔ میں تو صرف اس لئے لوگانو کا ساتھ دے رہا تھا کہ لوگانو مقامی ہونے کے باوجود بین الاقوامی انداز کی تنظیم ہے لیکن اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ دراصل یہودی تنظیم ہے اور

اس کے تحت مکمل ہونے والے پراجیکٹس یقیناً یہودیوں کے پاس پہنچ جائیں گے اور یہودیوں کے پاس سوائے اس کے اور کوئی کام ہی نہیں ہے کہ وہ اسے مسلمانوں کے خلاف استعمال کریں۔ اب میں خود اس تنظیم کا خاتمہ کر دوں گا۔ اب تمہیں کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے' اب تم میرے مہمان ہو" ——— ابو نجد نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

"فی الحال تو تمہاری مہمان نوازی یہی ہے کہ کھڑے کھڑے ہماری ٹانگیں سوکھ رہی ہیں' آگے دیکھو کیا ہوتا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ابو نجد چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ آئی۔ ایم سوری۔ آؤ میرے ساتھ" ——— ابو نجد نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"آؤ بھئی اس محل میں دوسری بار مہمانی کا لطف اٹھالیں۔ ہو سکتا ہے اگلی بار دوبارہ آنکھیں اس محل میں ہی کھلیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر ابو نجد کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے اونچی نشست کی کرسی پر بیٹھے ہوئے لمبے قد کے آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— اس لمبے قد کے آدمی نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"باس' اسرائیل کے سیکرٹری دفاع سر نارمن کی خصوصی کال ہے" ——— دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ سی آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا' بات کراؤ" ——— باس نے کہا۔

"ہیلو نارمن بول رہا ہوں" ——— ایک تیز اور کھردری سی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد تحکمانہ تھا۔

"یس سر' میں عبدالناصر بات کر رہا ہوں" ——— اس لمبے قد کے آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم نے اب تک رپورٹ کیوں نہیں دی کہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا کیا ہوا" ——— ان نے اسی طرح سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"جناب، ان کے متعلق آپ کو کیا رپورٹ دینی تھی، عام سے ایجنٹ تھے۔ جنہیں قاہرہ میں گرفتار کر لیا گیا اور پھر انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ ایسے ایجنٹ تو اس انجام تک پہنچتے ہی رہتے ہیں" ——— عبدالناصر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ آخر سیکرٹری دفاع ان عام سے ایجنٹوں میں کیوں اتنی دلچسپی لے رہا ہے۔

"کیا تمہیں مکمل یقین ہے کہ واقعی یہ ایجنٹ ہلاک ہو چکے ہیں" ——— دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"بالکل اسی طرح یقین ہے جس طرح میں آپ سے بات کر رہا ہوں" ——— عبدالناصر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس یقین کی وجہ" ——— نارمن نے کہا۔

"جناب قاہرہ میں میرا آدمی ابو سجد انتہائی با اثر آدمی ہے۔ اس کا گروپ اس قدر موثر اور طاقتور ہے کہ وہ چاہے تو پورے قاہرہ پر قبضہ کر سکتا ہے اور وہ ایسا آدمی ہے کہ کبھی غلط بات ہی نہیں کرتا۔ اس نے مجھے ٹرانسمیٹر پر خود بتایا ہے کہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا اس نے خود اپنے ہاتھوں سے خاتمہ کر دیا ہے" عبدالناصر کے لہجے میں حیرت بڑھتی جا رہی تھی۔

"اگر تمہیں یقین ہے تو پھر ٹھیک ہے لیکن اس کے باوجود میں نے خصوصی طور پر تمہیں یہ کال اس لئے کی ہے کہ حکومت اسرائیل یہ اطلاع ملنے پر بری طرح پریشان ہو گئی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تمہاری تنظیم کے متعلق علم ہو گیا ہے کیونکہ یہ لوگ اس قدر خطرناک ہیں کہ آج تک بڑی سے بڑی تنظیم بھی ان کے ہاتھوں سے نہیں بچ سکی" ——— نارمن نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب، وہ جتنے بھی خطرناک ہوں بہرحال ابو سجد سے نہیں بچ

سکتے تھے۔ وہ ان سے بھی زیادہ خطرناک آدمی ہے" ——— عبدالناصر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"اس ابو سجد کو تمہارے ہیڈ کوارٹر اور پروجیکٹس کے بارے میں علم ہے" نارمن نے پوچھا۔

"جی نہیں ——— اس بارے میں اسے کچھ بھی نہیں معلوم، اس کا اور میرا رابطہ صرف ٹرانسمیٹر پر ہوتا ہے۔ آج تک اس نے میری شکل بھی نہیں دیکھی اور نہ ہی اسے معلوم ہے کہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ وہ مکمل طور پر اس سے لاعلم ہے" ——— عبدالناصر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو عبدالناصر، یہ تم نے انتہائی عقلمندی کی ہے" ——— نارمن نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے عبدالناصر کی اس بات پر بے حد مسرت ہوئی ہو۔

"جناب میں نے تو تنظیم کو بھی اب تک انتہائی خفیہ رکھا ہوا تھا اور سوائے چند خاص لوگوں کے کسی کو اس تنظیم کے بارے میں علم ہی نہ تھا اسی وجہ سے لوگانو کے پراجیکٹ ہمیشہ سے کامیاب رہے تھے بس اس ڈاکٹر زیدان کی وجہ سے تنظیم اوپن ہو گئی۔ آپ کو تفصیلات کا تو علم ہے لیکن یہ بھی صرف نام کی حد تک ہے۔ آپ بے فکر رہیں پراجیکٹ جلد ہی مکمل ہو جائے گا" ——— عبدالناصر نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"او کے، بہرحال ہر لحاظ سے محتاط رہنا" ——— سیکرٹری نارمن نے مطمئن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور عبدالناصر نے رسیور رکھ دیا۔ اور ایک فائل کھول کر اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا پھر نجانے کتنا وقت گزرا تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ عبدالناصر نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— عبدالناصر نے سخت لہجے میں کہا۔

"باس، جیوش ہیڈ کوارٹر سے کال ہے۔" ——— دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"جیوش ہیڈ کوارٹر سے، اوہ بات کراؤ۔" ——— عبدالناصر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہیلو، جیوش ہیڈ کوارٹر کالنگ۔" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس، عبدالناصر بول رہا ہوں چیف آف بوگانو" ——— عبدالناصر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"عبدالناصر، تم نے سیکرٹری دفاع نارمن کو یہی رپورٹ دی تھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہو گیا ہے۔" ——— دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یس، میرے آدمی ابونجد نے خود اپنے ہاتھوں سے انہیں موت کے گھاٹ اتارا ہے۔" ——— عبدالناصر نے جواب دیا۔

"جبکہ ہمیں دوسری خبر ملی ہے ابونجد کے آدمی سلام کے ذریعے، رپورٹ کے مطابق ابونجد نے غداری کی ہے اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ شامل ہو کر بوگانو کے خلاف کام کر رہا ہے۔" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور عبدالناصر بُری طرح چونک پڑا۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ ابونجد انتہائی قابلِ اعتماد آدمی ہے اور سلام تو اس کا خاص آدمی ہے، وہ کیسے رپورٹ دے سکتا ہے۔" ——— عبدالناصر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"عبدالناصر، کسی کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہمیں جو رپورٹ ملی ہے وہ

سلام سے ساتھ اٹیچ ہمارے ایک خاص مخبر نے دی ہے۔ تم ایسا کرو فوری طور پر اشارم کو کال کر کے اس سے کہو کہ وہ تحقیقات کر کے تمہیں رپورٹ کرے اور اگر ابونجد کے بارے میں رپورٹ درست ہے تو اس ابونجد کا انجام عبرت ناک ہونا چاہیے۔" ——— دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"بالکل ایسا ہی ہو گا، میں ابھی معلوم کراتا ہوں۔ اشارم سے رابطہ پہلے کبھی میں نے براہِ راست نہیں کیا لیکن اب ایسا کرنا پڑے گا۔" ——— عبدالناصر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے رسیور رکھ دیا تھا۔

"بکواس ہے، ابونجد کسی صورت بھی غداری نہیں کر سکتا۔ بہرحال اشارم ضرور معلوم کرے گا۔" ——— عبدالناصر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اٹھ کر اس نے ایک الماری کھولی اور اس کے اندر فکس ایک خصوصی ساخت کے ٹرانسمیٹر پر اس نے فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد اس نے بٹن دبایا تو ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو، ہیڈ کوارٹر کالنگ، اوور۔" ——— عبدالناصر نے بار بار کال دینا شروع کر دی لیکن اس کا لہجہ بالکل بدلا ہوا تھا۔

"یس زیرو زیرو الیون اٹنڈنگ، اوور۔" ——— چند لمحوں بعد ایک باریک سی آواز سنائی دی۔

"چیف باس سے بات کرو، اوور۔" ——— عبدالناصر نے اسی طرح بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر، اوور۔" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحے خاموش رہنے کے بعد عبدالناصر اپنی اصل آواز میں بولا۔

"ہیلو زیرو زیرو الیون، چیف باس بول رہا ہوں، اوور:" ـــــ عبدالناصر کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"یس چیف اوور:" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔

"کسی آدمی کے ذریعے ٹرپل تھری زیرو ٹرانسمیٹر اسٹارم تک پہنچا دو لیکن کوئی لنک ظاہر نہیں ہونا چاہیے اور ساتھ ہی اسٹارم کو کہہ دو کہ اب ہیڈ کوارٹر اس سے براہ راست رابطہ رکھے گا۔ دس منٹ بعد ہیڈ کوارٹر اسے کال کرے گا، اوور:" ـــــ عبدالناصر نے کہا۔

"مگر باس، اسٹارم گروپ اس قابل تو نہیں ہے کہ ہیڈ کوارٹر اس سے براہ راست رابطہ رکھے گا، اوور:" ـــــ دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ایسا ایک ہنگامی ضرورت کے تحت ہو رہا ہے، اوور اینڈ آل:" ـــــ عبدالناصر نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

دس منٹ تک انتظار کرنے کے بعد اس نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر پر نئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ہیڈ کوارٹر کالنگ، اوور:" ـــــ عبدالناصر نے ایک بار پھر بدلی ہوئی آواز میں کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس اسٹارم اٹنڈنگ، اوور:" ـــــ چند لمحوں بعد ایک نئی آواز سنائی دی جس میں حیرت اور مسرت کی آمیزش نمایاں تھی۔

"اسٹارم، ہیڈ کوارٹر نے تمہیں براہ راست رابطے کی عزت بخش دی ہے، اوور:" عبدالناصر نے کہا۔

"میں اس کے لئے ہیڈ کوارٹر کا انتہائی ممنون ہوں، اوور:" ـــــ اسٹارم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں یہ تو معلوم ہے کہ براہ راست رابطے کے بعد تمہارا اور تمہارے گروپ کا معاوضہ یکلخت ڈبل ہو جائے گا، اوور:" ـــــ عبدالناصر نے کہا۔

"یس سر ـــ لیکن معاوضے سے زیادہ مجھے اس بات پر خوشی ہے کہ ہیڈ کوارٹر کی نظروں میں میرا اعتماد قائم ہو گیا ہے، اوور:" ـــــ اسٹارم نے کہا۔

"چیف باس سے بات کرو، اوور:" ـــــ عبدالناصر نے کہا اور پھر چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"ہیلو چیف باس سپیکنگ، اوور:" ـــــ عبدالناصر کا لہجہ بیحد سخت اور کھردرا تھا۔

"یس چیف باس، میں اسٹارم بول رہا ہوں، اوور:" ـــــ اسٹارم کا لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔

"اسٹارم، تمہارے ذمہ ایک کام لگایا جا رہا ہے۔ اسے تم اپنے اعتماد کے لئے ٹیسٹ سمجھو، اوور:" ـــــ چیف باس نے کہا۔

"میں ہیڈ کوارٹر کے اعتماد پر ہمیشہ پورا اتروں گا باس، اوور:" ـــــ دوسری طرف سے اسٹارم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ابو نجد نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے گروپ کے خاتمے کی خبر دی ہے۔ یہ گروپ اس کے خاص آدمی سلام نے گرفتار کیا تھا۔ ایک سوئس نژاد عورت اور تین پاکیشیائی مرد تھے۔ یہ تنظیم کے خاتمہ کے لئے قاہرہ آئے تھے۔ ابو نجد نے اطلاع دی تھی کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے اس گروپ کو ہلاک کر دیا ہے لیکن

اب ہیڈ کوارٹر کو یہ اطلاعات مل رہی ہیں کہ ابو نجد نے اس گروپ کا خاتمہ نہیں کیا بلکہ تنظیم سے غداری کرتے ہوئے اس کے ساتھ مل گیا ہے۔ تم نے انتہائی خفیہ طور پر ان رپورٹس کی تحقیقات کرنی ہے۔ ہیڈ کوارٹر مزید ذرائع سے بھی تحقیقات کر رہا ہے۔ تمہیں یہ کام اس لئے دیا جا رہا ہے تاکہ تمہاری رپورٹ ملنے کے بعد معلوم ہو سکے کہ کیا تم پر مزید اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ ہیڈ کوارٹر کو ہر صورت میں تمہاری طرف سے انتہائی مصدقہ رپورٹ ملنی چاہیے۔ اوور“ ـــــ عبدالناصر نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں چیف۔ آپ کو سو فیصد مصدقہ رپورٹ ملے گی۔ اوور“ اسٹارم نے جواب دیا اور عبدالناصر نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

پھر تقریباً تین گھنٹے بعد سپیشل ٹرانسمیٹر پر کال آگئی عبدالناصر نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا فریکوئنسی میٹر بتا رہا تھا کہ کال اسٹارم کے لئے مخصوص فریکوئنسی سے آ رہی تھی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو اسٹارم کالنگ ہیڈ کوارٹر۔ اوور“ ـــــ بٹن آن ہوتے ہی اسٹارم کی آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔

”یس ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو۔ اوور“ ـــــ عبدالناصر نے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

”چیف باس سے بات کرائیں۔ اوور“ ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد عبدالناصر اپنی اصلی آواز میں بولا۔

”یس چیف باس اٹنڈنگ یو۔ اوور“ ـــــ عبدالناصر کا لہجہ بےحد سخت اور کھردرا تھا۔

”چیف باس۔ انتہائی مصدقہ رپورٹ دے رہا ہوں۔ ابو نجد نے واقعی

تنظیم کے ساتھ غداری کی ہے۔ میں نے اس کی ذاتی رہائش گاہ کے ایک ملازم سے یہ مصدقہ رپورٹ حاصل کی ہے۔ اس کی رپورٹ کے مطابق چار ایکریمیو کا ایک گروپ اس کی رہائش گاہ میں خفیہ طور پر داخل ہوا۔ ان میں ایک عورت اور تین مرد تھے۔ رہائش گاہ کے منیجر جابر نے انہیں گرفتار کر لیا۔ پھر ابو نجد نے ہیڈ کوارٹر کال کی۔ ہیڈ کوارٹر نے ان ایکریمیوں کو ہلاک کرنے کا حکم دے دیا لیکن ابو نجد نے انہیں ہلاک نہیں کیا بلکہ انہیں ساتھ لے کر وہ رہائش گاہ کے خفیہ تہہ خانے میں چلا گیا جہاں ان کی آؤ بھگت کی گئی۔ وہی ملازم وہاں ان لوگوں کے لئے کھانا لے کر گیا۔ اس نے بتایا کہ ان چاروں نے اپنے میک اپ صاف کر دیئے تھے اور وہ تینوں مرد پاکیشیائی تھے جبکہ وہ عورت سوائس نژاد تھی۔ ان میں سے ایک آدمی کو ابو نجد علی عمران صاحب کہہ کر پکار رہا تھا اور وہ کسی ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنے کا پروگرام ڈسکس کر رہے تھے۔ ادھر سلام کے آدمیوں سے معلوم ہوا ہے کہ اس نے جن پاکیشیائیوں کو گرفتار کیا تھا وہ اس کے خفیہ اڈے کے تمام آدمیوں کو ہلاک کر کے فرار ہو گئے تھے ابو نجد نے سلام کو حکم دے دیا کہ وہ ان کی تلاش بند کر دے اور اپنا منہ بند رکھے۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے چیف کہ وہی پاکیشیائی سلام کے اڈے کے آدمیوں کو ہلاک کر کے وہاں سے ایکریمی میک اپ کر کے ابو نجد کی رہائش گاہ پر پہنچے کیونکہ نہ صرف دونوں گروپس کی تعداد ایک ہے بلکہ ہر گروپ میں ایک عورت اور تین مرد شامل ہیں۔ اوور“ ـــــ اسٹارم نے انتہائی پرجوش لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”اب ابو نجد اور اس کے دوست کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ اوور“ عبدالناصر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"باس میں نے اس بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ یہ لوگ ابو نجد کے ساتھ ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے القیس گئے ہیں۔ بے پناہ جدوجہد کے بعد صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ ان کی منزل القیس سے مشرق میں واقع ایک قصبہ اُسامہ ہے' اس سے زیادہ معلوم نہیں ہو سکا' اوور" ——— اسٹارم نے کہا۔

"ٹھیک ہے' اب تم نے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے۔ جیسے ہی ابو نجد یا یہ گروپ واپس آئے تو تم نے فوری طور پر ان کی واپسی کی اطلاع ہیڈ کوارٹر دینی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ابو نجد کے گروپ کی کمان بھی تمہیں ہی سونپ دی جائے اوور اینڈ آل" ——— عبدالناصر نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بُری طرح بگڑا ہوا تھا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ ابو نجد اس طرح بھی تنظیم سے غداری کر سکتا ہے۔

"لیکن یہ لوگ اُسامہ کیا کرنے گئے ہوں گے۔ وہاں جانے سے ان کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ میں اس ابو نجد کو دنیا کی انتہائی عبرتناک سزا دوں گا" ——— عبدالناصر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس باس" ——— دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"عاکف سے بات کراؤ" ——— عبدالناصر نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"باس عاکف لائن پر ہے" ——— دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو عاکف' میں چیف بول رہا ہوں" ——— عبدالناصر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف ——— کیا حکم ہے" ——— دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"عاکف' ایک پاکیشیائی گروپ جس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے تنظیم کے خاتمے کے لئے قاہرہ پہنچا ہے۔ ابو نجد غداری کر کے اس کے ساتھ شامل ہو گیا ہے۔ گو ابو نجد کو بھی معلوم نہیں کہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ اس کے باوجود تم ہیڈ کوارٹر کی تمام نگران چوکیوں کو پوری طرح الرٹ کر دو اور خود بھی ہوشیار رہنا۔ یہ گروپ اگر کسی طرح بھی ہیڈ کوارٹر کا سراغ نکال لے تب بھی ان کو زندہ واپس نہیں جانا چاہیے" ——— عبدالناصر نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کا سراغ یہ لوگ کیسے نکال سکتے ہیں چیف' اس خوفناک صحرا میں تو کوئی شخص داخل بھی نہیں ہو سکتا" ——— دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"پھر بھی ہمیں محتاط رہنا چاہیے' فی الحال اتنا معلوم ہوا ہے کہ یہ لوگ قاہرہ سے القیس گئے ہیں جہاں ان کی منزل القیس کے مشرق میں واقع قصبہ اسامہ ہے" ——— عبدالناصر نے کہا۔

"اُسامہ ——— اوہ' اوہ کہیں یہ لوگ بوڑھے کریم کے پاس نہ گئے ہوں' آپ کو تو معلوم ہے کہ ہیڈ کوارٹر تعمیر کرنے والے تمام افراد میں سے صرف وہی بوڑھا انجینئر ہی زندہ چھوڑ دیا گیا تھا۔ وہ اسامہ میں ہی رہتا ہے" ——— عاکف نے کہا تو عبدالناصر بُری طرح چونک پڑا۔

" انجینئر کریم اُسامہ میں رہتا ہے لیکن اسے کیوں زندہ چھوڑا گیا تھا "۔۔۔۔۔۔ عبدالناصر نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

" وہ آپ کے والد کا گہرا دوست تھا چیف اور ان کے حکم سے ہی اسے موت کے گھاٹ نہ اتارا گیا تھا "۔۔۔۔۔۔ عاکف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن ڈیڈی کو تو مرے ہوئے کئی سال ہو گئے ہیں تم نے بتایا کیوں نہیں تھا پہلے "۔۔۔۔۔۔ عبدالناصر نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

" پہلے اس کا ذکر بھی تو نہیں آیا تھا باس "۔۔۔۔۔۔ عاکف نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے، میں اسے دیکھتا ہوں تم الرٹ رہو "۔۔۔۔۔۔ عبدالناصر نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے زور سے کریڈل پر ہاتھ مارنا شروع کر دیا۔

" یس باس "۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

" القیس میں قاہانی سے بات کراؤ، فوراً "۔۔۔۔۔۔ عبدالناصر نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

" اوہ اوہ، یہ لوگ اس انجینئر کریم سے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں یقینی معلومات حاصل کر سکتے ہیں، کاش مجھے پہلے علم ہو جاتا تو میں اس بوڑھے کو گولی مروا دیتا۔ ڈیڈی نے کمال کیا ایک آدمی کو زندہ چھوڑ کر، یہ انتہائی خطرناک بھی ہو سکتا تھا "۔۔۔۔۔۔ عبدالناصر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور پھر چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عبدالناصر نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

" قاہانی لائن پر ہے باس "۔۔۔۔۔۔ سیکرٹری نے کہا۔

" ہیلو قاہانی میں عبدالناصر بول رہا ہوں ہیڈ کوارٹر سے "۔۔۔۔۔۔ عبدالناصر نے اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" چلو تمہیں اپنے دوست کا خیال تو آیا ورنہ جب سے تم لوگ کانو کے چیف بنے ہو دوستوں کو تو بھول ہی گئے ہو، خیریت ہے آج کیسے قاہانی یاد آ گیا ہے "۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

" قاہانی کاروبار ہی اتنا وسیع ہو گیا ہے کہ فرصت ہی نہیں ملتی، ویسے مجھے یقین ہے کہ تمہیں معاوضہ باقاعدگی سے مل رہا ہو گا "۔۔۔۔۔۔ عبدالناصر نے بھی بے تکلفانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" بالکل مل رہا ہے اور میں اس کے لئے تمہارا مشکور ہوں لیکن آج تک تم نے مجھے کوئی کام ہی نہیں بتایا، بس معاوضہ وصول کئے جا رہا ہوں "۔ قاہانی نے کہا اور عبدالناصر ہنس پڑا۔

" آج کام بھی آن پڑا ہے، اُسامہ میں ایک بوڑھا انجینئر کریم بابا رہتا ہے، جانتے ہو اُسے "۔۔۔۔۔۔ عبدالناصر نے کہا۔

" ہاں اچھی طرح جانتا ہوں، کیا ہوا اسے "۔۔۔۔۔۔ قاہانی نے کہا۔

" پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ تنظیم کے خلاف کام کر رہا ہے قاہرہ میں تنظیم کا خاص آدمی ابو نجد بھی غداری کر کے اس گروپ سے مل گیا ہے اور ابو نجد اس گروپ کو لے کر اُسامہ گیا ہے۔ یہ کریم بابا ڈیڈی کا دوست تھا۔ اس کے باوجود اس بات کے کہ ہیڈ کوارٹر کی تعمیر میں شامل تھا اسے زندہ چھوڑ دیا گیا تھا۔ مجھے کسی نے اس بات کا ذکر ہی نہیں کیا۔ آج اس بارے میں معلوم ہوا ہے۔ اگر یہ گروپ کریم بابا سے معلومات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کو نقصان پہنچ سکتا ہے

اس لئے تم اپنے آدمی لے کر فوری طور پر وہاں پہنچو، اگر یہ گروپ اور ابو نجد وہاں موجود ہو تو ان سب کا خاتمہ کر دو اور اگر نہ بھی ہو تب بھی اس کریم بابا کا خاتمہ کر دو، بولو یہ کام کر سکتے ہو یا کسی اور کے ذمہ لگاؤں "۔۔۔۔ عبدالناصر نے کہا۔

"ارے یہ کوئی کام ہے۔ میرا پورا گروپ اس کام میں تو ماہر ہے۔ بے فکر رہو، کوئی بھی بچ کر نہ جا سکے گا اور کریم بابا کو بھی ختم سمجھو"۔۔۔۔ قاہانی نے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا۔

"کتنا وقت چاہیے تمہیں اس کام کے لئے "۔۔۔۔ عبدالناصر نے پوچھا۔

"چار یا پانچ گھنٹے تو لگ جائیں گے "۔۔۔۔ قاہانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے میں چھ گھنٹوں بعد تم سے دوبارہ رابطہ کروں گا "۔۔۔۔ عبدالناصر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ وہ اپنے دوست قاہانی کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف تھا۔

ایک بڑے کمرے کے فرش پر ایک پرانا سا قالین بچھا ہوا تھا جس پر رکھے ہوئے گاؤ تکیوں سے پشت لگائے ابو نجد، عمران اور اس کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ لوگ ابھی ہیلی کاپٹر کے ذریعے اس قصبے اُسامہ پہنچے تھے جہاں یہ مکان تھا۔ ابو نجد نے واقعی دل و جان سے عمران کا ساتھ دینے کی کوشش کی تھی اور یہ اُسی کا کام تھا کہ اس نے یہ معلومات حاصل کر لی تھیں کہ اُسامہ قصبے میں رہنے والا بوڑھا انجنیئر مصر کے خوفناک ترین صحرا الظاہر میں خفیہ تعمیرات کا کام کرتا رہا ہے اور اس تعمیرات میں حصہ لینے والے تمام انجنیئر، مزدور انتہائی پُراسرار طور پر ہلاک کر دیئے گئے تھے لیکن یہ بوڑھا انجنیئر جس کا نام کریم بتایا گیا تھا، زندہ ہے۔ چنانچہ عمران اپنے ساتھیوں اور ابو نجد کے ہمراہ ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر یہاں پہنچے تھے۔ قصبے میں یہی مکان سب سے بڑا تھا دگرنہ دوسرے گھر کچے اور چھوٹے تھے۔ انہیں اس کمرے میں پہنچایا گیا تھا اور بتایا گیا تھا کہ انجنیئر کریم بیمار

ہے لیکن اس کے باوجود وہ مہمانوں سے ملنے کے لئے یہاں پہنچ رہا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی مصری میک اپ میں تھے۔ جولیا بھی مقامی عورت کے روپ میں تھی۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور چوڑے جسے کا بوڑھا آدمی ہاتھ میں پکڑی بڑی سی لاٹھی کو ٹیکتا ہوا اندر داخل ہوا اور ابو نجد اور عمران کے ساتھی اسے دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ یہی بوڑھا انجینئر کریم بابا ہو سکتا ہے چنانچہ وہ اس کے استقبال کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

" بیٹھو بیٹھو۔ میں اپنے مکان میں مہمانوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں بیمار ہوں ورنہ دروازے پر آپ لوگوں کا استقبال کرتا "۔ —— بوڑھے کریم بابا نے آہستہ آواز میں کہا۔

" آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے اس بیماری میں تکلیف کی "۔ —— ابو نجد نے کہا اور پھر اس نے کریم بابا کا بازو پکڑ کر اسے اپنے ساتھ بیٹھنے میں مدد دی۔

" آپ حضرات نے قہوہ تو پی لیا ہوگا "۔ —— بوڑھے بابا نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں۔ بے حد لذیذ قہوہ تھا "۔ —— ابو نجد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بوڑھے بابا نے خوش ہو کر سر ہلا دیا۔

" بابا آپ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ آپ النظاہر نامی صحرا میں انتہائی خفیہ تعمیرات میں شامل رہے ہیں۔ کیا واقعی ایسا ہے "۔ —— عمران نے بات کرتے ہوئے کہا اور بوڑھا چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

" یہ مصر کے بہت بڑے ماہر تعمیرات ہیں۔ ان کا نام علی عمران ہے اور

یہ ان کے ساتھی ہیں۔ انہوں نے سرکاری طور پر فرفرا صحرا میں ریت کے نیچے تعمیرات کرنی ہیں چونکہ ان کے لئے یہ پہلا موقع ہے اس لئے یہ آپ سے رہنمائی حاصل کرنے آئے ہیں "۔ —— ابو نجد نے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" اوہ اچھا اچھا لیکن آپ کو کس نے بتایا ہے کہ میں نے ایسی تعمیرات میں حصہ لیا ہے "۔ —— بوڑھے نے کہا۔

" اس بات کو چھوڑیں بزرگ بابا۔ ایسی باتیں چھپی نہیں رہ سکتیں۔ ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں کہ آپ نے کن لوگوں کے لئے کام کیا۔ ہماری دلچسپی تو صرف ان تعمیرات کی تکنیک کی حد تک ہے۔ اگر آپ اس سلسلے میں مکمل تعاون کریں تو نہ صرف حکومت مصر آپ کو اعزاز دے گی بلکہ بطور امداد بھی خاصی بڑی رقم ایوارڈ کی جا سکتی ہے "۔ —— عمران نے براہ راست بات کرتے ہوئے کہا۔ وہ چونکہ مصری زبان بول لیتا تھا، صرف لہجے میں معمولی سا فرق تھا جو اس نے ابو نجد سے مل کر درست کر لیا تھا اس لئے اب وہ مصری زبان اور لہجے میں ہی بات کر رہا تھا۔

" آپ کی مہربانی ہے جو آپ مجھ بوڑھے آدمی کو حکومت سے امداد دلوا دیں گے۔ میرے حالات اچھے نہیں ہیں کیونکہ میری کوئی اولاد نہیں ہے۔ یہ مکان بھی باپ دادا کا ہے اور یہاں ہی پڑا ہوا ہوں۔ آپ فرفرا میں کس قسم کی تعمیرات کرنا چاہتے ہیں "۔ —— بوڑھے نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" ہم وہاں حکومت کے لئے زیر زمین اڈہ، لیبارٹریاں اور رہائش گاہیں بنانا چاہتے ہیں۔ یہ سب تو عام سی بات ہے۔ اصل بات ان کی ایسی بناوٹ ہے کہ چاہے کوئی لاکھ سر پٹکے انہیں ٹریس نہ کر سکے۔ آپ کے پاس اگر ایسی

تعمیرات کا کوئی نقشہ یا اس کی کاپی ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ ایسی صورت میں معاوضہ ہمیں نقد ہی دیا جا سکتا ہے۔" ——— عمران نے جان بوجھ کر کہا۔

" نقد ___ کتنا نقد " ——— بوڑھے نے چونک کر پوچھا۔

" جتنا آپ چاہیں۔ ہم نے صرف آپ کی قدر دانی کرنی ہے۔ کوئی سودا بازی تو نہیں کرنی۔" ——— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اگر آپ مجھے ایک لاکھ مصری پاؤنڈ دے سکیں تو میرے پاس ایسی تعمیرات کا ایک نقشہ موجود ہے۔ یہ ایسی تعمیرات ہیں کہ کوئی لاکھ سر پٹکے انہیں ٹریس نہیں کر سکتا۔ میرے ایک دوست عبدالواحد نے یہ تعمیرات الظاہر کے خوفناک ریگستان کے نیچے تیار کرائی تھیں۔ میں نے اپنے ریکارڈ کے لئے ایک نقشہ رکھ لیا تھا اور میں نے فیصلہ کیا تھا کہ جب تک عبدالواحد زندہ ہے میں یہ نقشہ کسی کو دکھاؤں گا بھی نہیں لیکن اب تو عبدالواحد کئی سال سے مر چکا ہے اس لئے اب مجھے اس نقشے کو چھپا کر کیا ملے گا۔" ——— بوڑھے نے کہا۔

" ٹھیک ہے ___ ہمیں آپ کی آفر منظور ہے۔" ——— عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا کیونکہ اس نے تو اندازے کے تحت نقشے کی بات کی تھی کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ ایسے آدمی نفسیاتی طور پر ایسی اہم تعمیرات کے نقشے لازماً اپنے ریکارڈ میں رکھتے ہیں لیکن بہرحال یہ ایک اندازہ تھا۔

" ٹھیک ہے ___ دیں رقم۔" ——— بوڑھے نے اور زیادہ خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" آپ نقشہ لے آئیں ہیلی کاپٹر میں رقم پڑی ہوئی ہے۔ میں اپنے ساتھی کو بھیجتا ہوں وہ لے آتا ہے۔" ——— عمران نے کہا تو بوڑھا سر ہلاتا ہوا اٹھنے لگا۔ ابو نجد نے اسے سہارا دیا۔ عمران نے صفدر کو اشارہ کیا تو وہ اٹھ کر بیرونی

دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کریم بابا لاٹھی ٹیکتا ہوا اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" یہ تو اچھا ہوا عمران صاحب کہ نقشہ ہی مل گیا۔" ——— ابو نجد نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" ہاں دیکھو پہلے نقشہ تو آئے۔" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" لیکن ایک لاکھ مصری پاؤنڈ، یہ تو بہت زیادہ رقم ہے۔ کیا اتنی رقم آپ کے ساتھ ہے۔" ——— ابو نجد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اگر یہ واقعی بوگا نو کے ہیڈ کوارٹر کا نقشہ ہے تو پھر یہ ایک کروڑ میں بھی مہنگا نہیں ہے۔ ایک لاکھ پاؤنڈ تو میری جیب میں موجود ہیں۔ میں پہلے نقشہ دیکھنا چاہتا ہوں۔" ——— عمران نے کہا اور ابو نجد خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد بوڑھا کریم دوبارہ اندر آیا۔ اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک پرانا سا پائپ تھا جس کے دونوں سروں پر لوہے کی ڈاٹیں لگائی گئی تھیں اور عمران مسکرا دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ پرانے زمانے کے لوگ اپنی دستاویزات کی حفاظت کے لئے انہیں ایسے ہی پائپوں میں بند رکھتے تھے۔

" رقم کہاں ہے۔" ——— ابو نجد نے کہا۔

" بزرگوار، ہیلی کاپٹر ذرا فاصلے پر ہے۔ آدمی گیا ہوا ہے۔ ہم ذمہ دار آدمی ہیں۔ آپ رقم کی طرف سے بے فکر رہیں۔" ——— عمران نے بوڑھے کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے، اس میں موجود ہے نکال لو۔" ——— بوڑھے نے کہا اور عمران نے اس کے ہاتھ سے پائپ لے لیا جبکہ ابو نجد نے اسے

بیٹھنے میں مدد دی۔ عمران نے لوہے کی مضبوط ڈاٹ پائپ کے ایک سرے سے ہٹائی اور پھر پائپ کا کھلا ہوا سرا ڈاٹ پر آہستہ آہستہ مارنے لگا۔ چند لمحوں بعد زرد رنگ کے گول کاغذ کا سرا قدرے باہر کو نکل آیا تو عمران نے احتیاط سے اسے باہر نکال لیا۔ وہ واقعی ایک نقشہ تھا۔ عمران نے اسے بوڑھے کریم بابا کے سامنے کھول کر قالین پر رکھ دیا اور پھر غور سے اسے دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس کی آنکھوں میں تیز چمک آگئی۔ وہ واقعی اصل نقشہ تھا۔ زیر زمین ایسی تعمیرات کا جنہیں انتہائی خفیہ رکھا گیا تھا لیکن نقشہ سامنے آجانے کی وجہ سے ظاہر ہے اب وہ خفیہ نہ رہی تھیں۔ عمران نے بوڑھے سے چند پوائنٹس ڈسکس کئے اور پھر نقشہ بند کر کے اس نے جیب میں رکھا اور جیب سے ایک ہزار مصری پاؤنڈ کے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اس نے بابا کے سامنے رکھ دی۔

"یہ لیجئے باباجی۔ پورے ایک لاکھ ہیں اور نوٹوں پر سرکاری بینک کی مہر بھی موجود ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بوڑھا کریم نوٹوں کی اس گڈی پر اس طرح لپکا جیسے بھوکی چیل گوشت پر جھپٹتی ہے۔ اس کا چہرہ مسرت سے سرخ پڑ رہا تھا۔

"اوہ اوہ بہت بہت شکریہ۔ اب میں اپنی باقی عمر اطمینان سے گزار سکوں گا"۔۔۔۔ بوڑھے نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ نوٹ دیکھنے کے بعد اسے یہ خیال بھی نہ رہا تھا کہ ہیلی کاپٹر سے لے آنے والا عمران کا ساتھی تو واپس ہی نہ آیا تھا اور عمران نے نوٹ بجائے ہیلی کاپٹر سے لانے کی بجائے جیب سے ہی نکال کر دے دیئے تھے۔

عمران نے بوڑھے کریم بابا سے اجازت طلب کی اور پھر وہ سب اس

کے مکان سے باہر آگئے۔ صفدر ہیلی کاپٹر کے قریب موجود تھا۔ ظاہر ہے وہ عمران کا اشارہ سمجھتا تھا۔ اسے یہی معلوم تھا کہ ہیلی کاپٹر میں تو نوٹ نہیں ہیں اس لئے وہ وہیں رک گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر انہیں لئے ہوئے واپس قاہرہ کی طرف پرواز کر رہا تھا۔ ابوسنجد خود پائلٹ سیٹ پر تھا جبکہ عمران اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور باقی ساتھی عقبی سیٹوں پر تھے۔ عمران نے نقشہ نکالا اور اسے جھولی میں رکھ کر اس نے اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔

"ہم نے کتنا فاصلہ طے کر لیا ہے"۔۔۔۔۔۔ اچانک عمران نے سر اٹھاتے ہوئے ابوسنجد سے پوچھا۔

"کیوں، القیس کو کراس کر چکے ہیں"۔۔۔۔۔۔ ابوسنجد نے چونک کر پوچھا۔

"واپس چلو، اس نقشے کا ایک اور حصہ بھی ہو گا اگر وہ مل جائے تو زیادہ آسانی رہے گی۔ اس بوڑھے نے شاید اسے کسی دوسرے پائپ میں رکھا ہوا ہو گا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ابوسنجد نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو ٹرن دے کر واپس کیا اور دوبارہ اسامہ کی طرف بڑھنے لگا۔ تقریباً پندرہ منٹ کی پرواز کے بعد وہ اسامہ پہنچ گئے لیکن وہاں پہنچتے ہی وہ بری طرح چونک پڑے کیونکہ اسامہ کے چھوٹے سے قصبے میں کریم بابا کے گھر کے باہر لوگ کافی تعداد میں جمع نظر آرہے تھے۔

"اوہ کیا ہوا یہاں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے نیچے دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی خاص بات ہی نظر آتی ہے۔ کہیں اتنی زیادہ دولت کی وجہ سے اس بوڑھے کا ہارٹ تو فیل نہیں ہو گیا"۔۔۔۔۔۔ ابوسنجد نے ایک طرف کھلی

جگہ پر ہیلی کاپٹر لینڈ کرتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ ہیلی کاپٹر سے اُتر کر دوڑتے ہوئے بوڑھے کریم کی طرف بڑھ گئے۔

”کیا ہوا؟“ ——— عمران نے ایک آدمی سے پوچھا۔

”کریم بابا کو ہلاک کر دیا گیا ہے؟“ ——— اس آدمی نے کہا۔

”ہلاک کر دیا گیا، اوہ کس نے ہلاک کیا ہے۔ کیا بستی والوں نے؟“ ——— عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”جی نہیں ——— بستی والے تو کریم بابا کی بے حد عزت کرتے ہیں۔ آپ لوگوں کے جانے کے بعد دو جیپیں یہاں پہنچیں ہیں۔ ان میں دس مسلح غنڈے تھے۔ وہ گولیاں چلاتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے پہلے کریم بابا پر تشدد کیا پھر انہیں گولی مار دی اور جیپوں میں بیٹھ کر واپس چلے گئے؟“ ——— اس آدمی نے جواب دیا۔

”اوہ ویری سیڈ؟“ ——— عمران نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے کریم بابا کے گھر میں داخل ہوئے جہاں لوگ اکٹھے تھے۔ کریم بابا کی لاش ایک کمرے کے فرش پر پڑی تھی۔ اس کے چہرے پر شدید تھپڑوں کے آثار نمایاں تھے۔ چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔ واقعی اس پر ظالمانہ تشدد کیا گیا تھا۔

”یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ کیا اس بستی کے ہوں گے لیکن انہیں اتنی جلدی کیسے پتہ چل گیا کہ کریم بابا کے پاس ایک لاکھ مصری پاؤنڈ ہیں؟“ ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”جناب میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ وہ کون تھے۔ وہ بہت مشہور غنڈے [illegible] القیس [illegible] سب سے بڑا غنڈہ قابانی ساتھ تھا جناب، میں اسے

پہچانتا ہوں۔ میں اس کے کلب میں کام کر چکا ہوں؟“ ——— ایک نوجوان نے سرگوشیانہ انداز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کس کلب کی بات کر رہے ہو؟“ ——— عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

”قابانی کلب جناب القیس میں مشہور ہے۔ اس قابانی کو وہاں القیس میں موت کا فرشتہ کہتے ہیں؟“ ——— اس نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آؤ ابو نجد؟“ ——— عمران نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

”اب کیا کرنا ہے واپس چلیں، اب وہ دوسرا حصہ تو نہیں مل سکتا؟“ ابو نجد نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

”اسے چھوڑو، مجھے ایک اور شک پڑ رہا ہے۔ لوگانو کو یقیناً یہ علم ہو گیا ہے کہ ہم یہاں بوڑھے کریم بابا کے پاس آئے ہیں۔ اس نے اس غنڈے کو ہمیں اور بوڑھے کریم کو مارنے کے لئے بھیجا ہو گا بس چند منٹ کا فرق پڑ گیا اور بوڑھا مارا گیا۔ اب اس قابانی سے پوچھ گچھ کرنی ہو گی؟“ ——— عمران نے مکان سے نکل کر ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”ان کی جیپیں راستے میں ہی ہوں گی۔ ہم انہیں القیس پہنچنے سے پہلے ہی پکڑ سکتے ہیں؟“ ——— ابو نجد نے کہا اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر تیزی سے پرواز کرتا ہوا القیس کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ ابو نجد ہیلی کاپٹر کو اسی سڑک کے اوپر اڑائے چلا جا رہا تھا جو اسامہ قصبے سے القیس شہر کی طرف جاتی تھی اور عمران کی نظریں مسلسل نیچے سڑک پر ہی جمی ہوئی تھیں

نے ایک جدید تعمیر شدہ اور خوبصورت کوٹھی کے گیٹ کے سامنے جیپ روک دی۔ عمران نے راستے میں سالم سے انٹرویو کر کے پوچھ لیا تھا کہ قاہانی غیر شادی شدہ آدمی ہے اور یہاں صرف ملازموں کے ساتھ رہتا ہے۔

"بس تم جاؤ ہم خود ہی واپس آ جائیں گے۔" ——— ابو نجد نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کو ساتھ لے جاؤں گا' میں نہیں رک جاتا ہوں۔" ——— سالم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں بیٹے' ہمارا کام اس قسم کا ہے کہ تمہارے سامنے آنے سے تمہیں اور تمہارے باپ کو نقصان ہو سکتا ہے۔ تم واپس جاؤ۔" ——— ابو نجد نے زور دیتے ہوئے کہا اور سالم کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ ابو نجد کی بات نہیں سمجھ سکا لیکن بہرحال اس نے جیپ موڑی اور واپس چلا گیا اور ابو نجد کال بیل کے بٹن کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ عمران نے اسے روک دیا۔

"تم مشہور آدمی ہو اور اگر میرا خیال درست ہے کہ لوگا نو کو ہماری یہاں آمد کا پتہ لگ گیا تھا تو پھر انہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اس لئے تم خاموش رہو گے۔" ——— عمران نے کہا اور ابو نجد ہونٹ بھینچ کر پیچھے ہٹ گیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن دبایا تو چند لمحوں بعد سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک لمبی مونچھوں والا آدمی باہر نکل آیا۔ وہ حیرت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو خاص طور پر جولیا کو دیکھ رہا تھا۔

"قاہانی سے کہو خرطوم سے اس کے مہمان آئے ہیں۔" ——— عمران نے سوڈان کے دارالحکومت کا نام لیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا' آیئے ڈرائینگ روم میں۔" ——— نوجوان نے پیچھے ہٹتے

ہوئے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی اندر داخل ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈرائینگ روم میں پہنچ چکے تھے۔ چند لمحوں بعد دروازے کا پردہ ہٹا اور ایک دبلا پتلا لیکن انتہائی سخت گیر چہرے کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر حیرت تھی۔

"آپ کون صاحبان ہیں' میرا نام قاہانی ہے۔" ——— اس نے حیرت سے عمران' ابو نجد اور دوسرے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم خرطوم سے آئے ہیں مسٹر قاہانی' اور آپ کے لئے ایک بہت بڑا کام ہے ہمارے پاس' پچاس لاکھ مصری پاؤنڈ تمہیں مل سکتے ہیں بشرطیکہ تم ہمارے ساتھ مکمل تعاون کرو۔ ہمیں یہی بتایا گیا ہے کہ القیس میں تم یہ کام کر سکتے ہو۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کام ——— کیسا کام۔" ——— قاہانی نے چونک کر کہا۔ لاکھوں مصری پاؤنڈ سن کر اس کی آنکھوں میں یکلخت تیز چمک ابھر آئی تھی۔

"کام بھی آسان ہے۔ بالکل اسی طرح کا کام جس طرح تم نے ابھی اسامہ قصبے میں سر انجام دیا ہے۔" ——— عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اسامہ ——— اوہ اوہ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔" ——— قاہانی نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔

"جو بڑا کام دیتے ہیں وہ پہلے ہر چیز کی معلومات رکھتے ہیں۔ جس طرح تمہیں بوڑھے کریم بابا کو قتل کرنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئی اسی طرح یہ بھی آسان سا کام ہے۔" ——— عمران نے جواب دیا۔

"تم ——— تم کون ہو۔" ——— قاہانی نے یکلخت ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور اس کا ہاتھ تیزی سے اپنے کوٹ کی جیب کی طرف رینگا لیکن اسی لمحے عمران

سے ہاتھ میں ریوالور نظر آنے لگا۔

"خبردار ہاتھ باہر رکھو ورنہ"۔۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو سر کا مخصوص اشارہ کیا تو وہ بجلی کی سی تیزی سے اُٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"کون ہو تم"۔۔۔۔۔۔ قاہانی نے اس بار غرانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"گھبرا کیوں گئے ہو، کام لے کر آئے ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ریوالور اٹھائے سامنے کھڑے قاہانی کی طرف بڑھ گیا۔

پھر اس سے پہلے کہ قاہانی کچھ سمجھتا عمران کا بایاں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور قاہانی جس کی نظریں عمران کے دائیں ہاتھ پر جمی ہوئی تھیں جس میں اس نے ریوالور پکڑا ہوا تھا اس لئے وہ سنبھل ہی نہ سکا اور عمران کی مڑی ہوئی انگلی کی زوردار ضرب کنپٹی پر کھا کر وہ چیختا ہوا نیچے قالین پر گرا۔ اس کے ساتھ ہی عمران کی لات حرکت میں آئی اور قاہانی کا تڑپتا ہوا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ ابو نجد خاموش صوفے پر بیٹھا رہا۔ اس نے عمران یا اس کے ساتھیوں کے کسی کام میں دخل نہ دیا تھا قاہانی کے بیہوش ہوتے ہی عمران نے ریوالور جیب میں رکھا اور پھر جھک کر اس نے قاہانی کو اٹھایا اور اسے صوفے پر ڈال کر اس نے اپنی بیلٹ کھولی اور اس کے دونوں بازو اس کی پشت پر کر کے اس نے بیلٹ سے انہیں جکڑ دیا اور پھر اسے اٹھا کر صوفے سے ایک کونے میں پہنچا دیا۔ اسی لمحے اس کے ساتھی بھی اندر آ گئے۔

"کوٹھی میں آٹھ افراد تھے۔ انہیں بیہوش کر دیا ہے"۔۔۔۔۔۔

صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے آپ لوگ باہر کا خیال رکھیں میں اس سے پوچھ گچھ مکمل کر لوں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور صفدر اور تنویر دونوں واپس باہر چلے گئے جبکہ جولیا وہیں ٹھہر گئی۔

عمران نے قاہانی کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے اور چند لمحوں بعد قاہانی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"تمہیں کس نے کریم بابا کو گولی مارنے کے لئے کہا تھا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے اس کے ہوش میں آتے ہی غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کک کک کون کریم بابا۔ میں کسی کریم بابا کو نہیں جانتا"۔۔۔۔۔۔ قاہانی نے اپنے بازو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"تو تم انکار کر رہے ہو، ٹھیک ہے پھر تیار ہو جاؤ"۔۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی ایک جیب سے تیز دھار خنجر نکال لیا۔

"تم۔ تم کون ہو۔۔۔ مم مم میرا کسی کریم بابا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"۔۔۔۔۔۔ قاہانی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا عمران کا خنجر حرکت میں آ گیا اور قاہانی کے حلق سے نکلنے والی زوردار چیخ سے ڈرائینگ روم گونج اٹھا۔ عمران نے خنجر سے اس کا ایک نتھنا آدھے سے زیادہ چیر دیا تھا۔

"بولو۔ بولو۔ جواب دو"۔۔۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ دوبارہ حرکت میں آیا اور اس بار قاہانی کے حلق سے ایسی کربناک چیخ نکلی جیسے اس کی روح اس کے دوسرے نتھنے میں

رکی ہوئی تھی اور اس نتھنے کے چرتے ہی وہ چیخ کے ساتھ ہی پرواز کر گئی ہو۔ قاہانی صوفے کی دوسری سائیڈ پر گر کر بری طرح تڑپنے لگا۔ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں خنجر اس کے لباس سے صاف کیا اور پھر اسے جیب میں رکھ دیا۔ قاہانی ایک بار پھر بیہوش ہو چکا تھا۔ اس کی ناک کے دونوں نتھنوں سے خون بہہ رہا تھا۔ دونوں نتھنے چرنے کی وجہ سے اس کی پیشانی کے درمیانی ایک رگ ابھر آئی تھی۔ عمران نے آہستہ سے مڑی ہوئی انگلی کا ہک اس پر مارا تو قاہانی کا جسم بری طرح تڑپا اور اس کے ساتھ ہی وہ ہوش میں آگیا۔ وہ ذبح کی ہوئی بکری کی طرح تڑپ رہا تھا۔ اس کے منہ سے چیخوں کی بجائے اب خرخراہٹ جیسی آوازیں نکل رہی تھیں۔

" بولو کس نے کہا تھا کہ تم کریم بابا کو گولی مار دو" ـــــ عمران نے پیشانی کی رگ پر زیادہ زور سے ضرب لگاتے ہوئے کہا اور قاہانی کا چہرہ اس طرح پسینے سے تر ہو گیا جیسے وہ ابھی غسل کر کے آیا ہو۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح مسخ ہو گیا تھا۔ آنکھیں پھٹ گئی تھیں۔

" بولو ورنہ ...." ـــــ عمران نے ایک اور ضرب لگائی تو اس بار قاہانی کے حلق سے زوردار چیخ نکلی۔

" بب بب بتاتا ہوں ـ خدا کے لئے مت مارو۔ میں مر جاؤں گا' بتاتا ہوں" ـــــ قاہانی نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

" بولو اور بولتے جاؤ ورنہ اس بار جو ضرب لگے گی وہ تمہاری روح کو بھی زخمی کر دے گی" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

" مجھے' مجھے عبدالناصر نے کہا تھا" ـــــ قاہانی نے چیختے ہوئے

لہجے میں کہا اور صوفے پر بیٹھا ہوا ابو نجد بھی چونک پڑا۔

" کون عبدالناصر ـ تفصیل بتاؤ" ـــــ عمران نے مڑی ہوئی انگلی کا ہک اس کی پیشانی کے اوپر لہراتے ہوئے پوچھا۔

" بوگانو کا چیف عبدالواحد کا بیٹا عبدالناصر" ـــــ قاہانی نے جواب دیا اور عمران کے ہونٹ بھنچ گئے۔

" وہ تمہیں کیسے جانتا ہے۔ کیا کہا تھا اس نے پوری تفصیل بتاؤ" عمران نے غراتے ہوئے پوچھا۔

" وہ میرا بچپن کا دوست اور کلاس فیلو ہے۔ اس کا باپ عبدالواحد قاہرہ میں اسلحے کا بہت بڑا تاجر تھا۔ میرا باپ بھی قاہرہ میں رہتا تھا اور وہ اس کا دوست تھا اس لئے ہم دونوں بھی دوست تھے۔ عبدالواحد ایک خفیہ تنظیم بوگانو کا سربراہ تھا پھر وہ مر گیا تو اس کی جگہ عبدالناصر بوگانو کا چیف بن گیا۔ اس سے کبھی کبھار قاہرہ میں ملاقات ہو جاتی تھی۔ میں القیس میں اپنے آبائی شہر میں ایڈجسٹ ہو گیا۔ یہاں میں نے ایک کلب کھول لیا۔ عبدالناصر نے دوستی کی بنا پر مجھے بوگانو کا القیس میں ایجنٹ بنا دیا۔ وہ مجھے ہر ماہ بھاری معاوضہ دیتا تھا لیکن آج تک کوئی کام نہ لیا تھا۔ پھر اس کا فون آگیا۔ اس نے بتایا کہ اسامہ میں بوڑھے کریم بابا کو فوری ہلاک کرنا ہے کیونکہ اس نے بتایا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ قاہرہ میں اس کے خاص آدمی ابو نجد سے مل کر بوگانو کے خلاف کام کر رہا ہے۔ کریم بابا جو اس کے باپ کا دوست تھا وہ انتہائی قابل انجینئر تھا اور اس نے عبدالواحد کے کہنے پر بوگانو کے لئے ہیڈ کوارٹر تعمیر کیا تھا۔ ہیڈ کوارٹر کو خفیہ رکھنے کے لئے اس کی تعمیر میں حصہ لینے والے ہر شخص

کو ہلاک کر دیا گیا تھا مگر کریم بابا چونکہ اس کے ڈیڈی کا دوست تھا اس لئے وہ زندہ رہ گیا۔ اب اگر اس گروپ نے کریم بابا سے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیلات حاصل کر لیں تو ہیڈ کوارٹر کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس نے مجھے فوری طور پر اسامہ پہنچنے اور اُسے ختم کرنے کا حکم دیا چنانچہ میں اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچا تو مجھے بتایا گیا کہ چند اجنبی ہیلی کاپٹر پر آئے تھے اور کریم بابا سے مل کر ہیلی کاپٹر پر واپس چلے گئے ہیں۔ میں نے کریم بابا پر تشدد کر کے معلومات کیں تو پتہ چلا کہ کریم بابا نے ان اجنبیوں کے ہاتھ ایک لاکھ مصری پاؤنڈ میں کوئی نقشہ فروخت کیا ہے۔ میں نے کریم بابا کو گولی ماردی اور اس سے ایک لاکھ پاؤنڈ بھی چھین لئے اس کے بعد میں فوری طور پر واپس آگیا اور اب یہاں رہ کر عبدالناصر کی کال کا انتظار کر رہا تھا تاکہ اسے رپورٹ دے سکوں کہ تم لوگ آ گئے ہو۔" ——— قاہانی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس سے رابطہ کیسے ہوتا ہے:" ——— عمران نے پوچھا۔

"وہ خود فون کرتا ہے۔ مجھے اس کے فون کا علم نہیں ہے"

قاہانی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

"اس عبدالناصر کا حلیہ بھی پوچھ لو۔" ——— ابوسخد نے کہا۔

"وہ میں جانتا ہوں، مادام تاؤ نے مجھے بتا دیا تھا لیکن میرا خیال تھا کہ وہ چیف نہ ہوگا بلکہ کوئی دوسرا آدمی ہوگا۔ بہرحال اب پتہ چل گیا کہ وہی لوگانو کا چیف باس ہے۔" ——— عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

"تم نے بوڑھے کریم بابا پر نہ صرف تشدد کیا تھا بلکہ اسے ہلاک بھی کیا تھا اس لئے تمہاری موت پر مجھے کوئی افسوس نہ ہوگا۔" ——— عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے ریوالور کے دھماکے کے ساتھ ہی گولی قاہانی کی پیشانی میں سوراخ کر گئی اور قاہانی چیخے بغیر ہی ایک بار تڑپ کر ساکت ہو گیا۔ عمران نے اسے پلٹ کر اس کی کلائیوں کے گرد بندھی ہوئی اپنی بیلٹ کھولی اور پھر وہ ابوسخد اور جولیا کو باہر آنے کا اشارہ کرتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر عمران کے حکم پر تنویر اور صفدر نے پوری کوٹھی کی تلاشی لے ڈالی۔ نہ صرف نوٹوں کی وہ گڈی جو عمران نے کریم بابا کو دی تھی ایک خفیہ سیف سے مل گئی بلکہ اس میں اس جیسی بیس پچیس اور گڈیاں بھی مل گئیں۔

"یہ تم رکھ لو اخراجات کے طور پر۔" ——— عمران نے اپنے والی گڈی جیب میں ڈالتے ہوئے دوسری گڈیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ابوسخد سے کہا۔

"مجھے ضرورت نہیں ہے۔" ——— ابوسخد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے پر خاصے اخراجات آئیں گے ابوسخد اور لوگانو کا مال لوگانو پر ہی خرچ ہونا چاہیے اس لئے انہیں اٹھا لو۔" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ابوسخد نے اس بار گڈیاں اٹھا لیں اور پھر ملازموں کو ویسے ہی بیہوش چھوڑ کر وہ کوٹھی سے نکلے اور پھر پیدل ہی ابومعافہ کے فارم کی طرف بڑھ گئے۔

"اس کا مطلب ہے کہ عبدالناصر کو یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ میں تمہارے ساتھ مل گیا ہوں۔" ——— ابوسخد نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں، ایسی صورت میں یقیناً قاہرہ میں اس نے تمہاری واپسی پر تمہیں ہلاک کرنے کا پروگرام ضرور بنا رکھا ہوگا"۔۔۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"میری فکر مت کرو، میں فارم سے فون کر کے اپنے آدمیوں کو الرٹ کر دوں گا اور ہمارے پہنچنے تک جس نے بھی یہ مخبری کی ہوگی اس کی لاش کسی چوک پر پہنچ چکی ہوگی"۔۔۔۔۔ ابو نجد نے کہا اور عمران خاموش ہو گیا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی عبدالناصر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔۔۔ عبدالناصر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"باس، ایک بری خبر ہے"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"بری خبر۔۔ کیسی بری خبر"۔۔۔۔۔ عبدالناصر نے چونک کر پوچھا۔

"باس میں نے قاہانی سے رابطے کے لئے اس کے کلب فون کیا تو وہاں سے بتایا گیا کہ قاہانی اپنی رہائش گاہ پر ہے۔ اس کے اسسٹنٹ نے بتایا کہ قاہانی ساتھیوں سمیت دو جیپوں میں بیٹھ کر اسامہ گیا تھا اور وہاں چند اجنبی جو ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر آئے تھے، کریم بابا سے مل کر واپس ہیلی کاپٹر پر چلے گئے تھے۔ قاہانی نے کریم بابا پر تشدد کیا تو کریم بابا نے بتایا کہ اس نے ایک لاکھ مصری پاؤنڈ میں اجنبیوں کو کوئی پرانا نقشہ فروخت کیا ہے۔ اس پر قاہانی نے کریم بابا کو گولی مار کر ہلاک کر دیا اور وہ رقم لے کر واپس القیس آ گئے۔ قاہانی اپنی رہائش گا

پر اتر گیا۔ اس نے کہا کہ جیسے ہی ہیڈ کوارٹر کی طرف سے کال آئے اسے رہائش گاہ پر ڈائریکٹ کر دیا جائے لیکن کال ڈائریکٹ کرنے پر دوسری طرف سے کوئی رلیسیور نہ اٹھا رہا تھا چنانچہ میں نے اس کے اسسٹنٹ کو ہدایت کی کہ وہ خود قاہانی کی رہائش گاہ پر پہنچ کر معلوم کرے کہ وہاں سے کال کیوں اٹنڈ نہیں کی جا رہی۔ میں نے اسے کہا کہ میں اب قاہانی کی رہائش گاہ پر براہ راست کال کروں گا۔ نمبر میں نے اس کے اسسٹنٹ سے پوچھ لیا تھا۔ پھر دس منٹ بعد میں نے جب کال کی تو اس اسسٹنٹ نے فون اٹنڈ کیا۔ اس نے بتایا ہے کہ قاہانی کو گولی مار دی گئی ہے اور اس کے ملازموں کو بیہوش کر دیا گیا تھا۔ ایک ملازم نے بتایا ہے کہ چار مرد اور ایک عورت جو پانچوں مصری تھے' پیدل چل کر آئے اور انہوں نے کہا کہ وہ سوڈان سے آئے ہیں۔ انہوں نے یہ واردات کی ہے۔ سیف بھی ٹوٹا پڑا ہوا ہے اور اس میں موجود تمام رقم بھی غائب ہے۔" ——— سیکرٹری نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ رقم غائب ہونے کا مطلب ہے کہ یہ لوگ کوئی مجرم تھے جنہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ قاہانی ایک لاکھ پونڈ اسامہ سے لے آیا ہے۔ انہوں نے یہ واردات کی ہو گی۔ تم اسے چھوڑو۔ اصل بری خبر یہ ہے کہ اس کریم بابا نے یقیناً اس گروپ کے ہاتھ ہیڈ کوارٹر کا ہی نقشہ فروخت کیا ہو گا۔ اتنی بھاری رقم ایسے ہی نقشے کی خاطر دی جا سکتی ہے۔ وہ لوگ قاہرہ پہنچ گئے ہوں گے۔ اب ان کا قاہرہ میں فوری خاتمہ ضروری ہو گیا ہے۔" ——— عبدالناصر نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رلیسیور رکھا اور اٹھ کر تیزی سے عقبی الماری کی طرف مڑ گیا۔

چند لمحوں بعد اس نے الماری میں موجود ٹرانسمیٹر پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع

کر دی۔

" ہیلو ہیلو' ہیڈ کوارٹر کالنگ اٹارم' اوور۔" ——— عبدالناصر نے فریکونسی ایڈجسٹ کر کے کال دینی شروع کر دی لیکن مسلسل کال دینے کے باوجود جب دوسری طرف سے کال اٹنڈ نہ کی گئی تو اس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کیا اور ایک بار پھر نئی فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے ایک بار پھر بٹن آن کیا۔

" ہیلو ہیلو ہیڈ کوارٹر کالنگ' اوور۔" ——— عبدالناصر نے بدلے ہوئے لہجے میں بار بار کال دینی شروع کر دی۔

" یس زیرو زیرو الیون اٹنڈنگ' اوور۔" ——— چند لمحوں بعد ایک باریک سی آواز سنائی دی۔

" چیف باس سے بات کرو' اوور۔" ——— عبدالناصر نے اسی طرح بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

" یس سر' اوور۔" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور عبدالناصر چند لمحوں کے لئے خاموش ہو گیا۔

" ہیلو زیرو زیرو الیون ——— چیف باس بول رہا ہوں' اوور۔" ——— چند لمحوں کی خاموشی کے بعد عبدالناصر نے اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" یس چیف' اوور۔" ——— دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

" زیرو زیرو الیون ——— اٹارم کال کا جواب نہیں دے رہا۔ تم فوراً اس بارے میں معلومات حاصل کرو۔ میں دوبارہ آدھے گھنٹے بعد تمہیں کال کروں

گا۔ اوور۔" ——— عبدالناصر نے کہا۔

"یس باس۔ اوور۔" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی عبدالناصر نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ وہ ٹرانسمیٹر آف کر کے کرسی پر نہ بیٹھا بلکہ کمرے میں بے چینی کے عالم میں ٹہلنے لگا۔ پھر اسی طرح ٹہلتے ٹہلتے باس نے آدھا گھنٹہ گزار دیا اور ایک بار پھر زیرو زیرو الیون کو کال کیا۔

"باس میں نے معلومات حاصل کر لی تھیں۔ اسٹارم ہلاک ہو چکا ہے اور نہ صرف خود بلکہ اس کے گروپ کے چھ خاص آدمی بھی ہلاک کر دیئے ہیں۔ جو کچھ بتایا گیا ہے اس کے مطابق اسٹارم کے گیم ہاؤس میں دس نقاب پوش داخل ہوئے اور انہوں نے وہاں بے تحاشا فائرنگ کر کے لوگوں کو ہلاک کر دیا اور اسی طرح فائرنگ کرتے ہوئے وہ اسٹارم کے دفتر میں گھس گئے جہاں اسٹارم اپنے چھ خاص ساتھیوں سمیت کسی میٹنگ میں مصروف تھا۔ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے اس لئے انہیں باہر ہونے والی فائرنگ کا علم بھی نہ ہو سکا اور ان نقاب پوشوں نے اسٹارم اور اس کے چھ ساتھیوں کو وہیں ایک کمرے میں بھون ڈالا اور پھر گیم ہاؤس سے نکل کر غائب ہو گئے ہیں۔ اوور۔" ——— زیرو زیرو الیون نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا اور عبدالناصر کے چہرے پر موجود پریشانی کے تاثرات یہ رپورٹ سنتے ہی کچھ اور بڑھ گئے۔

"یہ کیسے ہو گیا ——— اوہ۔ اس ابونجد کا معلوم کرو۔ یہ یقیناً اس کے آدمیوں کا کام ہو سکتا ہے ورنہ اور کسی میں یہ جرأت نہیں ہے کہ اسٹارم پر ہاتھ ڈال سکے۔ اوور۔" ——— عبدالناصر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ میں نے پہلے ہی اپنے آدمیوں کو ابونجد کے بارے میں رپورٹ لانے کے لئے کہہ دیا ہے لیکن ابھی تک اس کی طرف سے رپورٹ نہیں مل سکی۔ اوور۔" ——— زیرو زیرو الیون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو زیرو زیرو الیون ——— پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ تنظیم کے خلاف کام کرنے کے لئے قاہرہ پہنچا تھا اور ابونجد غداری کرتے ہوئے اس سے مل گیا تھا۔ انہوں نے اسامہ میں ایک بوڑھے سے ہیڈ کوارٹر کا نقشہ بھی خرید لیا ہے۔ ابونجد اسامہ ساتھ گیا تھا۔ میں نے سٹارم کو حکم دے دیا تھا کہ جیسے ہی ابونجد واپس آئے اُسے ہلاک کر دیا جائے لیکن اب اسٹارم کی اس طرح ہلاکت بتا رہی ہے کہ لازماً ابونجد کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ اسٹارم نے اس کی مخبری کی ہے۔ اس نے ہی اسے اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کیا ہو گا۔ اب تم نے یہ ڈیوٹی سنبھالنی ہے کہ اس ابونجد اور اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے گروپ کو ہر صورت میں ہلاک کرنا ہے۔ اوور۔" ——— عبدالناصر نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس آپ مجھے پہلے حکم دے دیتے تو اب تک ایسا ہو چکا ہوتا۔ آپ بے فکر رہیں میں اپنے گروپ کو فوری طور پر حرکت میں لے آتا ہوں۔ اوور۔" ——— زیرو زیرو الیون نے کہا۔

"تم کتنی دیر میں رپورٹ دے سکتے ہو۔ اوور۔" ——— عبدالناصر نے پوچھا۔

"مکمل رپورٹ دو گھنٹے کے اندر اندر آپ تک پہنچ جائے گی۔ اوور۔" زیرو زیرو الیون نے کہا۔

"او۔ کے، اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ عبدالناصر نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر الماری بند کر کے وہ دوبارہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے جلدی سے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"عاکف سے بات کراؤ جلدی"۔۔۔۔ عبدالناصر نے کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عبدالناصر نے رسیور اٹھا لیا۔

"عاکف سے بات کیجئے باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سیکرٹری نے کہا۔

"ہیلو عاکف بول رہا ہوں"۔۔۔۔ مؤدبانہ لہجے میں ایک آواز سنائی دی۔

"عاکف، صورت حال انتہائی پیچیدہ ہو گئی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ابوسجد کے ساتھ مل کر اس بوڑھے کریم بابا سے کوئی پرانا نقشہ خریدا ہے۔ یہ نقشہ لازماً ہیڈ کوارٹر کا ہی ہو گا۔ میں نے گو قاہرہ میں اس ابوسجد اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے گروپ کی فوری ہلاکت کے احکام دے دیئے ہیں لیکن جس انداز میں یہ لوگ کام کر رہے ہیں اس سے مجھے خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں یہ لوگ اس نقشے کی مدد سے ہیڈ کوارٹر نہ پہنچ جائیں"۔۔۔۔ عبدالناصر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"باس کسی قسم کا فکر نہ کریں، جو نقشہ اس بوڑھے کے پاس ہو گا، وہ انتہائی پرانا ہو گا۔ اس کے بعد آپ کے والد نے ہیڈ کوارٹر میں اور خاص

طور پر اس کے خفیہ راستوں میں بے حد تبدیلیاں کرا دی تھیں جن کا یقیناً اس نقشے میں ذکر ہی نہ ہو گا۔ اس لئے اس نقشے کے تحت وہ کسی صورت بھی ہیڈ کوارٹر میں داخل نہیں ہو سکتے بلکہ میرا خیال ہے کہ اگر وہ اس نقشے کے تحت ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کے لئے الظاہر میں داخل ہوئے تو ان کو زیادہ آسانی سے ٹریپ کیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے عاکف نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ، اوہ کیسے"۔۔۔۔ عبدالناصر نے چونک کر پوچھا۔

"باس پرانے نقشے کے مطابق ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کا راستہ نخلستان کی طرف سے رکھا گیا تھا۔ پھر اس نخلستان کو ویران کر دیا گیا تاکہ ہیڈ کوارٹر محفوظ رہ سکے لیکن بعد میں اسے بلاک کر کے راستہ اسام کی طرف سے نکال دیا گیا۔ اب اگر یہ لوگ اس نقشے کے مطابق ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونا چاہیں گے تو یہ لازماً سہونا پہنچیں گے جہاں ہمارے آدمی آسانی سے انہیں گھیر سکتے ہیں اور ان کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ عاکف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری گڈ۔۔ ٹھیک ہے تم اپنے خاص آدمی وہاں بھجوا دو اور جیسے ہی یہ لوگ وہاں پہنچیں ان کا یقینی خاتمہ کر دو۔ ہیڈ کوارٹر کو بہرحال محفوظ رہنا چاہیے"۔۔۔۔ عبدالناصر نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس، سہونا سے وہ نہ بھاگ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے اور ان کا شکار ہمارے لئے انتہائی آسان ہو جائے گا"۔۔۔۔ عاکف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ تم نے میری بہت بڑی پریشانی دور کر دی ہے"۔۔۔۔ عبدالناصر

نے اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو فکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے باس۔ ہیڈ کوارٹر میں تو کسی کے داخل ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ ہمارے انتظامات ایسے ہیں کہ الظاہر ریگستان کی حدود میں داخل ہونے والی مکھی بھی ہماری نظروں سے نہیں بچ سکتی اور اگر پورے مصر کی فوج بھی آ جائے تو ہم آسانی سے ان کو ہلاک کر سکتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ عاکف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے اب تم پورے الظاہر میں موت کے جال پھیلا دو۔ اگر یہ لوگ یہاں آئیں تو کسی صورت بھی بچ کر نہ جا سکیں۔ ویسے مجھے پورا یقین ہے کہ ان کا خاتمہ قاہرہ میں ہی کر لیا جائے گا"۔۔۔۔۔۔ عبدالناصر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات موجود تھے۔ اب اسے صرف زیرو زیرو الیون کی طرف سے رپورٹ کا انتظار تھا اور پھر طویل انتظار کے بعد آخر کار زیرو زیرو الیون کی کال آ ہی گئی اور عبدالناصر نے ٹرانسمیٹر کال کی آواز سنتے ہی جلدی سے اٹھ کر الماری میں موجود ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ زیرو زیرو الیون کالنگ۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ بٹن دبتے ہی زیرو زیرو الیون کی باریک سی آواز سنائی دی۔

"یس ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ عبدالناصر نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چیف باس سے بات کرائیں۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عبدالناصر نے چند لمحوں کے لئے خاموشی اختیار کر لی۔

"ہیلو چیف باس اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد عبدالناصر

نے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"چیف میں نے تمام معلومات حاصل کر لی ہیں۔ ابوسجد تین مردوں اور ایک عورت کے ساتھ وادی کلابش میں لومڑیوں کا شکار کھیلنے گیا ہوا ہے اور اشارم اور اس کے ساتھیوں کو بھی ابوسجد کے مخصوص آدمی سلام کے گروپ نے ہلاک کیا ہے۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ زیرو زیرو الیون نے کہا۔

"پوری رپورٹ دو۔ یہ سب واقعہ کیسے ہوا اور ابوسجد کب گیا ہے۔ اوور"۔ عبدالناصر نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس ابوسجد کا خاص آدمی ہے رامش۔ وہ میرا بھی خاص آدمی ہے۔ میں نے رامش سے تمام معلومات حاصل کی ہیں۔ رامش نے بتایا ہے کہ ابوسجد نے فون پر سلام سے رابطہ قائم کیا اور اسے کہا کہ اس کی مخبری کی گئی ہے اور القیس میں کسی بدمعاش قاہانی نے اسامہ میں ان پر حملہ کیا ہے۔ اس لئے فوراً اس مخبر کا پتہ چلایا جائے اور اسے ہلاک کر دیا جائے۔ سلام ایسے معاملات میں بے حد ہوشیار آدمی ہے۔ اس نے ایک گھنٹے کے اندر اندر اس بات کی تصدیق کر لی کہ ابوسجد کے اسامہ جانے کی بابت اشارم نے معلومات حاصل کی تھیں۔ چنانچہ اس نے اشارم اور اس کے سارے ساتھیوں پر ریڈ کر کے انہیں ہلاک کر دیا۔ ابوسجد نے اپنی رہائش گاہ پہنچ کر دوبارہ سلام سے رابطہ کیا تو سلام نے اسے ساری رپورٹ دی چونکہ یہ رابطہ رامش کے ذریعے ہوا تھا۔ اس لئے رامش نے ساری گفتگو سنی تھی۔ پھر ابوسجد نے سلام سے کہا کہ وہ فوری طور پر اپنے چار آدمیوں سمیت تیار ہو کر اس کی رہائش گاہ پر پہنچ جائے کیونکہ ابوسجد اپنے مہمانوں سمیت وادی کلابش میں لومڑیوں کا شکار کھیلنے جانا چاہتا ہے اور سلام اپنے چار آدمیوں سمیت ساتھ جائے

گا. چنانچہ سلام نے فوری انتظامات کر لئے. پھر یہ سب لوگ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے وادی کلالبش روانہ ہو گئے ہیں. میں نے جب رامش سے معلومات حاصل کیں تو یہ لوگ روانہ ہو چکے تھے' اوور" ——— زیرو زیرو الیون نے جواب دیتے ہوئے کہا.

" وادی کلالبش میں یہ ابو نجد کس کے پاس ٹھہرتا ہے' اوور" ——— عبدالناصر نے پوچھا.

" میں نے یہ بات رامش سے معلوم کر لی ہے. وادی کلالبش میں ابو نجد کی باقاعدہ رہائش گاہ موجود ہے. وادی کلالبش کے سرحدی قصبے ہدرات میں یہ بالکل گاہ ہے. ابو نجد اکثر لومڑیوں کے شکار کے لئے وہاں جاتا رہتا ہے. وہ وہیں گیا ہو گا' اوور" ——— زیرو زیرو الیون نے جواب دیتے ہوئے کہا.

" او کے' تم اب قاہرہ میں پوری طرح ہوشیار رہنا' جیسے ہی یہ لوگ واپس آئیں تم نے ان کا فوری طور پر شکار کھیلنا ہے' اوور" ——— عبدالناصر نے جواب دیتے ہوئے کہا.

" یس باس آپ بے فکر رہیں' اوور" ——— زیرو زیرو الیون نے جواب دیا اور عبدالناصر نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا. اس کے بعد اس نے الماری بند کی اور دوبارہ کرسی پر آکر بیٹھ گیا.

" وادی کلالبش تو الظاہر سے بہت دور ہے. یہ لوگ وہاں کیا کرنے گئے ہوں گے. یقیناً یہ سب دھوکہ ہو گا. یہ وہاں نہیں گئے ہوں گے. یہ لازماً الظاہر آئے ہوں گے اور یہاں عاکف ان کا شکار کھیلنے کا منتظر ہو گا" ——— عبدالناصر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس نے ایک بار پھر عاکف کو ہوشیار کرنے کے لئے فون کی طرف ہاتھ بڑھا دیا.

دور دور تک پھیلے ہوئے صحرا پر ایک بڑا ہیلی کاپٹر خاصی تیز رفتاری سے پرواز کرتا ہوا شمال مشرق کی طرف بڑھا جا رہا تھا. پائلٹ سیٹ پر ابو نجد موجود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹوں پر عمران' صفدر اور تنویر بیٹھے ہوئے تھے. انہیں قاہرہ سے پرواز کئے دو گھنٹے گزر چکے تھے جبکہ صحرا میں داخل ہوئے انہیں صرف بیس منٹ ہوئے تھے. ان کی منزل الظاہر نامی صحرا کے شمال مشرق میں واقع ایک قصبہ لاغوت تھا. عمران نے کریم بابا سے حاصل کردہ نقشے کو سامنے رکھتے ہوئے مصری صحراؤں کے تفصیلی نقشے کے مطابق ابوگانو کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کے لئے ایک پلاننگ کی تھی اور اسی پلاننگ کے تحت وہ اس وقت لاغوت کی طرف اُڑے جا رہے تھے. عمران کے کہنے پر ابو نجد نے سلام اور اس کے ساتھیوں کو ایک اور صحرائی وادی کلالبش کی طرف روانہ کر دیا تھا اور ساتھ ہی پورے گروپ میں یہ بات مشہور کرا دی تھی کہ ابو نجد بھی اپنے مہمانوں کے ساتھ وادی کلالبش گیا ہے

تاکہ وہاں صحرائی لومڑیوں کا شکار کھیل سکے لیکن وادی کلابش صرف سلام اور اس کے ساتھی گئے تھے جبکہ عمران اور اس کے ساتھی قاہرہ سے نکلنے کے بعد الظاہر کی طرف مڑ گئے تھے۔

"عمران صاحب، ہم براہ راست بھی تو پہنچ سکتے تھے ہمیں پھر اتنا لمبا چکر کاٹ کر جانے کی کیا ضرورت ہے" ——— ابو نجد نے عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سچ سچ بتا دوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سچ سچ ـــ کیا مطلب۔ کیا آپ نے مجھ سے پہلے کچھ چھپایا ہے" ابو نجد نے حیران ہو کر کہا۔

"نامحرموں کی نظروں سے بہت کچھ چھپانا پڑتا ہے" ——— عمران نے جواب دیا اور ابو نجد چند لمحوں کے لئے اس طرح خاموش ہو گیا جیسے وہ عمران کی بات کا مطلب سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"تم خاموش نہیں بیٹھ سکتے" ——— جولیا نے مڑ کر عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا اور جولیا کے ڈانٹنے پر ابو نجد بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوہ۔ اوہ اچھا، میں سمجھ گیا آپ کی بات کا مطلب" ——— ابو نجد نے جولیا کو معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے ہنس کر کہا تو جولیا نے بے اختیار منہ دوسری طرف کر لیا۔

"یہ اور خاموش ہو جائے ـــ ہونہہ" ——— صفدر کے ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر نے بے اختیار ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔

"صفدر ہی مجھے خاموش نہیں ہونے دیتا۔ ہزار بار کہا ہے کہ خطبہ نکاح یاد کر لو لیکن۔۔۔۔" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار

صفدر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"خطبہ نکاح ـــ کیا مطلب" ——— ابو نجد نے ایک بار پھر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اگر تم نے اسی طرح ہر بات کا مطلب پوچھنا شروع کر دیا تو مجھے قاہرہ میں موجود بلیک سٹار ہوٹل کو سنٹر تعلیم بالغاں میں بدلنا پڑے گا" ——— عمران نے جواب دیا اور ابو نجد بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ کی باتیں سمجھنے کے لئے تو مجھے واقعی ایسا کرنا پڑے گا" ——— ابو نجد نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تنویر کو وہاں مانیٹر بنا لینا، یہ اب واقعی بالغ ہو چکا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب پلیز" ——— صفدر نے تنویر کا چہرہ بگڑتے دیکھ کر عمران کی منت کرتے ہوئے کہا۔

"میں تو تنویر کے مانیٹر بننے پر سو فیصد پلیز ہوں، جولیا سے البتہ پوچھ لو" عمران بھلا کہاں اتنی آسانی سے باز آنے والا تھا۔

"اب اگر تم نے بکواس کی تو گولی مار دوں گی۔ تمہیں کس نے یہ حق دیا ہے کہ جو تمہارے منہ میں آئے بکواس کرتے چلے جاؤ۔ تمہیں کسی کا لحاظ ہی نہیں" جولیا نے بے اختیار پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"اسی لحاظ کے مارے تو عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا ہوں۔ ویسے ایک بات ہے عقبی سیٹ پر بیٹھنے کا یہ فائدہ تو ہے کہ آدمی غضبناک نگاہوں سے تو بچا رہتا ہے ـــ کیوں صفدر" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔

"عمران صاحب، میں نے جو سوال کیا تھا آپ اسے تو گول ہی کر گئے"۔۔۔۔ ابو نجد نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ شاید اس بات پر گھبرا گیا تھا کہ کہیں یہ لوگ آپس میں لڑ ہی نہ پڑیں۔

"جب تک سوال گول نہ ہو جواب کیسے گول ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"کمال ہے عمران صاحب، آپ کا واقعی جواب نہیں، آپ کس خوبصورتی سے بات کو ٹال دیتے ہیں"۔۔۔۔ ابو نجد نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو ابھی تک گنجا ہونے سے بچا ہوا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور عمران کے ساتھ بیٹھا ہوا صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

"گنجا ہونے سے - کیا مطلب"۔۔۔۔ ابو نجد ایک بار پھر بے اختیار مطلب پوچھنے پر مجبور ہو گیا۔

"ابو نجد صاحب عمران کی باتوں کا مطلب آپ اتنی جلدی کیسے سمجھ سکتے ہیں۔ آپ تو آپ ہمیں بعض اوقات مطلب سوچنا پڑتا ہے۔ ویسے عمران صاحب کی اس بات کا مطلب میں بتا دیتا ہوں۔ انہوں نے ٹالنے کے لفظ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا کہ بات ٹالنے کی وجہ سے وہ ابھی تک کنوارے ہیں اور کنوارے ہونے کی وجہ سے ان کے سر پر بال بھی ہیں ورنہ بیگم کی جوتیاں کھا کھا کر اب تک گنجے ہو چکے ہوتے"۔۔۔۔ صفدر نے تفصیل سے عمران کی بات کا مطلب سمجھاتے ہوئے کہا اور ابو نجد ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"واقعی میں تو اتنا گہرا مطلب زندگی بھر نہیں سمجھ سکوں گا۔ اس لئے اب میں تو پوچھنے سے باز آیا۔ اب تو اگر عمران صاحب خود چاہیں تو مجھے میرے سوال کا جواب دے دیں"۔۔۔۔ ابو نجد نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ابو نجد صاحب اتنے بڑے گروپ کے سربراہ ہو کر آپ اتنی سی بات نہیں سمجھ سکتے کہ لوگانو کو جب یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ ہم کریم بابا سے ملنے گئے تھے تو اسے لازماً یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ہم اس سے کوئی نقشہ بھی حاصل کر چکے ہیں۔ قاہانی اکیلا اسامہ نہ گیا تھا۔ اس کے ساتھ دوسرے لوگ بھی تھے اور جب عبدالناصر کو نقشے کا علم ہو گا تو ظاہر ہے اسے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ہم لوگ سہونا نخلستان سے ہی ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے کیونکہ نقشے کے مطابق وہیں سے ہی ہیڈ کوارٹر کا راستہ ہے۔ اتنا کچھ معلوم ہونے کے بعد وہ پھولوں کے ہار لئے ہمارے استقبال کے لئے سہونا میں تو نہ کھڑا ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات واقعی درست ہے لیکن لاغوت سے بھی تو ہم نے جیپوں کے ذریعے سہونا ہی جانا ہے"۔۔۔۔ ابو نجد نے کہا۔

"آپ نے خود ہی بتایا تھا کہ لاغوت سے اونٹوں کے قافلے تجارت کی غرض سے بلیب تک جاتے رہتے ہیں اور سہونا راستے میں پڑتا ہے جہاں قافلے عارضی طور پر پڑاؤ کرتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اور یہ بات درست ہے مگر۔۔۔۔"۔۔۔۔ ابو نجد نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"اور یہ بھی آپ نے بتایا تھا کہ لاغوت کا سردار حارث آپ کا بے حد گہرا دوست رہا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یہ بھی درست ہے"۔۔۔۔ ابو نجد نے کہا۔

"تو پھر اتنی بات تو آپ کو خود سمجھ لینی چاہیے کہ ہم وہاں سے کسی بھی قافلے میں شامل ہو کر سہونا پہنچیں گے۔ اس طرح اگر عبدالناصر نے ہمارے لئے وہاں

کوئی جال بچھایا ہوا ہوگا تو ہم براہِ راست اس کی زد سے بھی بچ جائیں گے اور اس جال کو توڑنے کی بھی کوئی ترکیب سوچ لیں گے "۔ ——— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری گڈ — آپ واقعی کمال کی ذہانت کے مالک ہیں' ویری گڈ "۔ ——— ابوسنجد نے بے اختیار کہا۔

"کمال بیچارے نے شادی کر لی تھی۔ اس لئے اس کی ذہانت میرے کام آ رہی ہے "۔ ——— عمران کی زبان ایک بار پھر پٹڑی سے اتر گئی۔

"کمال — کون کمال "۔ ——— ابوسنجد نے چونک کر کہا۔

"جس کی ذہانت کا میں مالک ہوں "۔ ——— عمران نے جواب دیا اور ابوسنجد کے منہ سے نکلنے والے بے اختیار قہقہے سے ہیلی کاپٹر گونج اٹھا۔

"لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ جب ہم وہاں پہنچیں تو کوئی قافلہ ہمیں تیار ملے۔ اب روزانہ تو قافلے نہ جاتے ہوں گے "۔ ——— جولیا نے کہا۔

"حارث سے دوستی کب کام آئے گی۔ قافلہ تیار بھی تو کیا جا سکتا ہے "۔ عمران نے جواب دیا اور جولیا کا سر بے اختیار اثبات میں ہلنے لگا۔

"اوہ اس کی آپ فکر نہ کریں۔ حارث کے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے سب انتظام آسانی سے ہو جائے گا "۔ ——— ابوسنجد نے کہا۔

"اگر تم ابوسنجد صاحب کے سوال کی پہلے ہی وضاحت کر دیتے تو کم از کم ہم تمہاری اتنی دیر تک بکواس سننے سے تو بچے رہتے "۔ ——— تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس وقت ہم صحرا کی سرحدی پٹی پر موجود لانگ رینج ریسیور کی رینج میں تھے "۔ ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو تنویر کے ساتھ ساتھ

سارے ساتھی بری طرح چونک پڑے۔

"کیا — کیا مطلب۔ کونسا لانگ رینج ریسیور "۔ ——— ابوسنجد نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ہیلی کاپٹر کے عقبی حصے میں ایک وائس کیچر فٹ ہے جس کا تعلق سرحد پر موجود مائیکرو ویلو ٹاور کے اوپر لگے ہوئے لانگ رینج ریسیور سے ہے "۔ عمران نے انکشاف کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ' اوہ کیا مطلب۔ کس نے لگایا ہے یہ وائس کیچر۔ کیا مطلب جب آپ کو اس کا علم تھا تو . . . "۔ ——— ابوسنجد اس قدر گھبرا گیا تھا کہ اس سے بات صحیح طور پر نہ ہو رہی تھی جبکہ جولیا اور دوسرے ساتھی انتہائی حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھ رہے تھے۔

"اس قدر گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ابوسنجد۔ جس چیک پوسٹ پر ہمارا ہیلی کاپٹر چیک کیا گیا تھا وہاں یہ وائس کیچر فٹ کیا گیا تھا۔ گو انہوں نے اسے اپنے طور پر انتہائی خفیہ لگایا تھا لیکن بہرحال میری نظروں سے نہ چھپا رہ سکا اور انتہائی بلند ٹاور کے سب سے اوپر والے حصے میں ایک لانگ رینج ریسیور بھی مجھے نظر آ گیا تھا لیکن میں نے اسے جان بوجھ کر نظر انداز کر دیا تھا کیونکہ اس وائس کیچر پر سرکاری مہر لگی ہوئی تھی اس لئے میں سمجھ گیا کہ مصری حکومت نے صحرا میں جانے والوں کی چیکنگ کے لئے یہ جدید انداز اختیار کیا ہوا ہے تاکہ چیکنگ پوسٹ سے گزرتے ہی اندر جانے والوں کے اصل مقاصد سامنے آ سکیں۔ اس لئے جب تک اس ریسیور کی رینج تھی میں نے اپنا اصل پلان واضح کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا "۔ ——— عمران نے جواب دیا اور ابوسنجد کے چہرے پر عمران کے لئے انتہائی تحسین کے آثار نمودار ہو گئے۔

گرم گرم قہوہ پیش کیا گیا جس نے انہیں خاصا سکون پہنچایا۔

"ہاں اب بتاؤ سردار ابونجد میں تمہاری اور تمہارے معزز مہمانوں کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔ ــــ برتن اٹھائے جانے کے بعد حارث نے مسکراتے ہوئے سردار ابونجد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سردار حارث، کیا لاعزت سے کوئی قافلہ بلیبیب جانے والا ہے"۔ ــ عمران نے پوچھا۔

"قافلہ ـ ہاں ایک ہفتے بعد جائے گا ـ کیوں"۔ ــــ حارث نے چونک کر پوچھا۔

"تم نے تو بتایا تھا کہ روزانہ ایک قافلہ جاتا ہے"۔ ــــ ابونجد نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں واقعی کسی زمانے میں روزانہ جاتا تھا لیکن اب مہینے میں ایک بار جاتا ہے۔ کیونکہ اب صحرا کے رہنے والوں کی اکثریت بڑے شہروں میں منتقل ہو گئی ہے اس لئے اتنی تجارت نہیں رہی مگر آپ لوگ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ آپ مجھے تفصیل بتائیں آپ نے قافلہ سے کیا لینا ہے"۔ ــــ حارث نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم سہونا اس طرح جانا چاہتے ہیں کہ وہاں کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ہم خاص طور پر وہاں پہنچے ہیں"۔ ــــ عمران نے جواب دیا۔

"سہونا مگر . . ."۔ ــــ حارث نے پوچھنا ہی چاہا تھا۔

"سردار حارث۔ تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ میرے ساتھ آئے ہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم کوئی سوال نہ کرو"۔ ــــ ابونجد نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا، اچھا سمجھ گیا، ٹھیک ہے۔ لیکن سہونا تو غیر آباد نخلستان ہے وہاں تو کوئی بھی نہیں رہتا اور یہ بھی بتا دوں کہ اب قافلے سہونا میں نہیں ٹھہرتے کیونکہ کئی سال پہلے جو قافلہ بھی وہاں ٹھہرتا تھا اس کے چند افراد پراسرار طور پر مردہ پائے جاتے تھے اس لئے یہ بات پورے صحرا میں مشہور ہو چکی ہے کہ سہونا پر خبیث روحوں کا قبضہ ہے اس لئے اب قافلے وہاں نہ صرف یہ کہ ٹھہرتے نہیں بلکہ سہونا سے کافی فاصلے سے گزرتے ہیں"۔ ــــ سردار حارث نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر تو کسی قافلے کا سہارا لینا ہی غلط ہے۔ اب ہمیں خود ہی وہاں جانا ہو گا"۔ ــــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ مجھے کوئی اشارہ دے دیں تو ہو سکتا ہے میں آپ کی مدد آپ کی توقع سے بھی زیادہ کر سکوں۔ مجھے سردار ابونجد اور اس کے مہمانوں کی مدد کر کے دلی خوشی ہو گی"۔ ــــ سردار حارث نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"سردار حارث کیا تم کسی عبدالواحد نامی آدمی سے واقف ہو جس کے بیٹے کا نام عبدالناصر ہو"۔ ــــ عمران نے کہا۔

"عبدالواحد ــــ اس نام کے تو کئی آدمی یہاں بھی موجود ہیں مگر ان میں سے کسی کے بیٹے کا نام عبدالناصر نہیں ہے۔ اس کی کوئی کنیت وغیرہ یا مزید کوئی اتہ پتہ"۔ ــــ حارث نے پوچھا۔

"صرف اتنا معلوم ہے کہ عبدالواحد نام کا ایک آدمی جو قاہرہ میں رہتا تھا، اسلحے کی سمگلنگ کرتا تھا اس نے الظاہر میں کوئی خفیہ تعمیرات کرائیں، خفیہ سے مطلب ہے کہ ریت کے نیچے۔ القیس کے نزدیک قصبہ اسامہ میں رہنے

"معزز سردار، آج سے تین سال پہلے میں الجوف میں رہتا تھا۔ وہاں ایک روز میرا اونٹ صحرا میں گم ہو گیا۔ میں اسے ڈھونڈتا ہوا لوگانو معبد میں پہنچ گیا وہاں میں نے ایک حیرت انگیز منظر دیکھا کہ اچانک معبد کے دروازے سے ایک گورا مرد اور ایک گوری عورت باہر آ گئے۔ ان کے گلے میں دوربینیں تھیں اور وہ دوربینوں سے صحرا کو دیکھنے لگے۔ میں ان کے قریب ہی ایک ٹیلے کے پیچھے تھا میں وہاں ان غیر ملکیوں کو دیکھ کر بے حد حیران ہوا۔ تھوڑی دیر بعد ایک مکڑی جیسا ہیلی کاپٹر کہیں سے اڑتا ہوا وہاں پہنچ کر اتر گیا تو اس گورے مرد کی میں نے آواز سنی۔ وہ کسی سے پوچھ رہا تھا کہ کیا اس چھوٹے سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہ اسرائیل پہنچ سکیں گے جس پر اسے جواب دیا گیا کہ نہیں اس ہیلی کاپٹر سے انہیں جامشن پہنچایا جائے گا جہاں سے وہ اسرائیل پہنچ جائیں گے پھر وہ دونوں اس ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر چلے گئے۔ میں نے معبد کے اندر دیکھا لیکن معبد خالی تھا۔ بہرحال میں اونٹ ڈھونڈھنے نکل کھڑا ہوا اور پھر میں اونٹ ڈھونڈھ کر واپس الجوف پہنچ گیا۔ وہاں میں نے جس کو بھی یہ بات بتائی کسی نے مجھ پر یقین نہ کیا۔ وہ سب میرا مذاق اڑاتے تھے کیونکہ ان کے کہنے کے مطابق تو لوگانو شیطان کا معبد تھا اور اس کے اندر جانا تو ایک طرف اس کے قریب سے گزرنے والا انسان بھی ہلاک ہو جاتا تھا اور گورے جوڑے والی بات پر تو کوئی کان دھرنے کے لئے تیار نہ تھا لیکن میں نے یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور ان کی باتیں کانوں سے سنی تھیں اور اتنا تو میں جانتا ہوں کہ اسرائیل یہودیوں کی ریاست ہے پھر میں یہاں آ گیا۔ یہاں بھی میں نے جسے یہ بات بتائی کسی نے یقین نہ کیا۔"۔۔۔۔۔ ابوشان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان گوروں نے کونسی زبان میں بات کی تھی"۔۔۔۔۔ عمران نے

پوچھا۔

"وہ آپس میں تو کسی اجنبی زبان میں باتیں کرتے رہے تھے لیکن جب وہ مکڑے جیسا ہیلی کاپٹر وہاں آیا تو انہوں نے مقامی زبان میں ہی بات کی تھی اور مقامی زبان میں ہی انہیں جواب دیا گیا تھا"۔۔۔۔۔ ابوشان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم دوبارہ پھر اس معبد میں گئے تھے"۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ مجھے ضرورت ہی نہیں تھی"۔۔۔۔۔ ابوشان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے شکریہ۔ اب تم جا سکتے ہو"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا، اور ابوشان اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ سلام کر کے واپس چلا گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب انہوں نے سہوتا والا راستہ بند کر کے الجوف کے قریب نیا راستہ بنا لیا ہے۔ اب ہمیں الجوف جانا ہو گا"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ حارث نے ان سے ٹھہرنے پر بے حد اصرار کیا لیکن عمران اور ابو نجد نے معذرت کر لی اور تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر ان کا ہیلی کاپٹر فضا میں پرواز کر رہا تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد وہ الجوف پہنچ گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا نخلستان تھا اور یہاں آبادی بھی لاعوت کی نسبت بے حد کم تھی۔ سردار حارث نے الجوف کے سردار ہشام کے نام انہیں ایک خاص پیغام دیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ یہ پیغام وہ جیسے ہی سردار ہشام کو پہنچائیں گے۔ وہ ان کی ہر طرح سے مدد کرے گا۔

اور پھر واقعی جیسے ہی ابو نجد نے بوڑھے سردار ہشام کو سردار حارث کا وہ مخصوص پیغام دیا تو وہ ان کے سامنے بے اختیار جھک گیا۔

"سردار حارث کے مہمان میرے مہمان ہیں۔ سردار حارث کے مجھ پر بے پناہ احسانات ہیں۔ مجھے آپ کی مدد کر کے دلی مسرت ہوگی"۔ ——— سردار ہشام نے جذباتی لہجے میں کہا۔

"سردار ہشام، ہم شیطانی معبد لوگانو پر تحقیق کر رہے ہیں۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ یہاں سے قریب ہی کوئی لوگانو معبد موجود ہے"۔ ——— عمران نے سردار ہشام کی طرف سے پیش کیا گیا قہوہ پیتے ہوئے کہا۔

"لوگانو — اوہ ہاں موجود تو ہے۔ چند سال پہلے ہی وہ اچانک نظر آنے لگا ہے ورنہ پہلے تو نہ تھا۔ بہرحال شیطان کا کیا ہے جہاں چاہے اپنا معبد بنا لے لیکن وہ تو انتہائی خطرناک جگہ ہے۔ وہاں سے تو قریب بھی کوئی گزرتا ہے تو ہلاک ہو جاتا ہے"۔ ——— سردار ہشام نے کہا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو، ہمارے پاس ایک بہت بڑے بزرگ کا دیا ہوا ایک نقش موجود ہے۔ اس کی موجودگی میں ہم پر شیطان غالب نہیں آسکتا۔ تم صرف ہمیں وہ جگہ بتا دو وہاں ہم خود چلے جائیں گے"۔ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس وقت تو شام ہونے والی ہے آپ آرام کر لیں صبح میں آپ کے ساتھ جاؤں گا اور دور سے آپ کو دکھا کر واپس آ جاؤں گا ورنہ یہ انتہائی خطرناک صحرا ہے۔ یہاں کسی بھی وقت طوفان آسکتا ہے اس لئے آپ راستہ بھول بھی سکتے ہیں"۔ ——— سردار ہشام نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

چنانچہ رات پڑنے تک وہ وہیں گپیں ہانکتے رہے۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد انہیں آرام کے لئے ایک اور مکان میں پہنچا دیا گیا جس کے ایک بڑے کمرے میں وہ سب اور ساتھ ہی ملحقہ چھوٹے کمرے میں جولیا کے لئے بستر

لگایا گیا تھا چونکہ وہ خاصے تھکے ہوئے تھے اس لئے وہ وہاں پہنچتے ہی سو گئے اور پھر نجانے رات کا کونسا وقت تھا کہ اچانک ایک ہلکی سی آواز عمران کے کانوں میں پڑی اور بے اختیار اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ آواز ایسی تھی جیسے کوئی دور سے چیخا ہو اور عمران کو ایسے محسوس ہوا جیسے آواز نسوانی ہو کمرے میں ایک مشعل جل رہی تھی۔ عمران آنکھیں کھلتے ہی اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے اسے ساتھ والے کمرے میں ہلکے سے کھٹکے کی آواز سنائی دی اور عمران اچھل کر کھڑا ہی ہوا تھا کہ یکلخت اس کے عقب میں ایک روشندان میں دھماکہ سا ہوا اور عمران کو ایسے محسوس ہوا جیسے کوئی روشندان سے کودا ہو ابھی عمران تیزی سے اسی روشندان کی طرف گھوما ہی تھا کہ یکلخت اس کا دماغ تیزی سے چکرایا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کمرہ کسی ہولناک زلزلے کی زد میں آگیا ہو، وہ بے اختیار لڑکھڑا کر نیچے گرا۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی لیکن اس کا ذہن اس کے قابو میں نہ آسکا اور اس پر تاریکی نے غلبہ حاصل کر لیا پھر جس طرح اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے اسی طرح اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی میں روشن نقطہ نمودار ہو گیا اور آہستہ آہستہ پھیلتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ اس کے شعور کو مکمل طور پر بیدار ہونے میں چند لمحے لگ گئے لیکن شعور بیدار ہوتے ہی اس نے دیکھا کہ وہ ایک پختہ کمرے کی دیوار کے ساتھ کھڑا ہوا ہے۔ اس کی دونوں کلائیوں میں لوہے کے مضبوط کڑے ہیں۔ جن کے ساتھ لوہے کی مضبوط زنجیریں منسلک ہیں اور یہ کڑے اس کے سر سے کافی بلندی پر دیوار میں نصب لوہے کے کڑوں سے منسلک ہیں۔ اس طرح اس کے دونوں بازو اس کے سر کے اوپر تک اٹھے ہوئے

تھے۔ پیروں میں بھی ایسے ہی کڑے اور زنجیریں موجود تھیں۔ اس طرح وہ ان زنجیروں سے جکڑا ہوا اس پختہ دیوار کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے بازوؤں میں خاصا درد ہو رہا تھا اور وہ سمجھ گیا کہ بیہوشی کے عالم میں چونکہ اس کے جسم کا سارا بوجھ بازوؤں پر پڑتا رہا ہے اس لئے بازوؤں میں شدید درد محسوس ہوا۔ اس نے گردن گھما کر دیکھا تو اس کے سارے ساتھی اسی طرح زنجیروں میں جکڑے ہوئے موجود تھے لیکن وہ سب نیچے کو ڈھلکے ہوئے تھے اور ان کے بازوؤں پر ان کے جسموں کا بوجھ موجود تھا وہ سب بیہوش تھے۔ کمرے کا صرف ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ باقی اس میں نہ کوئی کھڑکی تھی اور نہ کوئی روشندان تھا۔ کمرے کی ساخت بتا رہی تھی کہ یہ کمرہ کوئی تہہ خانہ ہے۔ عمران سمجھ گیا کہ انہیں کسی زود اثر گیس سے بیہوش کر کے یہاں اس تہہ خانے میں لایا گیا ہے اور اب اتنی بات تو وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ سب کچھ یقیناً بوگانو کا ہی کیا دھرا ہوگا۔ اب دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں کہ یا تو وہ سردار ہشام بوگانو کا ایجنٹ ہے یا پھر اسے بھی معلوم نہ ہوگا اور انہیں اس دوسرے مکان سے اغوا کر لیا گیا ہوگا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ ان زنجیروں سے کیسے نجات حاصل کرے کہ بند دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے لباس پر ڈاکٹروں جیسا سفید گاؤن موجود تھا۔ اس نے ہاتھ میں ایک سرنج پکڑی ہوئی تھی جس میں سرخ رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔

"اوہ تمہیں کیسے ہوش ہو گیا؟" ——— اس آدمی نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس آدمی کا لہجہ مصری ہی تھا۔

"اس لئے کہ میں تم سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل کر سکوں!" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ میرے لئے واقعی انتہائی حیرت انگیز بات ہے کہ اسولوم گیس کا [illegible] خود بخود ہوش میں آجائے۔ بہر حال میں یہاں تم لوگوں کو ہوش دلانے آیا تھا تاکہ سردار عاکف تم سے باتیں کر سکے۔" ——— اس آدمی نے کہا اور پھر سرنج اٹھائے وہ عمران کے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

"مگر الجوف کا سردار تو ہشام ہے، پھر یہ سردار عاکف؟" ——— عمران نے جان بوجھ کر حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"اسے بھول جاؤ، وہ یہی سمجھے گا کہ شیطان اس کے مہمانوں کو اپنے ساتھ لے گیا ہے۔" ——— اس آدمی نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تھوڑا تھوڑا محلول عمران کے ساتھیوں کے بازوؤں میں انجیکٹ کرنا شروع کر دیا۔

"شیطان — تو تمہارا مطلب ہے کہ عاکف شیطان کا نام ہے؟" ——— عمران نے اپنے لہجے میں حیرت کا مزید اضافہ کرتے ہوئے کہا۔

"بوگانو شیطان کو ہی کہتے ہیں اور تم اس وقت بوگانو کی قید میں ہو، اور سردار عاکف بوگانو کا چیف ہے۔" ——— اس آدمی نے سب سے آخر میں جولیا کو انجکشن لگاتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر میں نے تو سنا تھا کہ بوگانو کا چیف عبدالناصر ہے۔ تو کیا بوگانو میں بغاوت ہو گئی ہے؟" ——— عمران نے کہا۔

"سردار عبدالناصر تو چیف باس ہے۔ میں نے صرف چیف کہا ہے!" ——— اس آدمی نے خالی سرنج ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ پہلے کی طرف بند ہو چکا تھا۔ اس کے بعد باری باری اس کے ساتھیوں کو ہوش آتا گیا۔

"یہ ۔ یہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں" ۔۔۔۔ سب سے پہلے ابونجد نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"جہاں پہنچنے کے لئے ہم نے اتنا لمبا سفر کیا تھا" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب ۔ کیا ہم بوگانو کے ہیڈ کوارٹر میں ہیں" ۔۔۔۔ ابونجد نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"شاید، بہرحال اب یہ تو اس سردار عاکف کے آنے پر ہی پتہ چلے گا کہ ہم کہاں ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اپنے ساتھیوں کے مزید اصرار پر اس نے اس ادھیڑ عمر ڈاکٹر سے ہونے والی تمام گفتگو دوہرا دی۔

"یقیناً ان لوگوں کا کوئی ایجنٹ الجوف میں موجود ہوگا" ۔۔۔۔ صفدر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، دروازہ ایک بار پھر کھلا اور دوسرے لمحے ایک گوریلا نما آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر چست لباس تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک خاردار ہنٹر تھا۔ اس کے پیچھے ایک لمبا تڑنگا آدمی تھا جس کے جسم پر باقاعدہ سوٹ تھا۔ وہ گوریلا نما آدمی دروازے سے ہٹ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا جبکہ وہ سوٹ والا قدم بڑھاتا ہوا ان کی طرف بڑھ آیا۔ اس کی تیز نظریں عمران اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ عمران سمجھ گیا کہ یہی وہ سردار عاکف ہوگا جس کا ذکر وہ پہلے والا آدمی کر رہا تھا۔

"یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہماری ملاقات بوگانو کے چیف سردار سے ہو رہی ہے" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ آدمی عمران کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"تم میں سے ابونجد کون ہے" ۔۔۔۔ اس آدمی نے بھاری آواز

میں پوچھا۔

"ابونجد ۔ وہ تو شاید ابھی تک اپنے دوست سردار ہشام کے ساتھ گپیں مار رہا ہوگا" ۔۔۔۔ عمران نے ساتھ کھڑے ابونجد کے بولنے سے پہلے ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو، ہمیں معلوم ہے کہ ابونجد سمیت تم ایک عورت اور چار مرد ہیلی کاپٹر پر الجوف پہنچے تھے اور تم سب کو یہاں لایا گیا ہے۔ بولو کون ہے ابونجد" ۔۔۔۔ اس آدمی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں ہوں ابونجد" ۔۔۔۔ اس بار عمران کے بولنے سے پہلے ابونجد بول اٹھا۔

"شٹ اپ، خواہ مخواہ اپنی اہمیت نہ بڑھاؤ۔ میں ہوں ابونجد، بولو کیا بات ہے" ۔۔۔۔ اچانک صفدر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"عبیب" ۔۔۔۔ اس آدمی نے یکلخت اس گوریلا نما کوڑا بردار کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ۔۔۔۔ گوریلا نما آدمی نے جس کا نام عبیب تھا مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"عامر کو کہو میک اپ واشر اور مشین گن لے کر یہاں آئے" ۔۔۔۔ اس آدمی نے کہا اور عبیب سر ہلاتا ہوا تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"تمہارا نام عاکف ہے" ۔۔۔۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں، میرا نام عاکف ہے اور میں چیف ہوں" ۔۔۔۔ اس آدمی نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ہم الجوف پہنچے ہیں؟" ——— عمران نے دوسرا سوال کیا۔

"تم نے واقعی ہمیں بے حد پریشان کیا ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ تم کریم بابا سے حاصل کردہ نقشے کے مطابق سہونا پہنچو گے۔ ہم نے وہاں اپنے آدمی چھوڑ رکھے تھے لیکن تم وہاں نہ پہنچے۔ ابھی ہم سوچ ہی رہے تھے کہ کیا واقعی تم وادی کلابشس گئے ہو یا الظاہر آئے ہو کہ تم لوگ خود ہشام کے پاس پہنچ گئے۔ الجوف اور اس کے رہنے والے سب ہمارے غلام ہیں۔ سردار ہشام نے ہمیں اطلاع بھجوائی کہ لاغوت کے سردار حارث نے اپنے دوست ابو نجد اور اس کے مہمانوں کو الجوف بھجوایا ہے اور یہ لوگ لوگانو معبد کی تحقیق کے لئے آئے ہیں۔ یہ اطلاع ملتے ہی ہم سمجھ گئے کہ تم کون لوگ ہو چنانچہ فوراً ہشام کو ہدایات دے دی گئیں اور نتیجہ یہ کہ تم یہاں موجود ہو۔" ——— عاکف نے بڑے فاخرانہ لہجے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم جیسے عقلمند آدمی سے مجھے اس حماقت کی توقع نہ تھی کہ جس ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کی ہمیں کوئی ترکیب سمجھ نہ آرہی تھی تم نے خود ہمیں اپنے ہیڈ کوارٹر میں داخل کرا لیا ہے۔" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عاکف بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم کسی غلط فہمی میں نہ رہو اس لئے بتا دیتا ہوں کہ یہ لوگانو کا ہیڈ کوارٹر نہیں ہے بلکہ تم الجوف سے بہت دور صحرا کے اندر بنے ہوئے ہمارے ایک اڈے میں موجود ہو اور تمہیں یہاں لایا اس لئے گیا ہے تاکہ تم لوگوں سے یہ معلوم کیا جا سکے کہ تم لوگوں کو یہ بات کس سے معلوم ہوئی ہے کہ لوگانو کا راستہ الجوف سے قریب بنایا گیا ہے کیونکہ یہ ہمارا مخصوص راز ہے۔" ——— عاکف نے کہا۔

"یہ بات تو ہر آدمی جانتا ہے کہ پہلے لوگانو معبد سہونا میں تھا جو اب ویران ہو گیا ہے اور اب نیا لوگانو معبد الجوف کے قریب نمودار ہوا ہے۔" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ہمیں معلوم ہے کہ ہر آدمی یہ بات نہیں جانتا حتیٰ کہ الجوف میں بھی صرف سردار ہشام جانتا ہے۔" ——— عاکف نے جواب دیا۔

اسی لمحے علیب ایک بار پھر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک اور نوجوان تھا جس کے کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی اور ہاتھ میں ایک جدید قسم کا میک اپ واشر تھا۔

"ان کا میک اپ واش کرو۔" ——— عاکف نے اس آدمی سے کہا اور وہ میک اپ واشر لئے تیزی سے عمران کی طرف بڑھا اور تھوڑی دیر بعد وہ سب اپنے اصل چہروں میں موجود تھے۔ ابو نجد کے چہرے پر چونکہ میک اپ تھا ہی نہیں اس لئے وہ ویسا ہی تھا جیسا کہ پہلے نظر آرہا تھا۔

"ہونہہ! تو تم ہو ابو نجد، لوگانو کے غدار۔" ——— عاکف نے بڑی زہریلی نظروں سے ابو نجد کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"عامر مجھے مشین گن دو میں پہلے اس غدار کا جسم گولیوں سے چھلنی کر ڈالوں پھر ان سے بات کروں گا۔" ——— عاکف نے انتہائی سخت لہجے میں کہا، میک اپ واشر لے آنے والے نے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار کر عاکف کے ہاتھ میں دے دی۔

"ابو نجد کو ہلاک کرنے سے پہلے اپنے چیف باس عبدالناصر سے بات کر لو ورنہ ہو سکتا ہے بعد میں تمہارا پچھتاوا تمہارے کسی کام نہ آسکے۔" ——— عمران نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے چیف باس سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنے معاملات میں آزاد ہوں۔" ——— عاکف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن کو کاندھے سے لگایا اور اس کا رُخ ابونجد کی طرف کر دیا۔ اس کی آنکھوں میں وحشیانہ چمک اور چہرے پر سفاکی کے تاثرات اُبھر آئے تھے۔

"جلدی کرو دیر کیوں کر رہے ہو، ایک بندھے ہوئے آدمی کو گولی مارنے کے لئے اتنی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیوں کر رہے ہو؟" ——— عمران نے بڑے بے تاب سے لہجے میں کہا تو عاکف نے بے اختیار چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔

"اوہ، اوہ تم۔ تم اسے مروانے کے لئے اتنے بے تاب کیوں ہو؟" ——— عاکف نے قدرے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایک آدمی کی قربانی سے اگر لوگانو جیسی تنظیم کا خاتمہ ممکن ہو سکتا ہے تو یہ سودا مہنگا نہیں ہے۔" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ اس کا مطلب ہے کہ کوئی خاص بات چھپا رہے ہو۔ اب پہلے تم مجھے وہ خاص بات بتاؤ گے۔" ——— عاکف نے مشین گن ہٹاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"اس بات کا علم تمہارے چیف باس عبدالناصر کو ہی ہے۔ میں نے تو تمہارے فائدے کی بات کی تھی۔ تم نہیں مانتے تو نہ سہی، چلاؤ گولی اور مار ڈالو ابونجد کو۔ ارادہ کیوں بدل دیا تم نے، اس سے پہلے کہ تمہاری عبدالناصر سے بات ہو ابونجد کو مر جانا چاہیے کیونکہ اور سب کچھ تو ممکن ہے مگر مرا ہوا آدمی دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتا۔ یہی ایک کام ہے جو دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی۔" ———

عمران نے جواب دیا۔

"عامر اور عبیب تم دونوں یہاں رکو گے۔ میں چیف باس سے بات کر ہی لوں۔ یہ انتہائی شاطر لوگ ہیں۔ ہو سکتا ہے ابونجد کی موت سے انہیں کوئی خاص فائدہ پہنچتا ہو۔" ——— عاکف نے کہا اور مشین گن عامر کی طرف اچھال کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کے لبوں پر بے اختیار اطمینان بھری مسکراہٹ رینگ اٹھی۔ اس نے فوری طور پر تو ابونجد کی موت کو روک دیا تھا اور کچھ وقت حاصل کر لیا تھا۔

"عامر مجھے تم سے ہمدردی ہے۔ ابھی تمہارا باس واپس آئے گا تو پھر مشین گن کا رُخ تمہاری طرف ہو گا کیونکہ تم نے اتنا بھی نہیں سوچا کہ ہمارے چہروں پر ڈبل میک اپ بھی ہو سکتا ہے۔" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو، ڈبل میک اپ۔" ——— عامر عمران کی بات سُن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اسی لئے تو کہہ رہا تھا میں تمہارے باس سے کہ وہ فوراً لنظامر ابونجد پر گولی چلا دے تاکہ میں بچ سکوں۔" ——— عمران نے جواب دیا۔

"اوہ مجھے واقعی چیک کرنا چاہیے کیوں عبیب، یہ بھی تو ہو سکتا ہے ابونجد۔" عامر نے عبیب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جو مرضی آئے کرو میں نے تو ان کے جسموں پر ہنٹر برسانے ہیں اور ان کی چیخوں کی موسیقی سننی ہے۔ مجھے ان کے چہروں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" عبیب نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور عامر نے مشین گن دوبارہ کاندھے سے لٹکائی اور ایک طرف رکھے ہوئے میک اپ واشر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے میک اپ واشر اٹھایا اور سب سے پہلے وہ عمران کی طرف ہی بڑھا کیونکہ

عمران نے اسے اپنے متعلق شک میں ڈالا تھا۔ اس نے میک اپ واشر عمران کے پیروں کے پاس زمین پر رکھا اور پھر اس کا ماسک لے کر وہ جیسے ہی سیدھا ہو کر عمران کے چہرے اور سر پر ماسک پہنانے لگا۔

"بس زیرو لائن اوپن نہ کرنا باقی جو کچھ مرضی آئے کر لینا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے آہستہ سے کہا تو عامر ایک بار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ تو یہ بات، تم نے اینٹی زیرو لائن میک اپ کر رکھا ہے"۔۔۔۔۔۔ عامر نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک بار پھر فرش پر رکھے ہوئے واشر پر جھک گیا۔ اس نے واشر کے نیچے لگے ہوئے دو سفید رنگ کے بٹن بیک وقت دبا دیئے اور دوسرے لمحے کمرے میں ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور پورے کمرے میں سفید رنگ کا دھواں سا ہو گیا۔ عمران کو چونکہ پہلے سے علم تھا اس لئے اس نے عامر کے بٹن دباتے ہی اپنا سانس روک لیا تھا جبکہ عامر، عبیب کے ساتھ ساتھ اس کے اپنے ساتھی بھی اس سارے چکر سے لاعلم تھے چنانچہ سفید دھواں نمودار ہوتے ہی عامر اور عبیب دونوں لہرا کر نیچے فرش پر گرے جبکہ اس کے ساتھیوں کے جسم بھی ڈھلک گئے تھے۔ وہ سب بیہوش ہو چکے تھے۔ واشر دھماکے سے پھٹ کر ٹکڑوں میں بکھر چکا تھا۔ اس سفید دھوئیں کی وجہ سے کمرے کا درجہ حرارت یکلخت اس قدر بڑھ گیا تھا کہ عمران سمیت سب کے جسم پسینے میں نہا گئے تھے اور اس کے ساتھ ہی عمران کے دونوں ہاتھ کلائیوں میں موجود کڑوں سے باہر کو پھسلنے لگے۔ عمران نے دونوں ہاتھوں کو اسی طرح سکیڑ لیا تھا کہ وہ کڑوں سے نکل سکیں اور ہاتھوں پر بہنے والے تیز پسینے نے اس کی مدد کی اور چند جھٹکوں کے بعد ہی اس کے دونوں ہاتھ کڑوں کی گرفت سے آزاد ہو چکے تھے۔ البتہ اس کا جسم اور لباس اس طرح بھیگ چکا تھا جیسے وہ تیز بارش میں

کافی دیر تک نہاتا رہا ہو لیکن اب درجہ حرارت جس تیزی سے بڑھا تھا اتنی ہی تیزی سے نارمل ہوتا جا رہا تھا اس لئے عمران کچھ سکون محسوس کر رہا تھا لیکن اس نے بدستور سانس روک رکھا تھا کیونکہ دھواں کھلے ہوئے دروازے سے آہستہ آہستہ نکل رہا تھا۔ دونوں ہاتھ آزاد ہوتے ہی عمران تیزی سے اپنے پیروں کے گرد پڑے ہوئے کڑوں پر جھکا۔ اس نے کڑوں میں لگے ہوئے مخصوص بٹن دبائے تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ اس کے دونوں پیروں کے کڑے نکل گئے اور اس کے ساتھ ہی عمران آزاد ہو چکا تھا۔ اس نے جلدی سے فرش پر پڑے ہوئے عامر کے جسم کے نیچے دبی ہوئی مشین گن اس کے کاندھے سے اتاری اور سیدھا ہو گیا۔ اسے خطرہ تھا کہ واشر کے پھٹنے سے جو دھماکہ ہوا ہے وہ یقیناً دروازہ کھلا ہونے کی وجہ سے باہر موجود افراد نے سن لیا ہو گا اس لئے وہ ان کے آنے سے پہلے مشین گن پر قبضہ کر لینا چاہتا تھا۔ مشین گن حاصل کر کے وہ دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اسے تین چار افراد کے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور عمران بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی سائیڈ پر ہو گیا۔ اسی لمحے عاکف سمیت تین افراد بے تحاشہ دوڑتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے لیکن کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ اسی طرح ہاتھ پیر مارتے ہوئے نیچے گرے جیسے جراثیم کش دوا کے سپرے سے حشرات کیڑے مکوڑے گرتے ہیں۔ ان میں سے ایک وہ ڈاکٹر بھی تھا جس نے انہیں انجکشن لگائے تھے عمران تیزی سے مڑا اور پھر کھلے دروازے سے باہر نکل گیا۔ دوسری طرف ایک طویل راہداری تھی جس کا اختتام ایک اور کمرے میں ہوا اور چند لمحوں بعد عمران اس چھوٹی سی عمارت میں گھوم چکا تھا۔ یہ واقعی انتہائی چھوٹی سی عمارت تھی

جس میں صرف چار پانچ کمرے تھے اور اس وقت وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ البتہ ایک کمرے کی میز پر فون پڑا ہوا تھا۔ یہ ساری عمارت انڈر گراؤنڈ تھی۔ عمران نے آہستہ آہستہ سانس لینے شروع کر دیئے لیکن سانس لیتے ہی اس کا ذہن چکرانے لگا تو اس نے ایک بار پھر سانس روک لیا۔ اب اس کا رخ اس دروازے کی طرف تھا جو عمارت کا بیرونی دروازہ لگتا تھا۔ عمران نے دروازہ کھولا تو وہ چونک پڑا کیونکہ دروازے کی دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے درمیان میں ایک میز پر ایک مستطیل سی مشین موجود تھی۔ عمران اس مشین کی طرف بڑھا۔ وہ چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا اور پھر اس کے چہرے پر اطمینان امڈ آیا۔ کیونکہ وہ اس مشین کی کارکردگی کو سمجھ گیا تھا۔ اس نے اسے آپریٹ کرنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی سامنے والی دیوار درمیان سے نکل گئی اور اس کے ساتھ ہی تازہ ہوا اندر آتی محسوس ہوئی۔ دوسری طرف ایک اور عمارت تھی۔ عمران تیزی سے اس خلا کو کراس کر کے اس عمارت میں آیا۔ یہ عمارت واقعی ایک چھوٹے سے معبد کے انداز میں تعمیر کی گئی تھی اور اس کے درمیان میں ایک انتہائی ہیبتناک سیاہ رنگ کا مجسمہ بھی نصب تھا۔ عمران اس مجسمے کو دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ شیطان کا مجسمہ ہے۔ پھر وہ اس معبد کے سامنے کھلے ہوئے حصے کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں بعد وہ باہر صحرا میں موجود تھا۔ دن چڑھا ہوا تھا اس لئے ہر طرف دھوپ پھیلی ہوئی تھی اور دور دور تک صحرا ہی صحرا نظر آ رہا تھا۔ اب ساری بات عمران کی سمجھ میں آ چکی تھی کہ انہیں الجوف سے پچھلی رات بیہوش کر کے یہاں لوگانو معبد میں لایا گیا اور اس کے عقب میں بنے ہوئے اڈے میں رکھا گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس اڈے سے ہی لوگانو کے ہیڈ کوارٹر کو کوئی خفیہ راستہ جاتا تھا۔ عمران کافی دیر باہر صحرا میں کھڑا رہا۔ وہ چاہتا

تھا کہ اس بند عمارت میں پھیلا ہوا سفید دھواں تازہ ہوا داخل ہونے کی وجہ سے پوری طرح ختم ہو جائے تو پھر وہ اندر جائے۔ اسے اپنے ساتھیوں یا عاکف کے ساتھیوں کی طرف سے اطمینان تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس سفید دھوئیں کے اثرات اس وقت تک دور نہیں ہو سکتے جب تک بیہوش افراد کے حلق میں پانی نہ ڈالا جائے گا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس مڑا اور اس کمرے میں پہنچ کر اس نے مشین کی مدد سے دیوار برابر کی اور تیز تیز قدم اٹھاتا انڈر گراؤنڈ عمارت کی طرف بڑھتا گیا۔ وہ ایک باتھ روم دیکھ چکا تھا جس میں ایک بڑا سا حمام پانی سے بھرا ہوا موجود تھا۔ عمران نے ایک جگ پانی کا بھرا اور پھر وہ جگ اٹھائے اس کمرے میں پہنچ گیا جہاں اس کے ساتھی اور دوسرے لوگ موجود تھے۔ عمران نے جگ ایک طرف رکھا اور پھر وہ صفدر کی طرف بڑھ گیا۔ ہاتھوں والے کڑوں میں بٹن نہ تھے بلکہ یہ بٹن ان کڑوں میں تھے جو کافی اوپر دیوار میں نصب تھے چونکہ یہ کڑے کافی بلندی پر تھے اس لئے عمران نے اچھل کر ایک زنجیر کو پکڑا اور اچھل کر بازو کے زور سے اوپر کو اٹھا اور پھر اس کا ہاتھ اوپر والے کڑے میں پہنچ گیا۔ اس نے اس کا بٹن دبایا تو صفدر کی کلائی میں موجود کڑا کھٹاک سے کھل گیا اور عمران نے اچھل کر دوسری زنجیر پکڑ لی اور پھر دوسرا کڑا بھی کھل گیا۔ اس کے ساتھ ہی صفدر کا ڈھلکا ہوا جسم اس طرح فرش پر ڈھیر ہو گیا جیسے ریت کا خالی ہوتا ہوا بورا ڈھیر ہوتا ہے۔ پیروں میں موجود کڑوں میں بٹن موجود تھے۔ اس لئے عمران نے جھک کر ان کڑوں کو کھولا اور پھر صفدر کو سیدھا کر کے لٹا دیا۔ ان لوگوں نے واقعی ان کڑوں کو بناتے وقت مخصوص ذہانت استعمال کی تھی کہ ہاتھوں والے کڑوں کے کھولنے کا سسٹم اوپر دیوار میں نصب کڑوں میں رکھا تھا کیونکہ اگر ہاتھوں والے کڑوں میں یہ بٹن ہوتے تو ہاتھ موڑ کر انہیں آسانی سے کھولا جا سکتا

تھا جبکہ اوپر والے کڑے اس قدر بلندی پر تھے کہ وہاں ہاتھ جا ہی نہیں سکتے تھے کیونکہ پیر بندھے ہوئے ہوتے تھے اور پیروں والے کڑوں میں بٹن اس لئے رکھے گئے تھے کہ ظاہر ہے ہاتھ بندھے ہونے کی صورت میں پیر سے یہ بٹن نہ دبائے جا سکتے تھے۔ عمران نے ایک ایک کر کے سارے ساتھیوں کو ان لوہے کے کڑوں سے نجات دلا کر فرش پر سیدھا کر کے لٹایا اور پھر اس نے ان کے جبڑے بھینچ کر ان کے حلق میں پانی انڈیلنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی ان کے جسموں میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر ایک ایک کر کے وہ سارے ہوش میں آ گئے۔

”کیا۔ کیا۔ یہ کیا ہو گیا“ ۔۔۔۔ ان سب نے حیرت سے اچھل کر بیٹھتے ہوئے کہا کیونکہ آنکھیں کھلتے ہی انہیں اپنے سامنے کھڑا عمران ہی نظر آیا تھا جس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

”وہی ہوا جو ہونا چاہیے تھا کہ ہم آزاد ہو چکے ہیں اور عاکف اور اس کے ساتھی بیہوش“ ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مگر۔ مگر یہ۔ اوہ یہ دھماکہ اور سفید دھواں۔ یہ اس وائٹر کا تھا مگر ۔۔۔“ ۔۔۔۔ جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اصل میں کمال بیچارہ شادی کر کے اپنی جو ذہانت مجھے دے گیا تھا۔ یہ اس کا کمال ہے۔ بہرحال مجھے سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ ابوسنجد کی جان بچ گئی ورنہ جو صورت حال تھی ہم مکمل طور پر بے بس ہو چکے تھے۔ اور اگر عاکف ابوسنجد پر گولی چلا دیتا تو کم از کم میں ساری زندگی اپنے آپ سے شرمندہ رہتا“ ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ ذہانت کی بات کر رہے ہیں عمران صاحب۔ مجھے اب یقین آ گیا

ہے کہ آپ جادوگر ہیں“ ۔۔۔۔ ابوسنجد نے ہونٹ چباتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”خالی جادوگر نہیں بلکہ نیک جادوگر کہو“ ۔۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور ابوسنجد سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”مجھے یقین تھا کہ تم کوئی نہ کوئی کمال بہرحال دکھاؤ گے“ ۔۔۔۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کمال اب دیکھنے کی چیز کہاں رہ گیا۔ چیاؤں چیاؤں کے جادو میں جکڑا ہوا بھی کوئی دیکھنے کی چیز رہ جاتا ہے“ ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب“ ۔۔۔۔ تنویر نے چونک کر پوچھا۔ وہ واقعی عمران کی بات نہ سمجھ سکا تھا۔

”بھئی ابوسنجد نے کہا تھا کہ کمال کی ذہانت میرے پاس ہے اور میں نے اسے بتایا تھا کہ چونکہ کمال نے شادی کر لی ہے۔ اس لئے اب ذہانت اس کے لئے بیکار چیز ہو گئی تھی چنانچہ وہ اس نے مجھے دے دی اور اب تم کہہ رہے ہو کہ میں کمال دکھاؤں گا۔ شادی کے بعد بچوں کی چیاؤں چیاؤں میں گھرے ہوئے بیچارے کمال کو دیکھ کر کیا کرو گے“ ۔۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور کمرہ ہلکے ہلکے قہقہوں سے گونج اٹھا۔

”تم بکواس کرنے کی بجائے یہ بتاؤ کہ یہ سب کچھ کیسے ممکن ہوا ہے“ ۔۔۔۔ جولیا نے غصے بھرے لہجے میں کہا۔ وہ واقعی عمران کے ان فقروں سے ہمیشہ الرجک ہو جاتی تھی۔

”اصل میں یہ سارا کھیل اس بیچارے کمال کی ذہانت کا تھا۔ میں نے عامر کے لائے ہوئے میک اپ وائٹر کو دیکھتے ہی پلاننگ تو مرتب کر لی تھی لیکن اس

پلاننگ کو بروئے کار لانے کے لئے وقت اور مہلت چاہیے تھی اور جس طرح یہ عامر ابو نجد کو فوری طور پر ہلاک کرنے پر تُلا ہوا تھا۔ میں ابو نجد کو بھی بچانا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں نے اسے ذہنی طور پر الجھایا اور اسے مجبور کر دیا کہ وہ ابو نجد کے بارے میں عبدالناصر سے بات کرنے کے لئے یہاں سے جائے۔ اس طرح وقت بھی مل سکتا تھا اور اس عامر کے چہرے سے جھلکنے والی حماقت کے ذریعے پلاننگ کو بھی آگے بڑھایا جا سکتا تھا۔ بہرحال خدا کا شکر ہے کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔ عامر کے متعلق مجھے یقین تھا کہ وہ اس میک اپ واشر سے صرف اتنا ہی واقف ہے کہ اسے آپریٹ کر سکے۔ وہ اس کے اندرونی سسٹم کو نہیں جانتا ہوگا۔ میک اپ واشر پر موجود شکر بتا رہا تھا کہ اس کے اندر ایلنیم فور گیس استعمال ہوئی ہے۔ ایلنیم فور گیس اس قدر گرم ہوتی ہے کہ کسی بھی جگہ کے درجہ حرارت کو انتہائی تیزی سے انتہا تک پہنچا دیتی ہے۔ اس گیس کو ایک خاص محلول کے ساتھ ملا کر جب چہرے پر پھیلایا جاتا ہے تو اس کی حدت کسی حد تک کنٹرول ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ پھر بھی اس قدر گرم ہوتی ہے کہ چہرے پر موجود میک اپ کی تہہ کو بہرحال صاف کر دیتی ہے اور مساموں سے پسینہ نکال کر مساموں کے اندر سے بھی میک اپ کے ذرات نکال دیتی ہے۔ اس کے اندر ایک اور سسٹم بھی ہوتا ہے جسے زیرو لائن کہا جاتا ہے۔ زیرو لائن سے وہ محلول جو اسے کسی حد تک ٹھنڈا رکھتا ہے وہ شامل نہیں ہوتا بلکہ خالص گیس استعمال ہوتی ہے جو انتہائی درجے کی گرم ہوتی ہے یہ عام طور پر لوہے یا پتھر پر موجود کوئی تہہ ہٹانے بلکہ جلانے کے کام آتی ہے اور اسے گیس ماسک پہن کر استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ یہ گیس انسانی اعصاب کو فوری طور پر جامد کر دیتی ہے اور اسے اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جبکہ پہلے میک اپ واشر استعمال نہ کیا گیا ہو یا کم از کم استعمال سے چار گھنٹوں بعد استعمال کیا جائے

کیونکہ اس گیس کے سلنڈر کے اوپر ایک خصوصی دھات کی تہہ چڑھی ہوئی ہوتی ہے جو اس کی حدت کو برداشت کرتی ہے۔ اگر اسے چار گھنٹوں کے وقفے کے درمیان دوبارہ استعمال کرایا جائے تو پہلے استعمال کی وجہ سے وہ تہہ خود بھی گرم ہوتی ہے اس لئے خالص گیس کے اخراج کے ساتھ ہی وہ تہہ پھٹ سکتی ہے۔ اس طرح گیس باہر آ جاتی ہے۔ اب چونکہ عامر اسے پہلے ہم پر استعمال کر چکا تھا اور ابھی چار گھنٹوں کا وقفہ نہ ہوا تھا اس لئے میں نے عامر کو ڈبل میک اپ کا چکر دے کر اسے دوبارہ استعمال کرنے پر اکسایا اور جب وہ اسے استعمال کرنے لگا تھا تو میں نے اسے زیرو لائن استعمال کرنے کا کہا چونکہ میں ڈبل میک اپ کا لفظ کہہ چکا تھا اس لئے یہ احمق عامر یہ سوچ کر زیرو لائن استعمال کرنے پر آمادہ ہو گیا کہ اگر ڈبل کی بجائے ٹرپل میک اپ ہوگا تو زیرو لائن کی وجہ سے صاف ہو جائے گا چنانچہ اس نے زیرو لائن کے بٹن پریس کر دیئے اور نتیجہ وہی نکلا جو میں پہلے سے جانتا تھا کہ دھات کی وہ تہہ ٹوٹ گئی اور دھماکے سے واشر پھٹا اور گیس کمرے میں پھیل گئی۔ میں نے سانس روک لیا تھا اس لئے میں بیہوش ہونے سے بچ گیا جبکہ آپ لوگ اور یہ عبیب اور عامر دونوں بیہوش ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور فائدہ بھی ہوا کہ گیس کے اخراج کی وجہ سے کمرے کا درجہ حرارت یکلخت انتہا پر پہنچ گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم سب کے جسم پسینے سے شرابور ہو گئے۔ اس پسینے کی وجہ سے میرے سکڑے ہوئے ہاتھ جھٹکے کھا کر ان کڑوں سے باہر آ گئے۔ اس کے بعد میں نے اپنے آپ کو آزاد کیا۔ میک اپ واشر ٹوٹنے کا دھماکہ سن کر باہر موجود عاکف اور اس کے دو ساتھی دوڑتے ہوئے اس کمرے میں آئے۔ انہیں گیس کا علم ہی نہ تھا اس لئے وہ یہاں داخل ہوتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑے۔ اب مجھے معلوم ہے کہ جب تک انسانی جسم کے اندر پانی نہ پہنچایا جائے گیس کے اثرات ختم نہیں ہوتے اس لئے میں اطمینان

سے باہر چلا گیا۔ عمارت میں اور کوئی آدمی نہ تھا۔ اس لئے میں عمارت میں گھومتا رہا۔ یہ عمارت دراصل انڈر گراؤنڈ ہے۔ اس کے بیرونی حصے پر وہ لوگانو معبد بنا ہوا ہے جس کا ذکر سردار حارث کے پاس اس کے آدمی ابو شان نے کیا تھا"۔۔۔۔۔ عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"حیرت انگیز — انتہائی حیرت انگیز۔ یہ واقعی ذہانت کی انتہا ہے۔ میں تمہاری ذہانت کو سلام کرتا ہوں"۔۔۔۔۔ ابو سنجد نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"یہ ہے ہی ایسا آدمی کہ جب اس کی ذہانت سامنے آتی ہے تو یقین نہیں آتا کہ اس جیسا فضول بکواس کرنے والا اس قدر ذہین بھی ہو سکتا ہے"۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا اور اس بار باقی ساتھیوں کے ساتھ ساتھ جولیا بھی ہنس پڑی۔

"ذہانت کی بیٹری کو ساتھ ساتھ چارج بھی کرنا پڑتا ہے ورنہ نتیجہ وہی ہوتا ہے جو تمہاری ذہانت کا ہوا ہے کہ کھوپڑی میں پڑے پڑے جام ہو چکی ہے اور یہ وہی چارجنگ ہے جسے تم بکواس کہتے ہو"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کمرہ اس بار بھرپور قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"اب ان کا کیا کرنا ہے"۔۔۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے عاکف اور اس کے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس عاکف کو اٹھا کر زنجیروں میں جکڑ دو۔ باقی ابھی ایسے ہی پڑے رہیں۔ اس عمارت سے ہی لوگانو ہیڈ کوارٹر کو راستہ جاتا ہے اور یہ راستہ اب عاکف بتائے گا"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور صفدر اور تنویر تیزی سے عاکف کی طرف بڑھے۔

اسی لمحے عمران کے کانوں میں دور سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"فون کال آ رہی ہے تم اسے باندھو۔ میں فون اٹنڈ کر لوں۔ شاید کوئی کام کی بات سامنے آ جائے"۔۔۔۔۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور دوڑتا ہوا

اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں اس نے فون پڑا ہوا دیکھا تھا۔ گھنٹی وقفے وقفے سے مسلسل بج رہی تھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"عاکف بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔ عمران نے عاکف کی آواز میں کہا۔

"سیکرٹری ٹو چیف باس بول رہا ہوں۔ چیف باس سے بات کرو"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری آواز سنائی دی۔

"یس"۔۔۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ تحکمانہ تھا۔

"عاکف بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"عاکف تم نے ان لوگوں کے بارے میں رپورٹ نہیں دی جبکہ میں نے کہا تھا کہ انہیں فوری ہلاک کر کے رپورٹ دو"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

"میں ان کی لاشیں صحرا میں پھنکوانے میں مصروف تھا باس"۔۔۔۔۔ عمران نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"تو وہ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے اطمینان بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"یس باس"۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوکے یہ مسئلہ تو ختم ہوا۔ اس سردار حارث کو انعام دینا چاہیے۔ یہ لوگ اسی کی وجہ سے ختم ہو سکے ہیں ورنہ جس طرح یہ الجوف پہنچ گئے تھے مجھے واقعی شدید خطرہ لاحق ہو گیا تھا"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس باس۔ حارث واقعی انعام کا حقدار ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ہاں جو کام کرتا ہے اسے انعام بھی ملنا چاہیے، او۔کے:" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے رسیور رکھا اور مسکراتا ہوا واپس اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں اس دوران عاکف کو زنجیروں میں جکڑا جا چکا تھا۔

"اس کے حلق میں پانی ڈالو:" ——— عمران نے کہا اور پانی اس کے حلق میں ڈالنے کے تھوڑی دیر بعد عاکف ہوش میں آ گیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ — یہ سب کیا اور کیسے ہو گیا ہے:" ——— عاکف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے تو تمہیں کہا تھا کہ ابو نجد کو فوراً گولی مار دو لیکن تم نے میری بات نہ مانی، اب نتیجہ دیکھ لیا:" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم مگر یہ سب کیسے ہو گیا۔ کیا میں خواب دیکھ رہا ہوں:" ——— عاکف نے اپنے جسم کو جھٹکے دیتے ہوئے کہا، وہ واقعی اس وقت شدید ترین حیرت کے جھٹکے کا شکار نظر آ رہا تھا۔

"اب تم مجھے بتاؤ گے عاکف کہ اس عمارت سے بوگانو کے ہیڈ کوارٹر کو راستہ کہاں سے نکلتا ہے۔ کس طرح کھلتا ہے اور ہیڈ کوارٹر کے اندرونی سسٹم کی تفصیلات کیا ہیں:" ——— عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میں — میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ کچھ نہیں بتاؤں گا:" ——— عاکف نے سختی سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تنویر کوڑا اٹھاؤ اور تمہیں پوری طرح اجازت ہے کہ اسے جس طرح چاہو

استعمال کرو، مجھے بہرحال عاکف سے یہ معلومات چاہئیں:" ——— عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر اس طرح فرش پر پڑے ہوئے کوڑے کی طرف جھپٹا جس طرح کسی بچے کو اس کے پسندیدہ کھلونے سے کھیلنے کی کھلی اجازت مل گئی ہو۔

"تم، تم جو چاہو کر لو، میں مر تو سکتا ہوں مگر کچھ نہیں بتا سکتا۔ کاش میں نے تمہیں دیکھتے ہی گولیوں سے اڑا دیا ہوتا:" ——— عاکف نے اسی طرح مضبوط لہجے میں کہا۔ وہ اب حیرت کے سحر سے نکل آیا تھا۔

"اسی کاش کی وجہ سے تو ہم ابھی تک زندہ ہیں۔ یہی لفظ تو ہماری زندگیوں کا ہمیشہ موجب بن جاتا ہے۔ بہرحال یہ تنویر کا سردرد ہے کہ وہ تمہاری زبان کس طرح کھلواتا ہے:" ——— عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یہ ابھی ٹیپ کی طرح بولے گا — ابھی:" ——— تنویر نے چٹخارہ لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو گھوما اور کوڑے کی شڑاپ کی مخصوص آواز کے ساتھ ہی کمرہ عاکف کے حلق سے نکلنے والی زوردار چیخ سے گونج اٹھا۔

"بولو — بولو . . . ورنہ:" ——— تنویر نے وحشت بھرے لہجے میں کہا اور پھر کمرہ کوڑے کی شڑاپ شڑاپ کے ساتھ ساتھ عاکف کی چیخوں سے گونج اٹھا۔

عاکف کا جسم لہولہان ہو رہا تھا۔ خاردار کوڑے نے واقعی اس کے جسم تو کیا اس کی روح تک کو زخمی کر دیا تھا۔ وہ کئی بار بے ہوش ہوا لیکن تنویر کا ہاتھ نہ رکا اور پھر کوڑے کی ضربوں نے ہی اسے دوبارہ ہوش دلایا۔

"بب بب بتاتا ہوں، بتاتا ہوں۔ رک جاؤ رک جاؤ بتاتا ہوں:" ——— اچانک چیختے چیختے عاکف نے ہذیانی انداز میں کہا۔

"تنویر رک جاؤ" ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور تنویر نے ہاتھ روک لیا۔

"پپ پپ پانی دو پانی دو، میں مر رہا ہوں" ۔۔۔۔۔ عاکف کی حالت واقعی تیزی سے غیر ہوتی جا رہی تھی۔

"اسے پانی پلاؤ" ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صفدر نے جگ اٹھا کر اس کا کنارہ عاکف کے منہ سے لگا دیا۔ عاکف غٹ غٹ پانی پینے لگا۔ پانی پینے سے اس کی حالت خاصی سنبھل گئی۔

"تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ میرا نام عاکف ہے مجھے مار ڈالو لیکن میں کچھ نہیں بتاؤں گا" ۔۔۔۔۔ عاکف نے اچانک تیز آواز میں چیختے ہوئے کہا۔ وہ واقعی انتہائی طاقت ور قوت ارادی کا مالک ثابت ہو رہا تھا۔

"تمہاری یہ جرأت کہ انکار کرو" ۔۔۔۔۔ تنویر نے پھنکارتے ہوئے کہا اور اس کا کوڑے والا ہاتھ دوبارہ اٹھنے ہی لگا تھا کہ عمران نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔

"رہنے دو تنویر یہ اس طرح نہیں بتائے گا۔ اب اس کا دوسرا علاج کرنا ہوگا۔ صفدر ایک کمرے کی الماری میں تیزاب کی دو بوتلیں پڑی ہوئی ہیں میں نے دیکھی ہیں وہ اٹھا لاؤ اور اس کے زخموں پر تیزاب ڈال دو۔ اگر اس نے مرنا ہی ہے تو اس کی موت عبرتناک ہونی چاہیے۔ آخر یہ سیکشن چیف ہے" ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور صفدر مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"رک جاؤ رک جاؤ میں بتاتا ہوں تم ظالم ہو، تم وحشی ہو، تم واقعی میرے زخموں پر تیزاب ڈال دو گے۔ میں اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ میرا جسم پہلے ہی چھلنی ہو چکا ہے۔ اب جبکہ میں نے ویسے ہی مر جانا ہے تو میں کیوں دردناک موت مروں جبکہ وہ عبدالناصر اطمینان سے اپنے کمرے میں پڑا عیش کر رہا ہوگا۔ میں

بتا دیتا ہوں۔ میں بتا دیتا ہوں" ۔۔۔۔۔ عاکف نے ہذیانی انداز میں چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔ زخموں پر تیزاب ڈالے جانے کے تصور نے ہی اس کی ذہنی رو کو پلٹ کر رکھ دیا تھا۔

"اگر تم سب کچھ بتا دو تو میرا وعدہ کہ تمہیں نہ صرف زندہ چھوڑ دیا جائے گا بلکہ تمہارے زخموں پر بینڈیج بھی کر دی جائے گی" ۔۔۔۔۔ عمران نے اسے نفسیاتی انداز میں ٹریٹ کرتے ہوئے کہا اور پھر جیسے ٹیپ چل پڑتی ہے اس طرح عاکف کی زبان اس قدر تیزی سے رواں ہو گئی کہ عمران کے ساتھی تو ایک طرف خود عمران کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

فون کی گھنٹی کی آواز سنتے ہی عبدالناصر نے چونک کر بستر کے قریب پڑے ہوئے فون کو دیکھا اور اس کے چہرے پر انتہائی ناخوشگوار سے تاثرات ابھر آئے وہ اس وقت بستر پر لیٹا ہوا ایک رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔ رسالہ اس قدر دلچسپ تھا کہ وہ پوری طرح اس میں محو تھا اس لئے فون کی گھنٹی سے اس کا موڈ واقعی بے حد آف ہو گیا تھا۔ گھنٹی چونکہ مسلسل بج رہی تھی اس لئے اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"کیا بات ہے" ——— اس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"سیکرٹری بول رہا ہوں۔ زیرو سیکشن ون سے ایک انتہائی بری خبر ملی ہے" دوسری طرف سے بولنے والے نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"زیرو سیکشن سے بری خبر — کیا مطلب۔ کیا تم نشے میں ہو" ——— عبدالناصر نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں باس۔ زیرو سیکشن کے انچارج سعد نے فون کیا ہے

کہ زیرو ون پر چیکنگ مشین نے پانچ افراد کو لیبارٹری میں جانے والی شٹل میں داخل ہوتے ہوئے چیک کیا گیا ہے۔ ان میں ایک عورت اور چار [illegible] ایک آدمی مصری ہے جبکہ باقی تین ایشیائی ہیں اور وہ عورت سوئس نژاد لگتی [illegible] وہ سب مسلح ہیں" ——— سیکرٹری نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کیا — کیا کہہ رہے ہو۔ وہ لوگ کس طرح شٹل میں داخل ہو سکتے ہیں۔ کیا زیرو ون مشین نے اب روحوں کو بھی چیک کرنا شروع کر دیا ہے۔ انہیں تو عاکف نے ہلاک کر دیا تھا" ——— عبدالناصر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"باس آپ خود چیک کر لیں۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ ابھی تک زیرو مشین کی رینج میں ہیں" ——— سیکرٹری نے روحوں کی بات سن کر گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ تو ممکن ہی نہیں" ——— عبدالناصر نے اسی طرح ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور پھر رسیور کریڈل پر پٹخ کر وہ چھلانگ لگا کر بستر سے اترا اور بیرونی دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مختلف راہداریوں میں بے تحاشہ دوڑتا ہوا ایک بڑے سے کمرے میں پہنچا جہاں ہر طرف دیواروں کے ساتھ مشینیں نصب تھیں جبکہ ایک سائیڈ پر شیشے کا ایک بڑا سا کیبن بنا ہوا تھا۔ عبدالناصر کا رخ اسی کیبن کی طرف تھا۔

"یہ کیا پیغام دیا ہے تم نے۔ تم پاگل تو نہیں ہو گئے" ——— عبدالناصر نے اس کیبن میں داخل ہوتے ہی وہاں موجود نوجوان سے مخاطب ہو کر ہانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ بے تحاشہ دوڑنے کی وجہ سے وہ بری طرح ہانپ رہا تھا۔

"باس آپ خود دیکھ لیں" ——— اس نوجوان نے جو یقیناً سعد تھا مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے کیبن کے درمیان ایک بڑی سی میز پر رکھی ہوئی ایک مستطیل شکل کی مشین کی طرف اشارہ کر دیا۔ مشین کے درمیان ایک سکرین روشن

تھی اور اس پر واقعی پانچ افراد ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے چلتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ وہ واقعی ایک گول شٹل نما راستے پر چل رہے تھے۔

"اوہ، اوہ واقعی — واقعی یہ لوگ تو لیبارٹری کی طرف جا رہے ہیں اور زندہ بھی ہیں مگر یہ کیسے ممکن ہے۔ عاکف نے مجھے خود بتایا تھا کہ اس نے انہیں ہلاک کر دیا ہے اور پھر یہ سپیشل بلاک کو عبور کر کے شٹل تک کیسے پہنچ گئے" — عبدالناصر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن سعد نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش ہی رہا۔

"انہیں روکو — انہیں کسی صورت بھی لیبارٹری تک نہیں پہنچنا چاہیے۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ یہ تو سب کچھ تباہ کر ڈالیں گے" — اچانک عبدالناصر نے چیختے ہوئے کہا۔

"باس یہاں سے تو انہیں نہیں روکا جا سکتا۔ ہاں اگر شٹل سے پہلے یہ چیک ہو جاتے تو پھر انہیں آسانی سے روکا جا سکتا تھا مگر سپیشل بلاک کو تو ہم چیک ہی نہیں کرتے۔ اب تو انہیں لیبارٹری کے اندر سے روکا جا سکتا ہے" — سعد نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری بیڈ — جلدی سے ڈاکٹر زیدان سے کال ملاؤ جلدی کرو۔ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ کوئی شخص سپیشل بلاک کو بھی کراس کر سکتا ہے" — عبدالناصر نے کہا اور سعد نے جلدی سے مڑ کر ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس لیبارٹری" — رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر زیدان سے بات کراؤ، چیف باس بات کرنا چاہتے ہیں۔ فوراً بات کراؤ" — سعد نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس" — دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عبدالناصر نے اس کے ہاتھ سے رسیور جھپٹ لیا۔

"ہیلو ہیلو چیف باس کالنگ ڈاکٹر زیدان" — عبدالناصر نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس، میں ڈاکٹر زیدان بول رہا ہوں" — دوسری طرف سے حیرت بھری سی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر زیدان، پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ جو ایک عورت اور چار مردوں پر مشتمل ہے۔ پراسرار طور پر ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر سپیشل بلاک کو کراس کر کے لیبارٹری پہنچنے والی شٹل میں داخل ہو چکا ہے۔ تم لیبارٹری کا مین گیٹ فوراً سیلڈ کر دو تاکہ یہ لوگ کسی طرح بھی لیبارٹری میں داخل نہ ہو سکیں۔ میں اس دوران اس شٹل کو تباہ کرنے کے انتظامات کرتا ہوں۔ مجھے ان انتظامات میں آدھا گھنٹہ لگ جائے گا اس لئے تم فوری طور پر گیٹ سیلڈ کر دو فوراً" — عبدالناصر نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"مگر باس شٹل تباہ ہو گئی تو ہم لیبارٹری سے باہر کیسے آئیں گے" — ڈاکٹر زیدان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ یو فول، نانسنس — شٹل دوبارہ بھی بنائی جا سکتی ہے لیکن اگر یہ لوگ لیبارٹری میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تو پھر نہ صرف لیبارٹری بلکہ پورے ہیڈ کوارٹر کو بھی تباہ کر سکتے ہیں۔ فوراً گیٹ سیلڈ کر کے مجھے بتاؤ کہ تم نے کر دیا ہے یا نہیں اور سنو خود جا کر اسے سیلڈ کرو" — عبدالناصر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس" — دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی

رسیور ایک طرف رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

"کاش، کاش ان کے لیبارٹری میں داخل ہونے سے پہلے یہ احمق پروفیسر گیٹ سیلڈ کرنے میں کامیاب ہو جاتے" ـــــ عبدالناصر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"ایسا ہو جائے گا باس۔ ابھی کافی فاصلہ موجود ہے" ـــــ سعد نے کہا اور عبدالناصر نے سر ہلا دیا۔

"لیکن باس گیٹ سیلڈ ہونے سے شٹل بھی زیرو سٹیشن سے آف ہو جائے گی کیونکہ گیٹ سیلڈ ہونے سے زیرو پوائنٹ کٹ جاتا ہے" ـــــ سعد نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ہونے دو ـ لیبارٹری سیلڈ ہونی چاہیے پہلے" ـــــ عبدالناصر نے کہا اور سعد بھی خاموش ہو گیا۔ ان دونوں کی نظریں سکرین پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

"تم ایسا کرو فوراً شٹل کا سپیشل بلاک والا راستہ سیلڈ کر دو تاکہ جب تک شٹل تباہ ہونے کے انتظامات مکمل ہوں۔ یہ واپس سپیشل بلاک میں نہ پہنچ جائیں" ـــــ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد عبدالناصر نے چیختے ہوئے سعد سے کہا اور سعد تیزی سے کیبن سے باہر کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ شاید کوئی خصوصی مشین آپریٹ کرنے گیا تھا۔

تقریباً دس منٹ بعد یکلخت سکرین ایک جھماکے سے تاریک ہو گئی اور عبدالناصر کے منہ سے بے اختیار اطمینان بھرا سانس نکل گیا۔ اسی لمحے سعد واپس آ گیا۔

"میں نے سپیشل بلاک والا راستہ سیلڈ کر دیا ہے" ـــــ سعد

نے کہا۔

"لیبارٹری بھی اب سیلڈ ہو گئی ہے" ـــــ عبدالناصر نے پہلی بار قدرے مطمئن آواز میں کہا اور سعد نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ وہ بھی سکرین کو تاریک دیکھ چکا تھا اور اسے معلوم تھا کہ لیبارٹری گیٹ سیلڈ ہوتے ہی سکرین نے تاریک ہو جانا تھا۔

"ہیلو باس، کیا آپ لائن پر ہیں" ـــــ اسی لمحے ڈاکٹر زیدان کی آواز رسیور سے سنائی دی۔

"یس" ـــــ عبدالناصر نے کہا۔

"باس میں نے لیبارٹری گیٹ کو خود اپنے سامنے مکمل طور پر سیلڈ کر دیا ہے" ـــــ ڈاکٹر زیدان نے کہا۔

"ہاں میں نے پہلے ہی چیک کر لیا ہے۔ ٹھیک ہے اب بے فکر ہو کر اپنا کام جاری رکھو۔ اب میں اس شٹل کو اڑانے کے بعد ہی تمہیں دوبارہ کال کروں گا" ـــــ عبدالناصر نے کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ کر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا کیبن سے نکلا اور پھر اسی طرح دوڑتا ہوا اس بڑے کمرے سے نکلا اور ایک بار پھر راہداریوں میں دوڑنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے دفتر میں پہنچ چکا تھا۔ میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس باس" ـــــ دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"بلاسٹنگ سیکشن کے چیف ابو العاصم سے بات کراؤ" ـــــ عبدالناصر نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"یہ لوگ آخر کس طرح زندہ بچ گئے اور نہ صرف زندہ بچ گئے بلکہ وہ سپیشل بلاک کو بھی کراس کر کے شٹل میں داخل ہو گئے۔ وہ حرامزادہ عاکف کیا کر رہا ہے اس نے کیوں جھوٹ بولا ہے"۔۔۔۔ عبدالناصر نے خود کلامی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عبدالناصر نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔۔ عبدالناصر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"ابوالعاصم سے بات کیجئے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ابوالعاصم بول رہا ہوں"۔۔۔۔ اس کے ساتھ ہی ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

"ابوالعاصم فوری طور پر سپیشل بلاک اور لیبارٹری کے درمیان شٹل کو مکمل طور پر بلاسٹ کرا دو۔ فوراً بغیر کوئی وقت ضائع کئے"۔۔۔۔ عبدالناصر نے چیختے ہوئے کہا۔

"کیا ۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"سنو پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ جو ایک عورت اور چار مردوں پر مشتمل ہے اور یہ لوگ انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں، کسی طرح ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر اور سپیشل بلاک کو بھی کراس کر کے اس سپیشل شٹل میں داخل ہو چکے ہیں۔ زیرو سٹیشن نے انہیں پہلی بار شٹل میں چیک کیا تو مجھے اطلاع ملی۔ میں نے فوری طور پر ڈاکٹر زیدان کو فون کر کے لیبارٹری کو سیل کرا دیا ہے اور سپیشل بلاک اور شٹل کے راستے کو بھی سیلڈ کرا دیا ہے۔ اب یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ اس

شٹل میں پھنس گئے ہیں اس لئے اب تم اس شٹل کو بلاسٹ کرا دو تاکہ یہ یقینی طور پر ختم ہو جائیں"۔۔۔۔ عبدالناصر نے مختصر لفظوں میں اسے پس منظر بتاتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے باس تو میرے آدمی شٹل میں داخل ہو کر ان کا خاتمہ بھی کر سکتے ہیں۔ شٹل بلاسٹ ہو جانے سے تو بڑا مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ابوالعاصم نے کہا۔

"اس وقت سب سے بڑا مسئلہ اس لیبارٹری کو بچانا ہے جس میں وہ پروجیکٹ مکمل ہو رہا ہے جو لوگانو کا سب سے قیمتی پروجیکٹ ہے۔ شٹل دوبارہ بھی بنائی جا سکتی ہے مگر پروجیکٹ تباہ ہو گیا تو پھر پروجیکٹ دوبارہ نہیں بن سکتا۔ اس لئے تم فوری طور پر شٹل تباہ کر دو"۔۔۔۔ عبدالناصر نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ابوالعاصم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شٹل تباہ ہوتے ہی مجھے رپورٹ دو تاکہ میں شٹل کے ملبے سے ان کی لاشیں نکالنے کا کام اپنی نگرانی میں کرا سکوں"۔۔۔۔ عبدالناصر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے ابھر آئے تھے اور چہرہ ابھی تک تشویش اور پریشانی کی وجہ سے قدرے بگڑا ہوا تھا۔

"اس عاکف کو کیا ہوا۔ کیا اس نے غداری کی ہے"۔۔۔۔ اچانک عبدالناصر کو ایک خیال آیا تو اس نے تیزی سے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

"یس باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"عاکف سے بات کراؤ فوراً جلدی"۔۔۔۔ عبدالناصر نے اسی طرح

"ہونہہ ایسا ہی ہوا ہوگا۔ اس لئے وہاں سے کوئی فون کال ہی اٹنڈ نہیں کر رہا اور یہ لوگ بھی وہاں سے شٹل میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ بہر حال ٹھیک ہے ان لوگوں کے خاتمے کے بعد سپیشل بلاک کو دوبارہ ایڈجسٹ کرنا پڑے گا" ـــــــ عبدالناصر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ تو شکر ہے کہ میں نے مین سیکشن کو ہر طرف سے کاٹ کر علیحدہ رکھا ہوا ہے ورنہ یہ لوگ لیبارٹری کی طرف جانے کی بجائے لازماً پہلے مین سیکشن کا ہی رُخ کرتے۔ یہ ابوالعاصم کی کال نہیں آرہی۔ اب تک تو شٹل تباہ ہو جانی چاہیے تھی" ـــــــ عبدالناصر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اُٹھی۔

"یہ یقیناً ابوالعاصم کی کال ہوگی" ـــــــ عبدالناصر نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے سیکرٹری نے اس کی توقع کے عین مطابق ابوالعاصم کی کال کے متعلق کہا اور عبدالناصر کا چہرہ یکلخت چمک اٹھا۔

"یس کیا رپورٹ ہے ابوالعاصم" ـــــــ عبدالناصر نے ابوالعاصم کی آواز سنتے ہی انتہائی بے چین لہجے میں پوچھا۔

"باس حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ پوری شٹل کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے۔ اب کیا مین سیکشن کھولا جائے تاکہ آپ جا کر ان لوگوں کی لاشیں تلاش کرائیں" ـــــــ ابوالعاصم نے کہا۔

"نہیں، مین سیکشن کو کسی طرح بھی ابھی نہیں کھولنا۔ پہلے ان لوگوں کی موت کی تصدیق ہو گی پھر مین سیکشن کھولا جائے گا" ـــــــ عبدالناصر نے تیز

لہجے میں کہا۔

"جیسے آپ کا حکم باس، آپ نے چونکہ پہلے خود کہا تھا اس لئے میں نے پوچھا تھا" ـــــــ ابوالعاصم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ انہوں نے پورے سپیشل بلاک کو تباہ کر دیا ہے۔ عاکف اور اس کا پورا سیکشن ان کے ہاتھوں ہلاک ہو چکا ہے۔ اس لئے میں کوئی رسک نہیں لے سکتا۔ میں اب ڈاکٹر زیدان کے ذمے یہ کام لگاتا ہوں" ـــــــ عبدالناصر نے کہا اور ہاتھ مار کر کریڈل دبا دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پیس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ وہ اب سیکرٹری کے کال ملانے والے وقفے کو بھی برداشت نہ کر سکتا تھا اس لئے اس نے فون ڈائریکٹ کر دیا تھا۔ فون ڈائریکٹ کرنے کے بعد اس نے تیزی سے خود ہی لیبارٹری کا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"یس لیبارٹری" ـــــــ رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر زیدان سے بات کراؤ میں چیف باس بول رہا ہوں" ـــــــ عبدالناصر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس" ـــــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ڈاکٹر زیدان کی آواز سنائی دی۔

"یس باس، ڈاکٹر زیدان بول رہا ہوں" ـــــــ ڈاکٹر زیدان کا لہجہ نارمل تھا۔

"ڈاکٹر زیدان شٹل تباہ کر دی گئی ہے" ـــــــ عبدالناصر نے کہا۔

"یس باس، میں نے خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنی ہیں" ـــــــ ڈاکٹر زیدان نے جواب دیا تو عبدالناصر کے چہرے پر گہرے اطمینان کے

تاثرات اُبھر آئے۔

"وہ خطرناک سیکرٹ ایجنٹ اس شٹل میں موجود تھے اس لئے وہ لازماً ساتھ ہی ختم ہو چکے ہوں گے تم ایسا کرو کہ مین گیٹ کھلوا کر اپنے آدمیوں کو ان کی لاشیں تلاش کرنے پر لگا دو پھر جیسے ہی لاشیں ملیں فوراً مجھے رپورٹ دو۔" ——— عبدالناصر نے کہا۔

"یس باس۔" ——— دوسری طرف سے ڈاکٹر زیدان نے جواب دیا اور عبدالناصر نے رسیور رکھ کر اطمینان بھرا طویل سانس لیا۔ جب سے زیرو سیکشن سے کال آئی تھی تب سے لے کر اب تک وہ مسلسل پریشان رہا تھا اور اب پہلی بار اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات اُبھرے تھے کیونکہ اب اسے سو فیصد یقین ہو گیا تھا کہ یہ خطرناک گروپ بہرحال اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے۔

"یہ شٹل ہے یا شیطان کی آنت۔ ختم ہونے میں ہی نہیں آ رہی۔" ——— تنویر نے منہ بناتے ہوئے ایک ہاتھ میں پکڑی پورٹیبل سرچ لائٹ دوسرے ہاتھ میں پکڑتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"مجھے تو یوں لگ رہا ہے جیسے ہم ساری عمر اس شٹل میں ہی چلتے رہیں گے۔" ——— جولیا نے تنویر کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"کاش رقیب روسیاہ، اوہ سوری رقیب روسفید ساتھ نہ ہوتا تو میں ساری عمر بھی اسی طرح ساتھ ساتھ چلنے کے لئے تیار تھا مگر ..." ——— عمران نے کن انکھیوں سے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے منہ بنا کر کہا تو جولیا کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

"تمہاری زبان اس شٹل سے بھی لمبی ہے۔ کوئی بات بھی کرو تمہاری بکواس شروع ہو جاتی ہے۔" ——— تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ سچ ہے — قدر شناسی کسی کسی کے حصے میں آتی ہے۔ عام لوگوں کے

لئے تو ساری عمر ساتھ ساتھ چلنے والی بات بکواس کے ہی زمرے میں آتی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب اس قدر طویل ٹنل آخر کس فائدے کے لئے بنائی گئی ہو گی"۔۔۔۔۔ صفدر نے شاید موضوع بدلنے کی غرض سے کہا۔

"تاکہ قدر شناس ساتھ ساتھ چلنے کا فائدہ اٹھا سکیں اور ناقدر شناس کڑھتے جلتے رہیں"۔۔۔۔۔ عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں موضوع بدلنے کی اجازت دینے والا تھا۔

"عمران صاحب' آپ نے یقیناً محسوس کیا ہو گا کہ جیسے ہم آگے بڑھتے جا رہے ہیں گہرائی میں اترتے جا رہے ہیں اس کا مطلب ہے کہ وہ لیبارٹری انتہائی گہرائی میں بنائی گئی ہے"۔۔۔۔۔ عمران کے ساتھ چلتے ہوئے ابو نجد نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"موتی گہرائی میں ہی ملتے ہیں سردار ابو نجد' اوپر کی سطح پر تو گھونگے ہی ہوتے ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا اور اس بار صفدر کے ساتھ ساتھ ابو نجد بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ سے واقعی کوئی باتوں میں نہیں جیت سکتا"۔۔۔۔۔ ابو نجد نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بس باتیں ہی باتیں آتی ہیں اسے ہونہہ"۔۔۔۔۔ یکلخت جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے منہ دوسری طرف کر لیا۔

"بالکل' سوائے بکواس کرنے اور کیا آتا ہے اسے"۔۔۔۔۔ تنویر نے فوراً موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"تم بھی خاموش رہو تو بہتر ہے"۔۔۔۔۔ جولیا نے اس بار تنویر کو جھڑکتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ جس پیرائے میں بات کر رہی تھی تنویر اس پیرائے کو سمجھ ہی نہ سکا تھا۔

"خاموش رہ کر تو گواہی نہیں دی جا سکتی اس لئے بولنے دو بیچارے گواہ کو"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گواہی۔۔ کیسی گواہی"۔۔۔۔۔ ابو نجد نے چونک کر پوچھا۔

"ایک ہی تو ایسا موقع ہوتا ہے جب دو گواہوں کی اشد ضرورت ہوتی ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ابو نجد بے اختیار اس طرح سر ہلانے لگا جیسے اب بات اس کی سمجھ میں آئی ہو۔

"آپ تیار ہوں' دو چھوڑ دو ہزار گواہ حاضر کئے جا سکتے ہیں"۔۔۔۔۔ ابو نجد نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دو ہزار لاحول ولا قوۃ' میں نے حرم تو نہیں بسانا۔ بھئی وہ پرانے وقتوں کی بات تھی کہ حرم بھرنے کے لئے دو دو گواہ کر کے دو ہزار کی ضرورت پڑتی تھی۔ اب تو ایک سے ہی حرم اتنا بھر جاتا ہے کہ بیچارے شوہر کو اس عربی کی طرح گھر سے باہر سونا پڑتا ہے جس نے اونٹ کو خیمے سے باہر باندھ دیا تھا اور اونٹ نے صرف گردن خیمے میں ڈالنے کی اجازت لی تھی اور پھر سالم اونٹ خیمے کے اندر اور بیچارہ عربی اس اجازت کو روتا ہوا خیمے سے باہر"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک سے کیسے حرم بھر سکتا ہے"۔۔۔۔۔ ابو نجد کی سمجھ میں شاید عمران کی بات ہی نہ آئی تھی۔

"کیوں نہیں بھر سکتا۔ ہر سال جو ایک چیاؤں حاضر ہو تو ۔ ۔ ۔"۔۔۔۔۔

عمران نے وضاحت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن پھر فقرہ ادھورا چھوڑ کر وہ اچھل کر ایک طرف ہٹا ورنہ جولیا کا بھرپور تھپڑ لازماً اس کے چہرے پر ہی پڑتا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک ٹنل نے موڑ کاٹا اور اس کے ساتھ ہی اس کا اختتام ہو گیا۔

"لو بھئی تنویر تمہاری اُمت تو ختم ہو گئی۔ ایک مسئلہ تو حل ہوا" ـــــ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو کوئی خاص قسم کی دیوار لگتی ہے عمران صاحب" ـــــ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں صرف خاص نہیں بلکہ خاص الخاص کہو۔ اس کی ساخت بتا رہی ہے کہ یہ ایئر بلاکس وال ہے۔ ایسی دیوار جسے ایٹم بم سے بھی نہیں اڑایا جاسکتا" ـــــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور عمران کی بات سن کر سب ساتھیوں کے چہروں پر شدید پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"اب کیا کریں" ـــــ جولیا نے بھی پریشان لہجے میں کہا۔

"صرف ہاں کرو دو' باقی کام صفدر اور گواہوں کا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ـــ تم پھر۔ . . ." ـــــ جولیا نے بُری طرح جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے اتنا ناراض ہونے کی ضرورت نہیں' چلو ناں کر دو' بیچارے تنویر کی قسمت میں یہی لفظ آتا ہے" ـــــ عمران نے کہا اور جولیا بے بسی کے سے انداز میں ہنس دی۔

"عمران صاحب' یہ وقت مذاق کا نہیں ہے" ـــــ صفدر نے بھی

انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں کب کہہ رہا ہوں کہ مذاق کا ہے۔ ساری عمر کا مسئلہ مذاق کیسے ہو سکتا ہے" ـــــ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ تنویر ویسے ہی مسلسل خاموش تھا۔ شاید اس نے قسم کھالی تھی کہ وہ اب سرے سے بات ہی نہ کرے گا جبکہ ابوسعید حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اسے شاید سمجھ نہ آرہی تھی کہ اس قدر الجھی ہوئی صورت حال میں عمران آخر مذاق کیوں کر رہا ہے۔

"باہر سے اس کے کھولنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ کار تو رکھا ہی گیا ہوگا" ـــــ صفدر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ایسی وال کو دوسری طرف سے کھولا ہی نہیں جاسکتا۔ ایسی دیوار کی ساخت ہی ایسی ہوتی ہے کہ یہ ایک طرف سے ہی آپریٹ ہو سکتی ہے" ـــــ اس بار عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو عمران کے سارے ساتھیوں کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کہ چلو اب عمران سنجیدہ تو ہوا۔

"پھر اب کیا کرنا ہوگا۔ کیا ہمیں واپس جانا ہوگا" ـــــ ابوسعید نے کہا۔

"واپس جا کر تو سوائے عاکف اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں دفنانے کے اور کیا کر سکتے ہیں اور یہی ایک کام میرے بس سے باہر ہے اس لئے مجبوری ہے آگے ہی بڑھنا ہوگا" ـــــ عمران نے کہا اور دیوار کی طرف بڑھ کر اس نے ہاتھ دیوار پر رکھا اور اسے اوپر سے نیچے اور دائیں سے بائیں چلاتا رہا۔ اس کے چہرے پر اب گہری سنجیدگی کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

"یہ واقعی ایئر بلاکس وال ہے۔ ہمیں لیبارٹری میں جانے کا کوئی اور راستہ

ڈھونڈھنا ہوگا" ——— عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"اور راستہ — اور راستہ کہاں سے ہو سکتا ہے" ——— صفدر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"اس شٹل سے باہر یقیناً ریت ہی ریت ہوگی لیکن بہرحال یہ ساری لیبارٹری ایئر بلاکس وال سے نہیں بنائی گئی ہوگی ورنہ بظاہر اس کی ضرورت ہے" ——— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن باہر تو چالیس پچاس فٹ کی بلندی تک ریت ہوگی۔ اس کا وزن اور پھر سانس لینے کا بھی مسئلہ ہوگا" ——— تنویر نے کہا۔

"اگر مجھے معلوم ہوتا تو کم از کم گیس ماسک ساتھ لے آتے، وہاں عاکف والے حصے میں موجود تھے لیکن اب اس کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں" ——— عمران نے کہا اور پھر اس نے کوٹ کی اندر کی جیب سے ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا کیپسول نکالا اور اسے شٹل کی ایک دیوار کی جڑ میں رکھ کر وہ تیزی سے پیچھے ہٹتا گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی پیچھے ہٹ گئے۔ کافی پیچھے ہٹنے کے بعد عمران رکا اور اس نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کیپسول پر فائر کر دیا۔ ریوالور کے دھماکے کے ساتھ ہی ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو یوں محسوس ہوا جیسے پوری شٹل ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ان کے اوپر آ گری ہو لیکن یہ صرف احساس تھا۔ جس جگہ وہ کیپسول تھا وہاں سے سیمنٹ کی بنی ہوئی انتہائی موٹی شٹل کا ایک بڑا حصہ غائب ہو چکا تھا اور ریت کا ڈھیر سا اندر شٹل میں آ گرا تھا۔ ہر طرف ریت کے ذرات پھیل گئے تھے۔

"اب ہمیں ریت میں سرنگ کھودنی ہوگی اس دیوار تک پہنچنے کے لئے" ——— عمران نے کہا۔

"ریت میں سرنگ کیسے لگ سکتی ہے" ——— ابو نجد نے ایسے لہجے میں کہا جیسے عمران نے انتہائی احمقانہ بات کر دی ہو اور واقعی بظاہر تھی بھی یہ احمقانہ بات اور شاید یہی وجہ تھی کہ دوسرے ساتھی بھی حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگ گئے تھے۔

"بظاہر تو نہیں لگ سکتی کیونکہ اوپر ٹنوں کے حساب سے ریت ساتھ ساتھ بیٹھ جائے گی لیکن کبھی صحرائی چوہوں کو دیکھا ہے تم نے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے ابو نجد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"صحرائی چوہے، اوہ ہاں وہ واقعی ریت میں دور تک سرنگ نکال لیتے ہیں لیکن" ——— ابو نجد نے کچھ نہ سمجھنے کے انداز میں کہا۔

"میں تمہاری بات کا مطلب سمجھتا ہوں کہ چوہوں کو شاید اس بارے میں قدرت نے کوئی خصوصی صلاحیتیں دے رکھی ہوں گی" ——— عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے یہی سوچا جا سکتا ہے" ——— ابو نجد نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ چوہے اپنے جسم کی خصوصی بناوٹ کی وجہ سے انتہائی تیزی سے آگے بڑھتے ہیں۔ پیچھے ریت بیٹھ بھی جائے تب بھی ان پر کوئی دباؤ نہیں ہوتا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں چونکہ لمبا سانس نہیں لینا پڑتا اس لئے ریت کے کھلے ذرات میں موجود ہوا ہی ان کے پھیپھڑوں کے لئے کسی حد تک کام دے جاتی ہے چنانچہ چوہوں کی طرح سانس لے کر اور ان کی طرح تیزی سے حرکت کر کے اس لیبارٹری کی دیوار تک پہنچا اور واپس آیا جا سکتا ہے" ——— عمران نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے وہاں جا کر بم فٹ کر کے واپس اس شٹل میں آیا جائے" ——— صفدر نے کہا۔

"ظاہر ہے اب وہاں بیٹھ کر پکنک تو نہیں منائی جا سکتی۔ میں نے تم

سے شٹل کا جو حصہ توڑا ہے وہاں سے دیوار زیادہ سے زیادہ چھ فٹ کی دوری پر ہوگی اور اتنا فاصلہ طے کیا جا سکتا ہے "۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا کوٹ اتارنا شروع کر دیا۔

" میں جاؤں گا تم یہیں رہو "۔۔۔۔ ایکلخت تنویر نے کہا۔

" کیوں ۔ کیا تم میں صحرائی چوہوں کی خصوصیات ہیں "۔۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

" میں نہیں چاہتا کہ تم ریت میں دم گھٹنے سے ہلاک ہو جاؤ "۔۔۔۔ تنویر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" لیکن تمہارے ساتھ بھی تو ایسا ہو سکتا ہے "۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یقیناً ہو سکتا ہے لیکن میری موت سے پاکیشیا کو اتنا نقصان نہیں پہنچ سکتا جتنا تمہاری موت سے ۔۔۔ تنویر تو اور لاکھوں مل جائیں گے لیکن پاکیشیا کو شاید دوسرا عمران قیامت تک نہ مل سکے گا "۔۔۔۔ تنویر نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" شکریہ تنویر میں تمہارے خلوص کو سلام کرتا ہوں لیکن میری نظر میں تمہاری موت میری اپنی موت ہے اور تم فکر نہ کرو میں ذرا ضرورت سے زیادہ ہی ڈھیٹ واقع ہوا ہوں "۔۔۔۔ عمران نے کہا لیکن اس کے چہرے پر ایسے تاثرات لاشعوری طور پر ابھر آئے تھے کہ وہ تنویر کے خلوص سے بے حد متاثر نظر آ رہا تھا۔ جولیا، صفدر حتیٰ کہ ابو بجد کی نظروں میں بھی تنویر کے لئے انتہائی تحسین کے آثار ابھر آئے تھے۔

" تم نے اتنے فاصلے پر بم کیوں رکھا تھا۔ دیوار کے ساتھ رکھ دیتے

اس طرح فاصلہ اور زیادہ گھٹ جاتا اور خطرہ بھی نہ رہتا "۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

" یہ ایئر بلاکس وال نجانے کتنی لمبی ہو اس لئے میں نے ذرا فاصلے پر شٹل توڑی ہے تاکہ اصل دیوار تک پہنچا جا سکے "۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے کوٹ کی جیب سے ایک زرد رنگ کی پتی نکالی، اسے ہاتھ میں پکڑ کر اس نے کوٹ کو اپنے سر اور منہ کے گرد اس طرح لپیٹ دیا کہ ریت اس کے منہ اور ناک میں نہ پھنس سکے۔ اس کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھا اور اس نے تیزی سے ریت میں ہاتھ ڈالے اور پھر انہیں اس مخصوص انداز میں حرکت دینے لگا کہ اس کا پہلے کوٹ میں لپٹا ہوا سر اور پھر تیزی سے باقی جسم ریت کے اندر غائب ہونے لگ گیا۔ عمران کے ساتھی ہونٹ بھینچے عمران کو اس طرح ریت کے اندر غائب ہوتے دیکھ رہے تھے۔ ان کے دل اتنے زور سے دھڑک رہے تھے جیسے ابھی سینے کو پھاڑ کر باہر نکل آئیں گے کیونکہ عمران بظاہر صریحاً موت کے منہ میں جا رہا تھا۔ سینکڑوں لاکھوں ٹن ریت کے اندر جانا اور پھر سانس لئے بغیر آگے بڑھنا بظاہر خودکشی ہی سمجھا جا سکتا تھا۔ جولیا کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئی تھیں اور اس کا منہ خود بخود اوپر کی طرف اٹھ گیا تھا جیسے وہ عمران کی زندہ سلامت واپسی کی دعا مانگ رہی ہو۔ چند لمحوں بعد ریت عمران کو ان کی آنکھوں کے سامنے نگل چکی تھی۔ ان کے سانس اس طرح رکے ہوئے تھے جیسے وہ سانس لینا ہی بھول گئے ہوں۔ تنویر کے ہاتھ میں موجود پورٹیبل سرچ لائٹ کی تیز روشنی اسی جگہ جمی ہوئی تھی جہاں سے عمران ریت میں غائب ہوا تھا۔ اس کے ہونٹ ایک دوسرے پر اس سختی سے جمے ہوئے تھے کہ ہونٹوں

پر آجانے والی پیلاہٹ اس کے چہرے پر پڑنے والی روشنی میں صاف دکھائی دینے لگی تھی۔ ان سب پر ایک ایک لمحہ قیامت کا گزر رہا تھا کہ یکلخت ریت میں ہلچل سی نمودار ہوئی اور وہ سب اس طرح اچھل پڑے جیسے بجلی سے چلنے والے کھلونے اچانک کرنٹ آجانے سے حرکت میں آجاتے ہیں۔ وہ سب تیزی سے ریت کے اور قریب ہو گئے اور چند لمحوں بعد عمران کے ہاتھ اور پھر اس کا کوٹ میں لپٹا ہوا سر ریت سے باہر نکلا تو جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے سر اور منہ پر لپٹا ہوا کوٹ ہٹانا شروع کر دیا۔ کوٹ ہٹتے ہی عمران کا چہرہ سامنے آیا تو وہ سب بری طرح چونک پڑے۔ عمران کے چہرے کا رنگ اس قدر سرخ ہو رہا تھا جیسے اس کے پورے جسم کا خون سمٹ کر چہرے میں مجتمع ہو گیا ہو۔ کوٹ ہٹتے ہی عمران نے لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیے جبکہ تنویر اور صفدر نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر پوری قوت سے ریت سے باہر کھینچ لیا اور عمران فرش پر بے حس پڑا مسلسل لمبے لمبے سانس لیتا رہا۔ عمران کے دونوں ہاتھ خالی تھے۔ ——

وہ زرد رنگ کی پٹی جو انتہائی طاقتور بم تھا غائب تھا اس کا مطلب تھا کہ عمران وہ بم دیوار میں نصب کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے لیکن دھماکہ نہ ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کا سانس نارمل ہونے لگ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ آئی۔

”آج واقعی موت کا ذائقہ چکھنا پڑا ہے“ —— عمران نے ایک طویل سانس لے کر اٹھتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا وہ بم“ —— صفدر نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔

”وہ کہیں راستے میں ہی رہ گیا ہے واپسی پر تو میں بھی لاشعوری طور پر

حرکت کرتا رہا ورنہ میرا شعور میرا ساتھ چھوڑ گیا تھا“ —— عمران نے کہا۔

”کیا مطلب — کیا جاتے ہوئے کہیں رہ گیا ہے“ —— جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

”نہیں، میں دیوار تک پہنچ گیا تھا لیکن وہ بھی ائیر بلاکس وال ہے اس لئے بم بیکار تھا چنانچہ مایوس ہو کر میں اسے لگائے بغیر واپس پلٹ پڑا۔ توبہ توبہ سانس روک لینا اتنا مسئلہ نہ تھا جتنا میرے جسم پر دباؤ تھا۔ مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے میں کسی سڑک کوٹنے والے انجن کے ویل کے نیچے پریس ہو رہا ہوں“ عمران نے کہا اور سب نے سر ہلا دیئے۔ وہ تصور میں ہی ساری صورت حال کا جائزہ لے سکتے تھے۔

”اس کا مطلب ہے کہ پوری لیبارٹری ہی ائیر بلاکس وال کی بنی ہوئی ہے“ جولیا نے کہا۔

”ہاں اس لئے اسے کسی صورت بھی نہیں توڑا جا سکتا۔ اب تو ایک ہی صورت ہے کہ ہم واپس جائیں اور عاکف والے بلاک میں سے کوئی ایسا چکر چلائیں جس سے یہ لیبارٹری کھل سکے لیکن میرے جسم میں اس قدر درد ہے کہ شاید میں اس شٹل کو واپس چل کر پاس نہ کر سکوں“ —— عمران نے کہا۔

”میں تمہیں کاندھے پر اٹھا کر لے جاؤں گا تم فکر نہ کرو عمران“ —— تنویر نے فوراً ہی انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک پوری شٹل اس طرح لرزنے لگی جیسے خوفناک زلزلہ آ رہا ہو۔

”ائیر بلاک دیوار سے لگ جاؤ شٹل تباہ کی جا رہی ہے“ —— عمران نے یکلخت چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے وہ سب بجلی کی سی تیزی سے شٹل کی

ایئر بلاک دیوار کے ساتھ لگ کر اوندھے منہ بیٹھ گئے۔ اس کے ساتھ ہی خوفناک دھماکے ہوئے اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ہزاروں ٹن وزن ان کے جسموں پر آ پڑا ہو۔ اس کے ساتھ ہی ان کے حواس ان کا ساتھ چھوڑ گئے۔ شٹل ٹوٹنے کے ساتھ ہی شاید اوپر موجود ریت اندر ان پر آ گری تھی اور ظاہر ہے اس کے بعد ان کے زندہ بچ جانے کا سرے سے کوئی سوال ہی نہ رہ جاتا تھا لیکن پھر عمران کے ذہن میں ایک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کے پورے جسم میں درد کی تیز لہر سی دوڑ گئی اور اس کے گھپ اندھیرے میں ڈوبے ہوئے ذہن میں یکلخت روشنی سی ہوئی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اسے ایک لمحے کے لئے تو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا پورا جسم پکے ہوئے پھوڑے کی طرح درد کر رہا ہو لیکن شعور پیدا ہوتے ہی اس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ وہ مرا نہیں بلکہ زندہ ہے تو اسے درد کی شدت کم ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گیا اور پھر یکلخت اسے زوردار چھینک آئی اور اس کی ناک اور منہ سے ریت کی پھواریں سی نکلیں۔ اب اسے مسلسل چھینکیں آنے لگیں اور چند لمحوں بعد اس کا رک رک کر آتا ہوا سانس پوری طرح بحال ہو گیا۔ اس کا پورا جسم ریت سے بھرا ہوا تھا۔ وہ تیزی سے مڑا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی فرش پر بے سدھ پڑے ہوئے دیکھا۔ وہ بھی جیسے ریت میں دفن نظر آ رہے تھے۔ وہ جلدی سے ان کی طرف بڑھا اور پھر جیسے بجلی حرکت کرتی ہے اس طرح اس نے باری باری ان کے نتھنوں میں انگلیاں ڈال کر بھری ہوئی ریت نکالی اور منہ کھول کر بھی انگلی کی مدد سے جس قدر ہو سکتا تھا ریت باہر نکالی اور ساتھ ہی اس نے انگلی میں موجود بلیڈ کو قدرے باہر نکال کر ان سب کی ناک کے اندر کٹ لگانے شروع کر دیئے اور چند لمحوں بعد اس کا نتیجہ سامنے آ گیا۔ ان سب کو اس کٹ کی وجہ

سے چھینکیں آنی شروع ہو گئیں اور ناک اور منہ میں بھری ہوئی مزید ریت باہر نکلنے لگی اور تھوڑی دیر بعد وہ سب ہوش میں آ چکے تھے چونکہ وہ ایئر بلاکس وال کے ساتھ لگ کر اوندھے منہ بیٹھ گئے تھے اس لئے لامحالہ وزن پڑتے ہی وہ منہ کے بل نیچے گرے ہوں گے اور یہی وجہ تھی کہ ان کی ناک اور منہ میں بہرحال پوری طرح ریت نہ بھر سکی اور کسی حد تک سانس لینے کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ باقی رہ گیا تھا وہ چونکہ بیہوش ہو گئے تھے اس لئے دماغ میں بھی تحریک پیدا نہ ہو سکی تھی۔ عمران کا ذہنی دفاعی سسٹم کام کر گیا تھا اس لئے وہ از خود ہوش میں آیا اور اس کے ساتھ ہی ذہن میں تحریک پیدا ہوتے ہی اسے چھینکیں آ گئی تھیں۔ جبکہ باقی ساتھیوں کے ذہنوں میں مخصوص تحریک پیدا کرنے کے لئے اسے خاص طور پر کوشش کرنی پڑی تھی۔

جب چھینکوں کا طوفان ختم ہوا اور وہ سب پوری طرح ہوش میں آ گئے تو وہ حیرت سے ایک دوسرے کو اس طرح دیکھنے لگے جیسے انہیں یقین نہیں آ رہا ہو کہ وہ واقعی زندہ بچ گئے ہیں۔ عمران کے جسم پر کوٹ موجود نہ تھا۔ وہ وہیں شٹل میں ہی رہ گیا تھا۔ اس وقت وہ ایک کمرے کے فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ کمرے کی دیواروں کے ساتھ کاٹھ کباڑ سا بھرا ہوا تھا۔ ایک طرف دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا اور اس کے باہر ایک تنگ سی بند راہداری نظر آ رہی تھی۔ عمران تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے باہر سر نکال کر جھانکا تو راہداری ایک طرف سے بند تھی جبکہ دوسری طرف اس کا اختتام اوپر جاتی ہوئیں سیڑھیوں پر ہو رہا تھا جس کے بعد ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ عمران راہداری میں آ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی لمحے اس کے ساتھی بھی اس کے عقب میں آ گئے۔ عمران نے انہیں وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ احتیاط سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر

پہنچ گیا۔ اس نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھل گیا وہ صرف بھڑا ہوا تھا۔ دوسری طرف ایک راہداری تھی جس میں دو دروازے نظر آ رہے تھے۔ عمران آہستہ سے آگے بڑھا اور پھر پہلے دروازے کے قریب پہنچ کر رک گیا۔

"یس باس، میں صحیح کہہ رہا ہوں آپ خود آ کر چیک کر لیں۔ وہ لاشیں میں نے سٹور روم میں رکھوا دی ہیں" ——— ایک آواز سنائی دی۔

"بالکل باس وہ مردہ ہیں ——— قطعی مردہ، وہ سیلڈ گیٹ کے ساتھ ہی ریت میں دفن تھے۔ گیٹ کھلتے ہی ہمیں وہ ریت میں دبے ہوئے نظر آ گئے۔ چنانچہ ہم نے انہیں کھینچ لیا چونکہ انہیں مرے ہوئے چند ہی لمحے ہوئے تھے اور پھر وہ ریت میں دبے رہے تھے اس لئے اس وقت تو ان کے جسم گرم ہی تھے لیکن بہرحال وہ مر چکے تھے۔ ان کی ناک اور منہ میں ریت بھری ہوئی تھی اور سانس بند تھی" ——— وہی آواز چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوبارہ سنائی دی۔

"او۔ کے باس" ——— پھر چند لمحے خاموش رہنے کے بعد وہی آواز دوبارہ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

"خواہ مخواہ چیف اس قدر ڈر رہا ہے۔ مُردوں سے بھلا کیا ڈرنا" ——— ایک بڑبڑاتی ہوئی آواز سنائی دی اور اس لمحے عمران تیزی سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے عقب میں موجود اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے آ گئے یہ ایک لمبا تڑنگا گنجے سر والا آدمی تھا جو ایک بڑی میز کے پیچھے اونچی نشست کی کرسی سے سر ٹیکے آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا لیکن پھر شاید عمران اور اس کے ساتھیوں کے آنے کی آہٹ سن کر اس نے آنکھیں کھولیں اور دوسرے لمحے اس کی آنکھیں تیزی سے کانوں کی طرف پھیلتی چلی گئیں۔

اس کا چہرہ حیرت کی شدت سے بگڑتا چلا گیا اور دوسرے لمحے اس کی گردن ایک جھٹکے سے ڈھلک گئی۔ وہ حیرت کے خوفناک جھٹکے کی وجہ سے بیہوش ہو چکا تھا۔

"کیا زمانہ آ گیا ہے کہ لوگ مُردوں کی بجائے زندوں سے ڈرنے لگ گئے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مڑ کر اپنے ساتھیوں کو دروازہ بند کرنے کے لئے کہہ دیا اور خود وہ اس آدمی کی طرف بڑھا۔ یہ کمرہ ایک خوبصورت دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا اور میز پر دو مختلف رنگوں کے فون اور ایک انٹر کام پڑا ہوا تھا۔ دائیں طرف کی دیوار میں ایک دروازہ تھا جس کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا جب کہ بائیں طرف کونے میں ایک چھوٹا دروازہ تھا جو اپنی ساخت سے باتھ روم کا دروازہ نظر آ رہا تھا۔

اسی لمحے انٹر کام کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ڈاکٹر زیدان، میں ڈاکٹر نارمن بول رہا ہوں لیبارٹری سے" ——— ایک آواز سنائی دی۔

"یس ڈاکٹر" ——— عمران نے منہ سے وہی آواز نکالی جس آواز میں اس نے کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی کو باتیں کرتے سنا تھا۔

"ڈی۔ ایکس فور کپاؤنڈ کی اب ضرورت نہیں رہی۔ آپ پریشان نہ ہوں میں نے اس کی بجائے تھرمی زاکم فور کو استعمال کر کے چیک کیا ہے۔ رزلٹ درست آیا ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ پریشان ہو رہے ہوں گے اس لئے آپ کو بتا دوں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ گڈ ڈاکٹر، یہ تو اچھا ہوا۔ میں واقعی پریشان تھا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"او۔کے"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"اب اسے پتہ چل گیا تھا کہ کرسی پر بیہوش پڑا ہوا آدمی لیبارٹری کا انچارج ڈاکٹر زیدان ہے جس سے مادام تاؤ اور بیگم رضا کا ٹکراؤ ہوا تھا۔ اور وہ لیبارٹری کے اندر بھی پہنچ گئے تھے اور یقیناً بیہوش ہونے سے پہلے ڈاکٹر زیدان اس چیف باس عبدالناصر سے ہی بات کر رہا تھا۔

"یہاں کی تلاشی لو' ہمیں اسلحے کی ضرورت پڑے گی"۔۔۔۔۔۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور خود بھی اس نے میز کی درازیں کھول کر اس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔

اور تھوڑی دیر بعد صفدر نے ایک الماری میں سے خاصی تعداد میں مشین پسٹل اور میگزین برآمد کر لئے۔ مشین پسٹلز میں میگزین لوڈ کرنے کے بعد انہوں نے ایک ایک مشین پسٹل اپنی جیبوں میں رکھی اور پھر عمران ڈاکٹر زیدان کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے اس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھ سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر زیدان کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے اور عمران نے ہاتھ ہٹا دیئے۔ ڈاکٹر زیدان نے آنکھیں کھولیں اور ایک بار پھر سامنے کھڑے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیلنے لگیں۔

"بس اس سے زیادہ حیرت ظاہر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ جتنی کر لی اتنی ہی کافی ہے، ڈاکٹر زیدان"۔۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تت تت تم زندہ ہو۔۔۔۔ مم مم مگر کیسے۔ تم تو مر چکے تھے۔ میں نے خود چیک کیا تھا"۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر زیدان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر زیدان تم صرف جراثیموں کے ہی ڈاکٹر ہو۔ طب کے ڈاکٹر ہوتے تو اتنا تو سمجھ لیتے کہ ریت یا مٹی میں دفن آدمی کی موت کی نشانیاں عام موت سے قدرے مختلف ہوتی ہیں۔ بہرحال تم نے اچھا کیا کہ عبدالناصر کو بتا دیا کہ ہم مر چکے ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تت تت تم کیا چاہتے ہو ۔۔ مم مم میں نے تو تمہارا کچھ نہیں بگاڑا۔ تمہارا جھگڑا ہو گا تو تنظیم کے ساتھ ہو گا"۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر زیدان نے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر زیدان تم ہمارے ہی نہیں بلکہ پوری عالم انسانیت کے مجرم ہو تم جس پروجیکٹ پر کام کر رہے ہو' تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ پروجیکٹ انسانیت کی فلاح کے لئے ہے یا اس سے مقصد لاکھوں کروڑوں افراد کا خاتمہ ہے"۔ عمران نے اس بار سرد لہجے میں کہا۔

"مم مم مگر ہم تو سائنسدان ہیں۔ ہم نے تو صرف ریسرچ کرنی ہے۔ ہم اسے استعمال تو نہیں کرتے"۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر زیدان نے توجیہہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ایسے سائنسدان جو تخریبی ایجادات میں ملوث ہوں وہ استعمال کرنیوالوں سے بھی بڑے مجرم ہیں۔ بہرحال میں نہیں چاہتا کہ تمہارے خون سے ہاتھ رنگوں ہو سکتا ہے تمہارے اس پروجیکٹ سے انسانیت کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہو اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم اپنے اس پروجیکٹ پر کام کرنے والوں سے

مجھے ملواؤ تاکہ میں معلوم کر سکوں کہ یہاں کیا کیا ہو رہا ہے" —— عمران نے کہا۔

" وہاں کوئی نہیں جا سکتا۔ وہاں اس وقت انتہائی خوفناک قاتل جراثیموں پر کام ہو رہا ہے۔ اگر کوئی وہاں گیا تو یہ جراثیم پھیل کر پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے" —— ڈاکٹر زیدان نے کہا۔

" اوہ پھر تو واقعی ایسا نہیں ہو سکتا۔ پھر تو ہمارا یہاں آنا ہی بیکار گیا۔ اگر ایسی بات ہے تو پہلے ہم اس لوگاتو تنظیم کا خاتمہ کر لیں پھر تم سے تفصیلی بات بھی ہو جائے گی۔ یہ بتاؤ کہ عبدالناصر کس وقت ہماری لاشیں دیکھنے کے لئے یہاں پہنچ رہا ہے" —— عمران نے فوراً ہی موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"اس نے خود آنے سے انکار کر دیا ہے۔ وہ مین سیکشن کو کسی طرح بھی اوپن نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے تو اسے کہا تھا کہ میں لاشیں اس کے پاس بھجوا دیتا ہوں لیکن اس نے کہا کہ میں ان لاشوں کو برقی بھٹی میں ڈلوا دوں۔ اس نے اپنی کسی خصوصی مشین کے ذریعے وہاں مین ہیڈ کوارٹر میں بیٹھ کر لاشیں دیکھ لی ہیں اور اب وہ پوری طرح مطمئن ہے" —— ڈاکٹر زیدان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہاں سے مین سیکشن کو کونسا راستہ جاتا ہے" —— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" مجھے نہیں معلوم، میں تو پہلے سوڈان میں تھا۔ وہاں سے مجھے اور میرے ساتھیوں کو یہاں لایا گیا اور میں تو آج تک اس لیبارٹری سے باہر ہی نہیں نکل سکا اور نہ ہی مین سیکشن کا کوئی آدمی آیا ہے" —— ڈاکٹر زیدان نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے سے ہی عمران سمجھ گیا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

" تم لوگ باتھ روم کا چکر لگا لو تاکہ کم از کم لاشوں سے زندوں کے روپ میں واپس آ سکو۔ میں ڈاکٹر زیدان کا انٹرویو مکمل کر لوں۔ اتنا بڑا ڈاکٹر روز روز تھوڑا انٹرویو کا وقت دیتا ہے" —— عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموش کھڑے تھے۔

" اسے تم میرے حوالے کر دو میں اس کے اندر موجود سارے جراثیم ابھی اس کی ناک کے راستے باہر نکال دیتا ہوں" —— تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے وہ قاتل جراثیم جو فی الحال اس کے اندر بند ہیں باہر آ جائیں۔ نہیں فی الحال اس کی ضرورت نہیں ہے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر زیدان جو تنویر کی بات سن کر یکلخت انتہائی پریشان نظر آنے لگ گیا تھا عمران کی بات سن کر دوبارہ مطمئن ہو گیا۔

" لیبارٹری کے سائنسدانوں سے تم اس انٹرکام سے رابطہ کرتے ہو، ابھی تمہاری حیرت کی شدت سے بیہوشی کے دوران ڈاکٹر مارٹن کی کال آئی تھی" —— عمران نے کہا۔

" اوہ اچھا — وہ کیا کہہ رہا تھا" —— ڈاکٹر زیدان نے چونک کر پوچھا۔

" وہ کہہ رہا تھا کہ ڈی۔ ایکس فور کمپاؤنڈ کی اب ضرورت نہیں رہی، اس کی بجائے تھری زاکم فور کو استعمال کر کے چیک کر لیا گیا ہے۔ رزلٹ درست آیا ہے" —— عمران نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا ٹھیک ہے۔" ــــ ڈاکٹر زیدان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر 'اوہ اچھا ٹھیک ہے' تو اس کا مطلب ہے کہ تم نے پہلے کہا تھا کہ قاتل جراثیم پر کام ہو رہا ہے۔ وہ غلط ہے کیونکہ تھرٹی تھری زاکم فور کا استعمال بتا رہا ہے کہ تم ابھی تک اپنے پروجیکٹ کی ابتدائی تیاریوں میں مصروف ہو۔" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر زیدان بے اختیار چونک پڑا۔ وہ اب ایک بار پھر حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"تم۔ تم سائنسدان ہو۔ تمہیں ان مرکبات کے بارے میں کیسے علم ہو گیا۔" ڈاکٹر زیدان کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"میں شاید تمہارے پائے کا سائنسدان نہ ہوں البتہ اتنا بتا دوں کہ مادام تاؤ میری شاگرد ہے۔" ــــ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر زیدان بے اختیار کرسی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا ـ کیا کہہ رہے ہو۔ مادام تاؤ تمہاری شاگرد ہے۔" ــــ ڈاکٹر زیدان نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ تم نے مادام تاؤ اور بیگم رضا کو بے عزت کرنے کی دھمکی دے کر اپنے اندر کی خباثت ظاہر کر دی تھی اس لئے کوئی ایسی حرکت نہ کرو کہ مجھے غصہ آ جائے اور تمہاری موت عبرت کا نمونہ بن جائے۔" عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو ڈاکٹر زیدان جس طرح اچھل کر کھڑا ہوا تھا اسی طرح جھٹکے سے بیٹھ گیا۔ ایک بار پھر اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

"اب شرافت سے بتا دو کہ لیبارٹری کا دروازہ کھولنے والا بٹن کونسا

ہے۔" ــــ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم مجھے نہیں معلوم۔" ــــ ڈاکٹر زیدان نے جواب دیا اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی نہ ہوا تھا کہ عمران کا بازو گھوما اور ڈاکٹر زیدان بری طرح چیختا ہوا اچھل کر نیچے فرش پر جا گرا۔ عمران کے زوردار تھپڑ کی آواز سے کمرہ گونج اٹھا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اسے گریبان سے پکڑا اور دوبارہ کرسی پر اچھال دیا۔

"بولو ورنہ تنویر تمہاری روح کو بھی ہڈیوں سے باہر نکال لے گا۔" ــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے ڈاکٹر زیدان نے بتا دیا کہ میز کے کنارے پر لگا ہوا سفید بٹن دبانے سے راستہ کھل جاتا ہے۔

"کتنے سائنسدان ہیں لیبارٹری میں۔" ــــ عمران نے پوچھا۔

"آٹھ۔" ــــ ڈاکٹر زیدان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو۔" ــــ عمران نے وہ سفید بٹن دباتے ہوئے کہا اور بٹن دبتے ہی سائیڈ پر موجود دروازے پر جلتا ہوا سرخ رنگ کا بلب یکلخت بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا۔ دوسری طرف ایک راہداری سی نظر آ رہی تھی۔

اسی لمحے جولیا باتھ روم سے باہر آ گئی۔ اس نے غسل کر کے لباس تبدیل کر لیا تھا۔

"ایو سنجد تم جا کر غسل کر لو۔ اس دوران میں ذرا لیبارٹری کا چکر لگا آؤں۔ صفدر تم جولیا کے ساتھ یہیں رکو گے۔ صرف تنویر میرے ساتھ آئے گا۔" ــــ عمران نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ملا دیا۔

"چلو ڈاکٹر زیدان۔ شرافت سے ہمارے ساتھ چلو ورنہ۔۔۔" ــــ

عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم مم مجھے کچھ نہ کہو میں تمہارے ساتھ پورا تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں بلکہ اگر تم چاہو تو یہ پروجیکٹ بھی میں تمہیں دینے کو تیار ہوں" ——— ڈاکٹر زیدان نے گھگھیاتے ہوئے بیچ میں کہا۔

"پہلے میں چیک تو کر لوں کہ پروجیکٹ کس مرحلے پر ہے۔ چلو" ——— عمران نے کہا اور ڈاکٹر زیدان تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران اور تنویر دونوں اس کے پیچھے چلے۔ ڈاکٹر زیدان اطمینان سے چلتا ہوا اس کھلے دروازے میں داخل ہوا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اور تنویر اس کے پیچھے دروازے میں داخل ہوتے ڈاکٹر زیدان اچانک بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے عمران کو زور سے دھکا دیا۔ عمران بے اختیار لڑکھڑاتا ہوا پیچھے آنے والے تنویر سے ٹکرایا ہی تھا کہ ڈاکٹر زیدان تیزی سے مڑ کر بھاگ پڑا اور اسی لمحے کھٹاک کی آواز سے نہ صرف وہ دروازہ بند ہو گیا بلکہ کمرے کا بیرونی دروازہ بھی خود بخود بند ہوا اور پھر سرر کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی دونوں دروازوں پر سیاہ رنگ کی دھات کی چادریں آ گریں اور ابھی عمران اور اس کے ساتھی ڈاکٹر زیدان کی اس اچانک حرکت پر ذہنی طور پر پوری طرح سنبھل ہی نہ سکے تھے کہ یکلخت کمرے کی چھت سے گڑ گڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں۔

"دیوار سے لگ جاؤ" ——— عمران نے چیخ کر کہا اور ساتھ ہی اس نے چھلانگ لگائی اور ایک دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ اس کے باقی ساتھی بھی برق رفتاری سے حرکت میں آئے اور اس کے ساتھ ہی چھت سے جیسے گولیوں کا مینہ سا برس پڑا لیکن یہ گولیاں کمرے کے درمیانی حصے پر گر رہی تھیں۔ عمران

اور اس کے ساتھیوں کو اگر ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو یقیناً وہ ہٹ ہو جاتے لیکن دیواروں کے ساتھ لگ جانے کی وجہ سے گولیوں کی اس بوچھاڑ سے بال بال بچے تھے۔ چند لمحوں تک گولیاں برستی رہیں پھر خاموشی چھا گئی۔ اسی لمحے باتھ روم کا دروازہ کھلا اور ابو نجمہ باہر آیا ہی تھا کہ صفدر نے اسے کھینچ کر اپنے ساتھ دیوار سے لگا لیا۔ عمران اسی دروازے کے ساتھ لگا رہا جس میں سے ڈاکٹر زیدان غائب ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد ایک بار پھر چھت سے گڑ گڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور دوسرے لمحے چھت سے ایک بار پھر گولیوں کا مینہ برسنے لگا۔ اس بار عمران اور اس کے ساتھی واقعی بال بال بچے تھے کیونکہ اس بار گولیاں پہلے سے زیادہ وسیع رقبے میں برس رہی تھیں اور گولیاں ان کے پیروں سے صرف ایک ڈیڑھ انچ دور فرش پر موجود دبیز قالین میں گم ہو رہی تھیں۔ اگر فرش پر دبیز قالین موجود نہ ہوتا تو فرش سے ٹکرا کر گولیاں یقیناً ان کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر گڑ گڑاہٹ کی آوازیں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی چھت سے برسنے والی گولیوں کی بارش بند ہو گئی۔

"باتھ روم میں گھس جاؤ۔ یہ مرحلہ وار رینج وسیع کرنے والی گنیں ہیں۔ اب یہ گولیاں دیواروں سے ٹکرائیں گی" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ سب دوڑتے ہوئے باتھ روم کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ سب باتھ روم میں جمع ہو چکے تھے۔ اسی لمحے ایک بار پھر کمرے میں گڑ گڑاہٹ کی آوازیں ابھریں اور ایک بار پھر گولیوں کا مینہ برس اٹھا۔ باتھ روم کے دروازے کے اوپر والے حصے پر لگا ہوا شیشہ گولیاں لگنے سے کرچیوں میں تبدیل ہو کر اندر آ گرا لیکن چونکہ وہ دروازے سے کافی فاصلے پر تھے اس لئے یہ کرچیاں ان کے لئے خطرناک

ثابت نہ ہو سکیں لیکن اس شیشے پر پڑنے والی گولیوں نے البتہ عمران کے اس خیال کی تصدیق کر دی تھی کہ اس بار گولیاں واقعی دیواروں پر بھی ساتھ ہی پڑ رہی تھیں اور اگر وہ باتھ روم میں نہ پہنچ جاتے تو اس بار ان کا بچ نکلنا ناممکن ہو جاتا۔ چھت پر موجود گنیں واقعی مرحلہ وار اپنی رینج وسیع کرتی چلی جا رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور گولیوں کا دیواروں سے ٹکرانے کا شور ختم ہو گیا۔ عمران ہاتھ میں مشین پسٹل پکڑے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا اور پھر جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا اسی لمحے سرر کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی دونوں دروازوں پر گرنے والی سیاہ دھات کی چادریں واپس چھت میں غائب ہو گئیں۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے لیبارٹری والے دروازے کی سائیڈ میں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ کمرے کا سارا فرنیچر مکمل طور پر تباہ ہو چکا تھا اور ہر طرف قالین پر سوراخ ہی سوراخ نظر آ رہے تھے اور دیواروں سے ٹکرا کر گرنے والی گولیوں کا ڈھیر بھی فرش پر ادھر ادھر بکھرا ہوا نظر آ رہا تھا۔ عمران کے ساتھی باتھ روم کے دروازے پر آئے تو عمران نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں واپس جانے کا کہہ دیا اور وہ واپس اندر چلے گئے۔ کھٹاک کی تیز آواز کے ساتھ ہی لیبارٹری کا دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے ڈاکٹر زیدان کا سر دروازے سے باہر کی طرف نمودار ہوا۔ وہ شاید کمرے کی صورت حال کا جائزہ لے رہا تھا کہ عمران کا بازو حرکت میں آیا اور ڈاکٹر زیدان بے اختیار چیختا ہوا اچھل کر کمرے کے عین درمیان میں آ گرا۔ عمران نے اسے گردن سے پکڑ کر جھٹکا دے کر کمرے کے اندر اچھال دیا تھا۔ نیچے گرتے ہی ڈاکٹر زیدان بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا اور پھر عمران کو صحیح سلامت

کھڑے دیکھ کر اس کی آنکھیں ایک بار پھر پھیلنے ہی لگی تھیں کہ عمران نے ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے کمرہ ڈاکٹر زیدان کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی عمران کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کی گولیاں ڈاکٹر زیدان کے سینے میں اترتی چلی گئیں اور وہ فرش پر گر کر چند لمحے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔

"باہر آ جاؤ"۔۔۔ عمران نے اونچی آواز میں اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب ایک ایک کر کے باتھ روم سے باہر آ گئے۔

"میں نے تو سوچا تھا کہ ان سائنسدانوں کو اس قدر بھیانک سزا نہ دوں لیکن یہ سائنسدان کم اور قاتل زیادہ ہیں اس لئے آؤ میرے ساتھ، اب اس ڈاکٹر زیدان کے باقی ساتھیوں کا بھی خاتمہ کر دیں"۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے راہداری میں داخل ہو گئے راہداری کی دیوار پر دروازے کے ساتھ ہی ایک سرخ رنگ کا بٹن موجود تھا اور عمران سمجھ گیا کہ اس بٹن کی مدد سے ڈاکٹر زیدان نے دروازہ بند کیا ہو گا وہ تیزی سے آگے بڑھتے گئے۔

عبدالناصر بڑے مطمئن انداز میں اپنی مخصوص آرام گاہ میں آرام کرسی پر نیم دراز تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ ساتھ ہی ایک چھوٹی سی میز پر فون موجود تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی شٹل کی تباہی کے ساتھ ہی ہلاک ہو چکے تھے اور ڈاکٹر زیدان نے خود انہیں چیک کر کے ان کی موت کی تصدیق کر دی تھی اس لئے عبدالناصر کو اب ان کی موت کا مکمل یقین ہو چکا تھا۔ گو ڈاکٹر زیدان نے اس سے ان لاشوں کو مین سیکشن بھجوانے کی بات کی تھی لیکن نجانے کیا بات تھی کہ اس کا دل کسی طرح بھی مین سیکشن کھلوانے کو نہ کہہ رہا تھا چنانچہ اس نے ڈاکٹر زیدان کو حکم دے دیا تھا کہ وہ ان لاشوں کو برقی بھٹی میں ڈال دے اور اب وہ بیٹھا یہ سوچ رہا تھا کہ شٹل اور سپیشل بلاک کو پروجیکٹ مکمل ہونے سے پہلے دوبارہ تعمیر کرائے یا اس وقت تک انتظار کرے جب تک پروجیکٹ مکمل نہ ہو جائے اور پھر اس نے طویل سوچ بچار کے بعد یہی فیصلہ کیا کہ پروجیکٹ کو ابھی مکمل ہونے میں کافی عرصہ لگ جائے گا۔ اس وقت تک سپیشل بلاک اور شٹل کی تعمیر تو ہو جانی

چاہیے لیکن یہ فیصلہ کرنے کے کچھ دیر بعد اس نے ایک بار پھر فیصلہ بدل دیا تھا کیونکہ اس تعمیر کے کام کے لئے باہر سے لوگوں کو ہیڈ کوارٹر میں بلوانا پڑے گا اور وہ پروجیکٹ مکمل ہونے سے پہلے ایسا نہ کرنا چاہتا تھا چنانچہ آخر کار اس نے یہ حتمی فیصلہ کر لیا کہ فی الحال یہ سب کچھ ایسے ہی رہنا دیا جائے اور اس حتمی فیصلے کے ساتھ اس نے آنکھیں کھولی ہی تھیں کہ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عبدالناصر نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— عبدالناصر نے سخت لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر زیدان کی کال ہے جناب" ——— دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا' بات کراؤ" ——— عبدالناصر نے کہا۔

"ہیلو ہیلو ڈاکٹر زیدان بول رہا ہوں" ——— ڈاکٹر زیدان کی آواز سنائی دی۔

"یس ڈاکٹر' عبدالناصر بول رہا ہوں' کیا بات ہے کیوں کال کی ہے" عبدالناصر نے قدرے نرم لہجے میں پوچھا۔

"باس انتہائی زبردست خوشخبری ہے۔ ڈاکٹر مارٹن نے حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ پروجیکٹ مکمل ہو چکا ہے" ——— ڈاکٹر زیدان کی انتہائی پرجوش آواز سنائی دی۔

"پروجیکٹ مکمل ہو گیا ہے ——— ابھی سے' وہ کیسے۔ ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ کافی عرصہ لگ جائے گا۔ ابھی وہ رکاوٹ دور ہو رہی ہے" ——— عبدالناصر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب ڈاکٹر مارٹن نے معجزہ کر دکھایا ہے۔ لیبارٹری میں ڈی۔ ایکس فور کمپاؤنڈ دستیاب نہ تھا اور اس کے بغیر کام آگے نہ بڑھ پا رہا تھا اور اس کمپاؤنڈ کو اکیڈیمیا سے منگوانے کے لئے کافی عرصہ چاہیے تھا۔ ڈاکٹر مارٹن نے اس کی بجائے تھرٹی تھری زائکم فور کا تجربہ کیا اور جناب اس کمپاؤنڈ کے استعمال ہوتے ہی معجزہ ہو گیا۔ ایکس فائیو جراثیم اس کمپاؤنڈ میں داخل ہوتے ہی اس قدر سرعت سے پھیلنے لگ گئے کہ ان کی افزائش پر ہم بھی حیران رہ گئے۔ اس طرح پروجیکٹ انتہائی حیرت انگیز انداز میں نہ صرف مکمل ہو گیا بلکہ یہ ہماری امیدوں سے بھی زیادہ کامیاب اور سستا رہا ہے۔ پہلے تو خیال تھا کہ اس پروجیکٹ پر مزید کروڑوں ڈالر خرچ آئیں گے لیکن اب تو یہ بالکل ہی مفت بن گیا ہے۔ اب تو طویل پراسس بھی بچ گیا ہے اور کام بھی ہو گیا ہے۔ جناب سائنس میں بعض اوقات ایسی ہی دریافتیں ہوتی ہیں کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے"۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر زیدان نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ ویری گڈ ڈاکٹر زیدان، یہ تو تم نے عظیم خوشخبری سنائی ہے۔ آج کا دن تو تنظیم کے لئے خوش قسمت دن ثابت ہوا ہے۔ ادھر وہ خطرناک ایجنٹ ختم ہوئے ہیں اور یہ حیرت انگیز کامیابی سامنے آگئی ہے۔ ان ایجنٹوں کی لاشوں کا کیا ہوا۔ کیا برقی بھٹی کا ایندھن بن گئے ہیں یا ابھی تک سٹور روم میں پڑی ہیں"۔ عبدالناصر نے بھی مسرت سے پاگل ہوتے ہوئے کہا کیونکہ ڈاکٹر زیدان نے جو خوشخبری اسے سنائی تھی اس نے واقعی اسے بے پناہ مسرت بخشی تھی۔ اس نے اس پروجیکٹ کا سودا اسرائیل کے ساتھ اربوں ڈالر میں کیا ہوا تھا اور اندازہ یہ تھا کہ بیس پچیس لاکھ ڈالر اس پروجیکٹ پر مزید خرچ کیا جانے گا لیکن اب ڈاکٹر زیدان بتا رہا تھا کہ وہ مکمل ہو گیا ہے تو یہ خرچہ صرف دس پندرہ ہزار ڈالر تک ہی محدود ہو کر رہ گیا تھا

اس طرح واقعی تنظیم کو بے پناہ مالی فائدہ پہنچا تھا۔

"یس باس، سب سے پہلا کام ہی میں نے یہ کیا تھا"۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر زیدان نے جواب دیا اور عبدالناصر نے سر ہلا دیا۔

"کیا اس پروجیکٹ کا تجربہ کر لیا گیا ہے کہیں کوئی خامی تو نہیں رہ گئی"۔ عبدالناصر نے پوچھا۔

"تجربات فائنل ہو چکے ہیں۔ اب آخری تجربہ ہم آپ کے سامنے کرنا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر مارٹن کا بھی یہی اصرار ہے کہ اس عظیم کامیابی کے فائنل تجربے کو آپ خود دیکھیں"۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر زیدان نے کہا۔

"بالکل دیکھوں گا۔۔۔۔ اور ڈاکٹر مارٹن کو اس عظیم ایجاد پر میں اتنا بڑا انعام دوں گا کہ جو اس کے تصور میں بھی نہ ہو گا۔ میں آ رہا ہوں"۔۔۔۔۔۔ عبدالناصر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں تم لوگوں کو ایسا انعام دوں گا کہ تم یاد رکھو گے"۔۔۔۔۔۔ عبدالناصر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور اٹھ کر اس نے ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹی نال کا پستول نکال کر اس نے جیب میں ڈالا اور تیزی سے کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"میں تمہیں انعام میں موت دوں گا ڈاکٹر زیدان اور ڈاکٹر مارٹن تاکہ تم اس قابل ہی نہ رہو کہ آئندہ اس پروجیکٹ کو کسی اور ملک کے ہاتھ فروخت کر سکو"۔۔۔۔۔۔ عبدالناصر نے ایک راہداری میں سے گزرتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر چند راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوا اور اس نے کمرے کا دروازہ بند کر کے اس کی دیوار پر نصب سوئچ پینل کے کئی بٹن پریس کر دیئے۔ بٹن پریس ہوتے ہی دور کہیں سے

گڑگڑاہٹ کی تیز آوازیں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی کمرے کی ایک دیوار درمیان سے پھٹ گئی۔ عبدالناصر نے مین سیکشن اور لیبارٹری کے درمیان بند راستہ کھول دیا تھا۔ دیوار میں پیدا ہونے والا خلا عبور کر کے وہ ایک تنگ سی راہداری میں سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد راہداری کا اختتام ایک سنگل دیوار پر ہوا۔ عبدالناصر نے اس کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو سنگل دیوار تیزی سے کھسک کر ایک طرف ہٹ گئی اور عبدالناصر اب ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ یہاں ایک دیوار کے ساتھ ایک مشین نصب تھی جس پر مختلف رنگوں کے چھوٹے بڑے بلب تیزی سے جل بجھ رہے تھے۔

"میں تمہیں ایسا انعام دوں گا ڈاکٹر مارٹن کہ تیری روح صدیوں تک تڑپتی رہے گی"۔ —— عبدالناصر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کے نچلے حصے میں سرخ رنگ کا ہینڈل کھینچ لیا۔ ہینڈل کھینچتے ہی کمرے کی سامنے والی دیوار درمیان سے پھٹ کر تیزی سے سائیڈوں میں ہٹتی چلی گئی اور عبدالناصر مطمئن انداز میں دوسری طرف موجود راہداری میں چلتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ اس راہداری کا اختتام لیبارٹری میں ہوتا تھا۔ راہداری کے اختتام پر دروازہ تھا۔ عبدالناصر نے اسے کھولا اور آگے بڑھ گیا۔ اب وہ لیبارٹری کے مین ہال میں موجود تھا جہاں ڈاکٹر زیدان اور اس کے ساتھ تین اور ڈاکٹر موجود تھے۔

"ہیلو ڈاکٹر زیدان۔ وہ ڈاکٹر مارٹن صاحب کون سے ہیں۔ میں سب سے پہلے انہیں مبارک باد دینا چاہتا ہوں"۔ —— عبدالناصر نے مسکراتے ہوئے ڈاکٹر زیدان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا نام ڈاکٹر مارٹن ہے"۔ —— ایک ادھیڑ عمر آدمی نے آگے

بڑھتے ہوئے کہا۔

"اوہ کامیابی پر دلی مبارک باد قبول کرو ڈاکٹر مارٹن"۔ —— عبدالناصر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ واقعی یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ جناب عبدالناصر صاحب مین سیکشن کا راستہ کھول کر یہاں آنے پر مجبور ہو گئے ہیں"۔ —— ڈاکٹر مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا —— کیا مطلب"۔ —— عبدالناصر نے چونک کر کہا کیونکہ ڈاکٹر مارٹن کا یہ فقرہ کچھ عجیب سا تھا۔

"مطلب ہے کہ آپ سے ملاقات ہو گئی"۔ —— ڈاکٹر مارٹن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ بہرحال وہ فائنل تجربہ۔ میں اسے جلد از جلد دیکھنا چاہتا ہوں"۔ عبدالناصر نے قدرے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بالکل۔ بالکل آپ اسے دیکھ کر انتہائی خوش ہوں گے"۔ —— اس بار ڈاکٹر زیدان نے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ایک ساتھی کو اشارہ کیا تو اس نے ایک سائیڈ پر موجود بند میز کی سائیڈ پر لگا ہوا بٹن دبایا تو میز کی سطح کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اٹھ کر ایک سائیڈ پر ہو گئی۔

"لیجئے جناب دیکھئے تجربہ"۔ —— ڈاکٹر زیدان نے کہا اور عبدالناصر آگے بڑھا۔ اس نے اس صندوق نما میز کے اندر جھانکا ہی تھا کہ اس کا ذہن یکلخت ایک دھماکے سے جیسے اڑ گیا۔

"کک کک کیا مطلب"۔ —— عبدالناصر کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"تجربہ کیسا رہا عبدالناصر" ———— ڈاکٹر مارٹن نے اس بار اجنبی آواز میں مسکراتے ہوئے کہا اور عبدالناصر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن کو کسی نے پوری قوت سے لٹو کی طرح گھما دیا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے کیونکہ اس نے اس صندوق نما میز کے اندر ڈاکٹر زیدان کے ساتھ ساتھ سات اور انسانی لاشیں ایک دوسرے کے ساتھ پڑی ہوئی دیکھ لی تھیں اور اجنبی آواز کا مطلب تھا کہ وہ مارٹن مرچکا ہے۔

زیرو سیکشن کا انچارج سعد اپنے شیشے کے کیبن میں بیٹھا ایک سائنسی رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا کہ اچانک ایک تیز سیٹی کی آواز اسے ہال سے سنائی دی اور سعد یہ آواز سنتے ہی بے اختیار اچھل پڑا، سیٹی کی آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی۔ سعد نے رسالہ ایک طرف پھینکا اور سیدھا ہو کر اس نے سامنے میز پر پڑی ہوئی مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

"یہ، یہ لیبارٹری کے مین سیکشن میں جانے والا راستہ کون کھول رہا ہے۔ باس نے تو فیصلہ کیا تھا کہ پروجیکٹ مکمل ہونے تک راستہ نہ کھولا جائے گا"۔ سعد نے بڑبڑاتے ہوئے کہا کیونکہ اچانک سنائی دینے والی سیٹی کی آواز بتا رہی تھی کہ راستہ کھولنے والی مین مشین کو آن کیا گیا ہے۔ بٹن دبتے ہی سیٹی کی آواز سنائی دینا بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی مشین کی ایک سائیڈ پر مختلف بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اور ان بلبوں کے درمیان ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔ اس پر جو منظر ابھرا اسے دیکھ کر سعد کے منہ سے بے اختیار اطمینان

ہجر اسالس نکل گیا کیونکہ سکرین پر چیف باس خود نظر آ رہا تھا۔ وہ اس وقت مین مشین کے اپریٹ ہو جانے کے بعد لیبارٹری کی طرف جانے والی راہداری میں سے گزر رہا تھا۔

"چیف باس نے فیصلہ تبدیل کر دیا مگر کیوں — کم از کم قواعد کے مطابق مجھے تو مطلع کیا جاتا" ——— سعد نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

یہ بات طے تھی کہ جب بھی چیف باس مین سیکشن کا کوئی راستہ کھولے گا زیرو سیکشن کو پیشگی اطلاع دی جائے گی تاکہ زیرو سیکشن اس کی مکمل نگرانی کرتا رہے اور ہمیشہ اسی طرح عمل ہوتا رہا تھا لیکن آج پہلی بار چیف باس نے اس کی خلاف ورزی کی تھی اور زیرو سیکشن کو اطلاع دیئے بغیر ہی لیبارٹری والا راستہ کھول دیا تھا اور اس بات پر سعد کو حیرت ہو رہی تھی۔ راہداری کراس کر کے باس اوپننگ سیکشن میں پہنچ گیا۔ اس کے ہونٹ ہل رہے تھے اس لئے سعد نے فوراً مشین کے دو بٹن دبا دیئے اور اس کے ساتھ ہی چیف باس کی بڑبڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ وہ کسی ڈاکٹر مارٹن اور انعام کی بات کر رہا تھا۔ اسی لمحے سامنے والی دیوار کھل گئی اور چیف باس اسے کراس کر کے دوسری راہداری میں داخل ہو گیا۔ سعد نے جلدی سے کچھ اور بٹن دبا دیئے۔ اب زیرو پوائنٹ اس لیبارٹری کو بھی چیک کر رہا تھا۔ یہ ایسا سسٹم تھا جس میں ایک جدید ساخت کی شعاعوں سے کام لیا جاتا تھا جو انسانی آنکھ سے نظر نہ آتی تھیں اس لئے کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ اسے کس مشین پر دیکھا اور سنا جا رہا ہے۔ چیف باس نے بڑی گراں قیمت ادا کر کے یہ سسٹم ایک نوجوان سائنسدان سے خریدا تھا۔ اس راہداری کے اختتام پر دروازہ تھا۔ چیف باس نے دروازہ کھولا اور آگے بڑھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی سکرین پر منظر بدلا اور

لیبارٹری کا منظر نمودار ہوا جہاں سائنسدان موجود تھے۔ ان کے لباسوں پر موجود سفید اوور آل سے اس نے انہیں پہچانا تھا ورنہ اس سے پہلے اسے کبھی لیبارٹری چیک کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑی تھی۔

"ہیلو ڈاکٹر زیدان، وہ ڈاکٹر مارٹن صاحب کونسے ہیں میں سب سے پہلے انہیں مبارکباد دینا چاہتا ہوں" ——— چیف باس کی آواز سنائی دی۔ وہ ایک لمبے قد اور بھاری جسم کے آدمی سے مخاطب تھا اور سعد سمجھ گیا کہ یہی لیبارٹری کا انچارج ڈاکٹر زیدان ہے۔ اسی لمحے ایک دوسرے آدمی نے آگے بڑھ کر اپنا تعارف بطور ڈاکٹر مارٹن کرایا تو چیف باس نے اسے مبارکباد دی اور اس کے ساتھ ہی فائنل تجربہ دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔

"تو کوئی فائنل تجربہ دیکھنے کے لئے چیف باس نے راستہ کھولا ہے" ——— سعد نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس ڈاکٹر مارٹن نے ایک بند میز کی سائیڈ پر کوئی بٹن دبایا تو میز کا اوپر کا حصہ کسی صندوق کے ڈھکنا کی طرح کھل کر دوسری طرف گر گیا۔

"لیجئے جناب دیکھئے تجربہ" ——— ڈاکٹر زیدان نے کہا تو سعد نے جلدی سے ایک ناب کو گھما کر ایک بٹن دبایا۔ اسی لمحے چیف باس نے اس صندوق کے اندر جھانکا۔

"کک کک، کیا مطلب" ——— چیف باس نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی سعد بھی بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا کیونکہ ناب گھمانے اور بٹن دبانے سے سکرین پر اس صندوق کا اندرونی حصہ نظر آنے لگ گیا تھا اور سعد کا دماغ بھی بھک سے اڑ گیا کیونکہ باہر موجود افراد کی لاشیں اس صندوق میں پڑی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھیں البتہ ان لاشوں کی تعداد زیادہ تھی۔

"تجربہ کیسا رہا عبدالناصر"۔ ——— ڈاکٹر مارٹن کے منہ سے آواز نکلی اور سعد کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ اس بار آواز بھی مختلف تھی اور لہجہ بھی، اسی لمحے اس نے چیف باس کو لہرا کر نیچے فرش پر گرتے دیکھا تو اس کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اسے فوری طور پر کسی شدید ترین خطرے کا احساس ہوا۔ اس کے ساتھ ہی مشین سے قہقہوں کی آوازیں نکلیں۔

"بے چارہ عبدالناصر اس تجربے کو برداشت نہیں کر سکا"۔ ——— اس ڈاکٹر زیدان نے اس بار ایشیائی زبان میں کہا اور اس بار سعد بُری طرح چونک پڑا اس کے ذہن میں فوراً ہی پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹوں کا خیال آیا۔

"اوہ اوہ تو یہ بات ہے اوہ"۔ ——— سعد نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی دوڑتا ہوا اس کیبن سے نکلا اور ہال کے کونے میں ایک مشین کی طرف اس طرح جھپٹا جیسے چیل گوشت پر جھپٹتی ہے۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے مختلف بٹن دبائے اور ایک ہینڈل کو کھینچا تو مشین ایک گونج کی آواز کے ساتھ ہی خاموش ہو گئی اور سعد بے اختیار پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے اس مشین کی مدد سے وہ راستہ دوبارہ بند کر دیا تھا جس سے گزر کر چیف باس لیبارٹری میں گیا تھا لیکن بہرحال چیف باس تو اب بھی لیبارٹری میں ہی تھا۔ وہ واپس دوڑتا ہوا شیشے کے کیبن میں آیا تو سکرین آف ہو چکی تھی۔ راستہ بند ہونے سے زیرو لائن ویو بھی بند ہو چکی تھی۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ابوالعاصم بول رہا ہوں"۔ ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ابوالعاصم کی آواز سنائی دی۔

"غضب ہو گیا ابوالعاصم، میں سعد بول رہا ہوں زیرو سیکشن سے، چیف باس

دشمنوں کی قید میں ہیں اور دشمنوں نے لیبارٹری پر قبضہ کر رکھا ہے۔ غضب ہو گیا ہے ابوالعاصم"۔ ——— سعد نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہنا شروع کر دیا۔

"کیا — کیا کہہ رہے ہو سعد۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو کیا کہہ رہے ہو۔ کن دشمنوں کی بات کر رہے ہو اور چیف باس کے متعلق کیا کہہ رہے ہو"۔ ——— دوسری طرف سے ابوالعاصم کی انتہائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"مم مم میں بتاتا ہوں تمہیں کہ کیا ہوا۔ میں زیرو سیکشن میں بیٹھا تھا کہ لیبارٹری والے راستے کو کھولا گیا۔ مشین کی مخصوص سیٹی نے مجھے چونکا دیا۔ میں نے چیک کیا تو پتہ چلا کہ لیبارٹری والا راستہ چیف باس نے کھولا ہے بغیر مجھے اطلاع دیئے۔ میں حیران ہو گیا لیکن میں دیکھتا رہا چیف باس لیبارٹری پہنچے اور وہاں ڈاکٹر زیدان اور دوسرے سائنسدان موجود تھے پھر ایک صندوق نما میز کھولی گئی اور ابوالعاصم اس میں انہی سائنسدانوں کی لاشیں موجود تھیں جو باہر کھڑے تھے اور اسی لمحے اس ڈاکٹر زیدان نے ایشیائی زبان میں بات کی اور پھر چیف باس اس منظر کو دیکھ کر بیہوش ہو گئے۔ میں نے فوراً ہی وہ راستہ بند کر دیا اور تمہیں فون کر رہا ہوں۔ لیبارٹری کے اصل سائنسدان قتل ہو چکے ہیں اور وہاں ان پاکیشیائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹوں کا قبضہ ہے اور چیف باس بھی ان کے قبضے میں ہے۔ اب کیا کریں"۔ ——— سعد نے تیز لہجے میں ساری بات بتا دی۔

"اوہ اوہ ویری بیڈ، اس کا مطلب ہے کہ یہ سیکرٹ ایجنٹ فضل میں ہلاک نہیں ہوئے بلکہ لیبارٹری کے اندر پہنچ گئے، ویری بیڈ — تم کسی طرح اس لیبارٹری میں کوئی ایسی گیس ڈال سکتے ہو جس سے یہ بیہوش

ہو جائیں" ——— ابوالعاصم نے بھی چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ، ہاں ہاں مجھے یاد آ گیا، بالکل بالکل ہو سکتا ہے" ——— سعد نے چیختے ہوئے کہا اور ریسیور کریڈل پر پٹخ کر وہ ایک بار پھر دوڑتا ہوا ہال میں آ گیا اور اس نے ایک اور مشین کے اوپر لگا ہوا بٹن دبا یا اور اسے آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ پندرہ منٹ بعد جیسے ہی اس نے مشین بند کی اسی لمحے ایک لمبا تڑنگا آدمی دوڑتا ہوا ہال میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ دو اور آدمی بھی تھے یہ پلاسٹک سیکشن کا انچارج ابوالعاصم اور اس کے ساتھی تھے۔

"کچھ ہوا" ——— ابوالعاصم نے کہا۔

"ہاں، میں نے زیرو لیبارٹری میں زیرو فاک گیس پھیلا دی ہے اس سے وہ سب بیہوش ہو چکے ہوں گے، چیف باس سمیت" ——— سعد نے کہا۔

"پہلے چیک کر لو، یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں" ——— ابوالعاصم نے کہا۔

"چیک کرنے کے لئے راستہ کھولنا پڑے گا تب ہی زیرو لائن اوپن ہو گی"، سعد نے جواب دیا۔

"جب وہ بیہوش ہو چکے ہوں گے تو پھر راستہ کھولنے میں کیا خوف ہے جلدی کرو ہم نے بھی تو انہیں ہلاک کرنے جانا ہے" ——— ابوالعاصم نے کہا تو سعد سر ہلاتا ہوا اس مشین کی طرف بڑھ گیا جسے پہلے آپریٹ کر کے اس نے راستہ بند کیا تھا۔ مشین کو آپریٹ کر کے وہ تیزی سے مڑا اور کیبن کی طرف دوڑ پڑا۔ راستہ مکمل کھل چکا تھا اور اب وہ ان کی پوزیشن زیرو لائن پر چیک کرنا چاہتا تھا۔ ابوالعاصم اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے۔

کیبن میں موجود سکرین روشن ہو چکی تھی اور اس میں لیبارٹری کا منظر نظر آ رہا تھا۔ لیبارٹری کے فرش پر وہ سائنسدان ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ چیف باس بھی وہیں پڑا دکھائی دے رہا تھا۔

"یہ تو، یہ تو اصل سائنسدان ہیں۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ" ——— ابوالعاصم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اصل لاشوں کی صورت میں اس صندوق نما میز کے اندر پڑے ہیں آپ نے خود دیکھے ہیں۔ اب انہوں نے صندوق بند کر رکھا ہے" ——— سعد نے کہا تو ابوالعاصم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن یہ تو مجھے زخمی نظر آ رہے ہیں" ——— ابوالعاصم نے کہا۔

"یہ میک اپ میں ہیں باس تمہیں پڑا ہوا نظر نہیں آ رہا" ——— سعد اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

"او کے پھر ان کا فوری خاتمہ ضروری ہے" ——— ابوالعاصم نے مڑتے ہوئے کہا لیکن سعد نے بھی ساتھ چلنے کی خواہش ظاہر کر دی۔

"ٹھیک ہے آ جاؤ" ——— ابوالعاصم نے کہا اور سعد نے جلدی سے مشین آف کی اور پھر تیزی سے کیبن کی ایک سائیڈ پر موجود الماری کھول کر اس نے اس میں سے ایک مشین گن نکالی اور ابوالعاصم اور اس کے ساتھیوں کے کے پیچھے دوڑ پڑا۔ وہ اب خاصا پرجوش نظر آ رہا تھا۔

" اب میں اس عبدالناصر کو اس کے بل سے نکال لاؤں گا" ——— عمران نے میک اپ سے فارغ ہوتے ہوئے کہا. وہ اس وقت ساتھیوں سمیت لیبارٹری میں موجود تھا. یہاں پہنچتے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کو یہاں موجود سائنسدانوں کو بھی ختم کرنا پڑا کیونکہ ایک سائنسدان نے بجلی کی سی تیزی سے ایک بوتل میں موجود قاتل جراثیم عمران پر پھینکنے چاہے تھے اور عمران کو مجبوراً فائر کھولنا پڑا اور اس کے فائر کھولتے ہی اس کے ساتھیوں نے بھی مشین پسٹل کے ٹریگر دبا دیئے اور نتیجہ یہ کہ ایک لمحے میں گولیاں سب سائنسدانوں کو چاٹ گئیں. اس کے بعد عمران کے کہنے پر ڈاکٹر زیدان کی لاش بھی اس ڈاکٹر والے کمرے سے یہاں لائی گئی اور صفدر نے ایک میک اپ باکس بھی تلاش کر ڈالا چنانچہ عمران نے ایک پلاننگ کے تحت اپنا اور اپنے ساتھیوں پر ان سائنسدانوں کا میک اپ شروع کر دیا. تنویر کا قد و قامت چونکہ ڈاکٹر زیدان سے ملتا تھا اس لئے اس نے تنویر کو ڈاکٹر زیدان بنا دیا تھا اور خود اس نے ایک

اور ڈاکٹر کا روپ دھارا تھا. اس طرح صفدر اور ابو سنجد پر بھی اس نے ان میں سے دو سائنسدانوں کا میک اپ کر دیا تھا البتہ چونکہ ان سائنسدانوں میں کوئی عورت نہ تھی اس لئے جولیا کا مسئلہ تھا لیکن اب ظاہر ہے وہ اسے نہ کہیں چھپا سکتا تھا نہ ہی وہ اسے یہاں رکھ کر رسک لے سکتا تھا چنانچہ اس نے اس کے چہرے پر مردانہ میک اپ کر دیا تھا. اور اب ایک نوجوان سائنسدان لگ رہی تھی. ان میں ایک نوجوان سائنسدان بھی موجود تھا جس کے سر میں گولی لگی تھی. جولیا نے اس کا لباس پہن لیا تھا جو اس کے جسم پر خاصا ڈھیلا تھا. اس طرح وہ بظاہر دیکھنے سے مرد ہی لگ رہی تھی. سب سے آخر میں عمران نے اپنا میک اپ کیا.

" اب ان سب کو اٹھا کر اس صندوق نما میز میں ڈال دو تاکہ شعبدہ گر عین موقع پر ہی شعبدہ دکھا سکے" ——— عمران نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے لاشوں کو اٹھا اٹھا کر اس صندوق میں ڈالنا شروع کر دیا جبکہ عمران اس پروجیکٹ کی طرف بڑھ گیا. اس نے اسے تباہ کرنا شروع کر دیا. تھوڑی دیر بعد اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا. اب جو کچھ ان لوگوں نے کیا تھا اس کا عمران نے خاتمہ کر دیا تھا. چونکہ وہ سائنسدان ہلاک ہو چکے تھے اس لئے ظاہر ہے اس پروجیکٹ کا فارمولا بھی ان کے ساتھ ہی ختم ہو گیا تھا.

" تمہارے ذہن میں آخر پلاننگ کیا ہے" ——— جولیا نے کہا.

" شعبدہ گر سے شعبدے کی تفصیلات نہیں پوچھی جاتیں صرف شعبدہ دیکھا جاتا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا.

" یس سیکرٹری ٹو چیف باس" ——— رسیور اٹھاتے ہی ایک

آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر زیدان بول رہا ہوں۔ فوراً چیف باس سے بات کراؤ۔ اٹ از ایمرجنسی" عمران نے ڈاکٹر زیدان کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر ہولڈ آن کریں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔ وہ عمران کو بات کرنے کے لئے کہہ رہا تھا۔

"ہیلو ہیلو ڈاکٹر زیدان بول رہا ہوں" ——— عمران نے کہا۔

"یس ڈاکٹر۔ عبدالناصر بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے" دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"باس انتہائی زبردست خوشخبری ہے۔ ڈاکٹر مارٹن نے حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ پروجیکٹ مکمل ہو چکا ہے" ——— عمران نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

"پروجیکٹ مکمل ہو گیا ہے ——— ابھی سے، وہ کیسے۔ ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ خاصا عرصہ لگ جائے گا۔ ابھی وہ رکاوٹ دور ہو رہی ہے" ———

عبدالناصر کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور عمران نے جواب میں اسے بتایا کہ کس طرح تھرڈی ہتری زائم فورکے استعمال کرنے سے غیر متوقع طور پر حیرت انگیز نتائج سامنے آئے ہیں اور پھر تھوڑی دیر کی گفتگو کے بعد آخرکار عمران اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا اور پھر فائنل تجربے کا کہہ کر اور ڈاکٹر مارٹن کو انعام دینے کی بات کر کے آخرکار اس نے عبدالناصر کو اس بات پر آمادہ کر ہی لیا کہ وہ لیبارٹری میں آ جائے۔

"دیکھا آخرکار میں نے شعبدہ دکھا ہی دیا کہ وہ مین سیکشن سے یہاں آنے پر تیار ہو گیا۔ اب دوسرا شعبدہ وہ دیکھے گا" ——— عمران نے رسیور رکھ کر

مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ نے واقعی شعبدہ دکھایا ہے عمران صاحب' ورنہ یہ چیف باس انتہائی وہمی آدمی ہے" ——— ابو نجد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب ہم نے انتہائی محتاط رہنا ہے کیونکہ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ وہ مخصوص راستہ کہاں سے نمودار ہو گا" ——— عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ تک انتظار کے بعد اچانک لیبارٹری ہال کے مشرق کی طرف موجود ایک بند دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ چونکہ عمران مادام تاؤ سے اس کا حلیہ معلوم کر چکا تھا اس لئے وہ دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہی عبدالناصر ہے اور پھر جب وہ بولا تو عمران کو مکمل یقین ہو گیا۔ اس نے آتے ہی ڈاکٹر مارٹن کا پوچھا اور عمران نے آگے بڑھ کر اپنے آپ کو ڈاکٹر مارٹن کے طور پر متعارف کرا دیا کیونکہ عبدالناصر کے اس طرح پوچھنے سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ صرف ڈاکٹر زیدان کو جانتا ہے باقی کسی سے تعارف نہیں ہے۔ عبدالناصر نے عمران کو مبارک باد دینے کے بعد فائنل تجربہ کی بات کی تو عمران نے اس صندوق نما مشین کا بٹن دبایا تو اس کا ڈھکنا کھل کر دوسری طرف گر گیا۔

"لیجئے جناب دیکھئے تجربہ" ——— اسی لمحے تنویر نے کہا اور عبدالناصر نے آگے بڑھ کر جیسے ہی صندوق سے اندر پڑی ہوئی سائنسدانوں کی لاشیں دیکھیں وہ بری طرح اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ انتہائی حیرت سے یکلخت بگڑ گیا تھا۔

"ک ک کیا مطلب" ——— عبدالناصر کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"تجربہ کیسا رہا عبدالناصر" ——— اس بار عمران نے اپنی اصلی آواز میں کہا تو عبدالناصر کا بگڑا ہوا چہرہ انتہائی تیزی سے بگڑا اور اس کے ساتھ ہی وہ لہرا کر نیچے فرش پر گرا۔ وہ بیہوش ہو چکا تھا۔

"بس اس بوتے پر چیف باس بنے ہوئے تھے"۔ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے سارے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

مگر اسی لمحے کھٹاک کھٹاک کی تیز آوازیں اس دروازے کی عقبی طرف سے گونجیں جس میں سے گزر کر عبدالناصر آیا تھا اور اس کے ساتھ ہی چھت کے ایک خانے میں ہلکی سی کٹک کی آواز ابھری اور پھر خاموشی چھا گئی۔

"اوہ اوہ ویری بیڈ، راستہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں چیک کیا جا رہا ہے"۔ ——— عمران نے اچھلتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر فوراً یہاں سے نکل چلیں کہیں وہ پھر گولیوں کی بارش نہ کر دیں"۔ ——— ابو تجد نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جلدی کرو، اس صندوق سے لاشیں نکال کر یہاں اِدھر اُدھر فرش پر لٹا دو جس جگہ ہم کھڑے ہیں۔ لاشیں اس طرح ڈالو کہ چھت سے دیکھنے سے ان کے چہرے نظر نہ آئیں، جلدی کرو"۔ ——— عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر ڈاکٹر زیدان کی لاش کو بازو سے پکڑ کر باہر کھینچا اور ایک طرف فرش پر لٹانا شروع کر دیا۔ باقی ساتھی بھی اس کے اس حکم کی وجہ لیسہ سمجھ نہ سکنے کے باوجود لاشعوری طور پر اس کی تعمیل میں لگ گئے اور چند لمحوں بعد وہ لاشوں کو باہر لٹا چکے تھے۔

"باقی لاشوں کو ادھر دوسرے کمرے میں ڈال دو، جلدی کرو"۔ ——— عمران نے کہا اور باقی تین لاشوں کو اس کے ساتھیوں نے اٹھا کر ملحقہ کمرے میں جا پھینکا اور عمران نے بٹن دبا کر صندوق بند کر دیا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر وہ فوری طور پر راہداری میں آ گیا۔ راہداری کا دروازہ اس نے ذرا سا کھلا رکھا تھا جہاں سے لیبارٹری واضح طور پر نظر آ رہی تھی۔

"مجھے یقین ہے کہ بیہوشش کرنے والی گیس کا فائر ہو گا اس لئے جیسے ہی میں ون کہوں تم نے سانس روک لینے ہیں۔ میری ناک ضرورت سے زیادہ لمبی ہے اس لئے میں اُسے سونگھ لوں گا"۔ ——— عمران نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد اچانک اس کے منہ سے ون نکلا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خود بھی سانس روک لیا۔ چھت سے نیلگوں رنگ کے دھوئیں کا مرغولہ اٹھتا ان سب کو نظر آ گیا تھا۔ عمران نے آہستہ سے دروازہ بند کر دیا۔ ویسے گیس کے رنگ کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا تھا کہ یہ عام طور پر استعمال ہونے والی زیرو فائیک گیس ہے جو انتہائی زود اثر ہونے کے ساتھ ساتھ فوراً ہی اپنے اثرات بھی غائب کر دیتی ہے۔

عمران سمیت سب ساتھیوں نے سانس روکے ہوئے تھے اور عمران دل ہی دل میں سو تک گنتی گن رہا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کے ساتھی زیادہ دیر تک سانس نہ روک سکیں گے۔ جب گنتی پوری ہو گئی تو عمران بول پڑا۔

"ون"۔ ——— عمران نے وہی پہلے والا اشارہ استعمال کیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھیوں کی تیز تیز سانس لینے کی آوازیں ابھریں اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی مزید بات ہوتی اچانک اس دروازے کے پیچھے سے دوبارہ ویسی آوازیں ابھریں جہاں سے عبدالناصر آیا تھا جیسی اس کے آنے سے پہلے سنائی دی تھیں اور اس کے ساتھ ہی چھت کے اس خانے سے کٹک کی ہلکی سی آواز ابھری اور عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ کی لکیر پھیل گئی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کی پلاننگ کامیاب ہو گئی ہے۔ وہ اب یہی سمجھیں گے عبدالناصر کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھی بھی لیبارٹری میں بیہوشش پڑے ہوئے ہیں اور عمران یہی تاثر پیدا کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ مطمئن ہو کر یہاں آ سکیں ورنہ راستہ بند ہو جانے سے عمران اور اس کے ساتھی ایک بار پھر پھنس گئے تھے۔ صرف عبدالناصر کی موت ہی مسئلے کا حل نہ تھا

ہوگا تو تنظیم کے اصل ہیڈ کوارٹر کا خاتمہ ہونا ضروری تھا۔

پھر تقریباً چھ سات منٹ بعد اچانک مین سیکشن سے آنے والا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور چار آدمی ہاتھوں میں مشین گنیں لئے تیزی سے اندر داخل ہوئے اور اس کے ساتھ ہی لیبارٹری مشین گنوں کی ریٹ ریٹ سے گونج اٹھی۔ فرش پر پڑی ہوئیں لاشوں میں مشین گنوں کی گولیاں اترتی جا رہی تھیں اور عمران کے ساتھی عمران کی اس پیش بینی اور اس کی پلاننگ پر نہ صرف حیران ہو رہے تھے بلکہ انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ گولیاں ان لاشوں کی بجائے ان کے جسموں میں اتر رہی ہوں کیونکہ اگر عمران ان کے ساتھ نہ ہوتا تو یقیناً اس وقت یہی منظر ہوتا کہ وہ لیبارٹری کے فرش پر بیہوش پڑے ہوتے اور چار افراد ان کے جسم چھلنی کر رہے ہوتے۔

"بس کافی ہے۔ اب ان کی موت میں کوئی شک نہیں رہا۔ اب چیف کو ہوش میں لے آؤ"۔۔۔۔۔ اچانک ایک آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی فائرنگ رک گئی لیکن دوسرے لمحے عمران کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل چلنے کی آواز کے ساتھ ہی لیبارٹری ان چاروں کی چیخوں سے گونج اٹھی۔ اس کے ساتھ ہی عمران اچھل کر لیبارٹری میں داخل ہو گیا۔ اس کی فائرنگ نے ان چاروں کی مشین گنوں کو ان کے ہاتھوں سے نکال دیا تھا۔ وہ چاروں چیختے ہوئے اپنے زخمی ہاتھ پکڑے تقریباً دوہرے ہو رہے تھے۔

"لاشوں پر گولیاں برسانا بہادری کے زمرے میں شامل نہیں ہوا کرتا"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھی بھی مشین پسٹل اٹھائے اندر داخل ہو گئے اور ان چاروں کی آنکھیں خوف سے تقریباً پھٹ سی گئیں۔

"تت تت تم زندہ ہو"۔۔۔۔۔ اسی آدمی نے جس نے فائرنگ روکنے کا کہا تھا پھٹے پھٹے لہجے میں کہا۔

"ہاں، اس لئے ہاتھ سر پر رکھ لو ورنہ کھوپڑیاں اڑ جائیں گی"۔۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو ان چاروں کے ہاتھ بے اختیار اٹھ کر ان کے سروں پر پہنچ گئے۔

"دیوار کی طرف منہ کر لو۔ ہم اسلحہ چیک کر لیں پھر تم سے اطمینان سے باتیں ہوں گی اور اگر تم نے کوئی ہوشیاری دکھانے کی کوشش کی تو پھر تمہیں ان مردہ سائنسدانوں کی روحوں کے ساتھ بات چیت کرنی پڑے گی"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور وہ چاروں تیزی سے مڑے۔ اسی لمحے ایک آدمی نے یکلخت چھلانگ لگا کر اس دروازے سے نکلنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی وہ چیخا اور منہ کے بل پہلے دروازے سے ٹکرایا اور پھر نیچے گر گیا۔ وہ صرف چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا جبکہ باقی افراد نے دیوار پر ہاتھ رکھ دیئے تھے ان کے جسم آہستہ آہستہ لرز رہے تھے۔ عمران نے سر ہلا کر اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا۔

"ان کی جیبوں سے اسلحہ نکال لو"۔۔۔۔۔ عمران نے مخصوص اشارہ کر کے زبان سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک آدمی کی طرف خود بڑھ گیا جبکہ دو کی طرف تنویر اور صفدر بڑھے تھے۔ صفدر نے ابوسعید کو اشارہ کر کے روک دیا تھا۔ جبکہ جولیا نے سرے سے حرکت ہی نہ کی تھی۔ پھر عمران، صفدر اور تنویر کے بازو بیک وقت حرکت میں آئے اور ان تینوں کی کھوپڑیوں پر مشین پسٹل کے دستے پوری قوت سے پڑے اور وہ سب چیختے ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ ان تینوں کی لاتیں حرکت میں آئیں اور ان کی کنپٹیوں پر پڑنے والی لاتوں کی ضربوں نے انہیں فوراً

ہی بے حس و حرکت کر دیا۔

"ابو سنجد' رسیاں ڈھونڈھ کر اس چیف باس سمیت ان تینوں کو باندھ لو۔ جولیا تمہاری مدد کرے گی۔ ہم اس دوران ہیڈ کوارٹر کو چیک کر لیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور جولیا اور ابو سنجد کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے دروازہ کھول کر اندر راہداری میں داخل ہو گئے۔

درد کی ایک تیز لہر عبدالناصر کے جسم میں دوڑی اور اس کے ساتھ ہی اس کے سوئے ہوئے ذہن کو جیسے کسی نے جھنجھوڑ کر جگا دیا۔ اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے خود بخود اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ اس کا جسم رسیوں سے بندھا ہوا تھا اور وہ کسی بڑی جیپ کے عقبی حصے میں فرش پر پڑا ہوا تھا جبکہ جیپ کے اس عقبی حصے میں چار افراد سیٹوں پر موجود تھے اور جیپ جس انداز میں ہچکولے کھا رہی تھی اس سے وہ سمجھ گیا کہ جیپ ریت پر چل رہی ہے۔

"اسے ہوش آ گیا ہے"۔۔۔۔ اسی لمحے ایک آدمی نے دوسرے سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"مبارک ہو۔۔ یہ تو بڑی خوشخبری ہے"۔۔۔۔ دوسرے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم سے تو بات کرنا ہی مصیبت ہے"۔۔۔۔ پہلے آدمی نے جھلائے

ہوئے لہجے میں کہا۔

"جہاں شیطان موجود ہو وہاں مصیبت تو بہرحال آتی ہی ہے" ——— اس آدمی نے پہلے جیسے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تم مجھے شیطان کہہ رہے ہو یا اپنے آپ کو" ——— اس بار پہلے آدمی نے غراتے ہوئے کہا اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ابھی دوسرے آدمی سے لڑ پڑے گا۔

"ارے ارے بوگانو کے چیف کی موجودگی میں تم کیسے عزاز حاصل کر سکتے ہو۔ بوگانو کا معنی ہے شیطان" ——— اس آدمی نے جواب دیا اور اس بار پہلا آدمی بے اختیار ہنس پڑا۔ عبدالناصر کے ذہن میں مسلسل دھماکے ہو رہے تھے۔ وہ جس حالت میں پڑا تھا اور جو لوگ اس کے گرد موجود تھے اس سے تو صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ یہ لوگ وہی خطرناک پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ ہیں لیکن وہ سوچ رہا تھا کہ یہ لوگ اسے ہیڈ کوارٹر سے کیسے نکال لائے اور اب کہاں جا رہے ہیں۔ سعد ابوالعاصم اور ہیڈ کوارٹر میں موجود دوسرے آدمیوں کا کیا ہوا۔ یہ ساری باتیں اس کے ذہن میں گڈمڈ سی ہو رہی تھیں۔ لیکن ظاہر ہے وہ اپنے طور پر کسی سوال کا جواب حاصل نہ کر سکتا تھا۔ اسی لمحے جیپ ایک جھٹکے سے رک گئی اور وہ چاروں تیزی سے جیپ سے نیچے اتر گئے جبکہ وہ اسی طرح جیپ کے درمیانی حصے میں بندھا ہوا پڑا رہا۔ اس کے دونوں ہاتھ عقب میں کر کے باندھے ہوئے تھے اور اس کے ساتھ ہی پیر بھی۔ اس نے ایک جھٹکے سے اپنے اوپر والے جسم کو اٹھانے کی کوشش کی اور تھوڑی دیر کی کوششوں کے بعد وہ اٹھ کر بیٹھ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ باہر سے مختلف ملی جلی آوازیں اسے سنائی دے رہی تھیں اور آوازوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ باہر صرف وہی چار ہی نہیں اور بھی بہت سے لوگ ہیں لیکن عبدالناصر

کی پوری توجہ فی الحال اپنے آپ کو کسی طرح آزاد کرانے پر مرتکز تھی۔ جیپ میں ان کی گرفت سے فرار ہونے کی کوئی کوشش کی جا سکتی تھی۔ اس نے جیپ کی سائیڈ سیٹ کا سہارا لیا اور پھر اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش شروع کر دی۔ آخر پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد اٹھ کر کھڑا تو نہ ہو سکا البتہ وہ جیپ کی ایک نشست پر بیٹھ جانے میں کامیاب ضرور ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے اوپر والے جسم کو آگے کی طرف جھکایا اور اس کے دونوں بازو مڑ کر اس کے سر کے اوپر سے ہوتے ہوئے آگے کی طرف ہو گئے۔ گو اسی طرح اس کے بازو مڑ گئے تھے اور ان میں شدید تکلیف محسوس ہونے لگ گئی تھی لیکن آزادی ایک ایسا لفظ تھا جس نے یہ ساری تکلیف وقتی طور پر فراموش کر دی تھی۔ اس نے اپنے نچلے جسم کو سیٹ پر پیچھے کی طرف دھکیلا اور چند لمحوں بعد اس کے بندھے ہوئے لیکن مڑے ہوئے ہاتھ اس کی پنڈلیوں پر اس جگہ تک پہنچ گئے جہاں رسی بندھی ہوئی تھی۔ اس نے جلدی سے انگلیوں کو حرکت دی اور ایک لمحے بعد اس کی انگلیاں اس رسی کے سرے کو پکڑ لینے میں کامیاب ہو چکی تھیں جس سے گانٹھ باندھی گئی تھی اس نے ایک جھٹکے سے رسی کھینچی اور اس کے ساتھ ہی گانٹھ کھلی اور اس کے پیر رسی کی گرفت سے آزاد ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے کھسکتا ہوا جیپ کی اندرونی بند سائیڈ کی طرف ہو گیا جہاں جیپ کے ڈرائیونگ کیبن کی پشت تھی۔ وہاں درمیان میں شیشے کی ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی جو بند تھی البتہ اس کا کنارہ تھوڑا سا اکھڑا ہوا تھا۔ اور اس نے ہاتھ آگے کر لینے کی وجہ سے کلائیوں میں بندھی ہوئی گانٹھ کا اندازہ چیک کر لیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس کنارے کو گانٹھ کی ایک قدرے ڈھیلی رسی کے درمیان داخل کرنے کے بعد وہ جھٹکے سے اس گانٹھ کو کھول لینے میں کامیاب رہے گا اور ایسا ہی ہوا۔ چند لمحوں کی کوششوں کے بعد

اس کے ہاتھ آزاد ہو چکے تھے۔ اب آزاد ہونے کے بعد مسئلہ یہاں سے فرار کا تھا وہ تیزی سے جیپ کے کھلے حصے کی طرف بڑھا۔ اسے اب آوازیں جیپ کے ڈرائیونگ کیبن کی طرف سے آ رہی تھیں۔ اس نے سر باہر نکال کر جھانکا تو اس کا دل مسرت سے معمور ہو گیا کیونکہ وہ جیپ صحرا میں موجود بڑے بڑے ٹیلوں کے قریب موجود تھی اور اس طرف کوئی آدمی نہ تھا۔ وہ کسی سانپ کی سی تیز رفتاری سے جیپ سے نیچے اترا اور بجلی کی سی تیزی سے ایک ٹیلے کی اوٹ میں چلا گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے پورے جسم کی قوت لگا کر ان ٹیلوں کے پیچھے ہی پیچھے دوڑنا شروع کر دیا چونکہ وہ ان صحراؤں سے مانوس تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ کس طرح وہ جیپ والوں کی نظروں سے بچا رہ سکتا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی اس کے فرار کا علم ہوگا وہ لوگ جیپوں کے ذریعے اس پورے علاقے کو گھیر لیں گے۔ اس لئے وہ کسی ایسی صحرائی لومڑی کی طرح اپنے پورے جسم و جان کی طاقت سے بھاگ رہا تھا جس کے پیچھے خونخوار بھیڑیئے لگے ہوئے ہوں۔ دور دور تک لق و دق صحرا پھیلا ہوا تھا۔ اس کا پورا جسم پسینے میں شرابور ہو گیا تھا لیکن وہ مسلسل دوڑ رہا تھا۔ اس کی نظریں بار بار کسی نخلستان کی تلاش میں صحرا کو دیکھ رہی تھیں لیکن دور دور تک صرف ریت کے چھوٹے بڑے ٹیلے ہی نظر آ رہے تھے۔ اس کا سانس بری طرح پھول گیا تھا اور آخرکار وہ ایک جھٹکے سے ریت پر گرا۔ اور بری طرح ہانپنے لگا۔ اسے سخت پیاس محسوس ہو رہی تھی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اٹھ کر پھر دوڑ پڑے لیکن مسلسل تیز دوڑنے کی وجہ سے اس کا جسم جیسے بے جان سا ہو گیا تھا اور سانس کسی طور بھی قابو میں نہ آ رہا تھا اس لئے وہ وہیں ٹیلے کی جڑ میں پڑا ہانپتا رہا۔ اچانک دور سے اسے جیپ کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار اٹھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے دونوں ہاتھوں سے

ریت ہٹانی شروع کر دی۔ اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہ تھی کہ وہ اپنے آپ کو ریت میں چھپا لے۔ تھوڑی دیر بعد اس کا جسم ریت کے اندر غائب ہو چکا تھا اور وہ اوندھے منہ پڑا تھا۔ اس کے سر پر بھی ریت کا ڈھیر تھا۔ بس ناک اور آنکھوں کے سامنے ریت ہٹی ہوئی تھی۔ اس وجہ سے وہ سانس بھی لے رہا تھا اور اس طرف کو دیکھ بھی رہا تھا جس طرف سے جیپ کی آواز سنائی دے رہی تھی اور چند لمحوں بعد ایک بڑی سی جیپ نمودار ہوئی اور پھر عبدالناصر نے اپنا سانس بھی روک لیا لیکن دوسرے لمحے اس کا شعوری طور پر رکا ہوا سانس لاشعوری طور پر رک گیا کیونکہ جیپ تیزی سے اس ٹیلے کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی جس کی جڑ میں وہ پڑا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد جیپ اس سے ذرا دور ایک جھٹکے سے رکی اور اس کے ساتھ ہی ایک آواز سنائی دی۔

"وہ اس ٹیلے کی جڑ میں چھپا ہوا ہے"۔ —— اور اس فقرے کو سنتے ہی عبدالناصر کے دل و ذہن میں ایسی مایوسی کی لہر ابھری کہ اس کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑ گیا۔ اسے ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس فقرے نے اس کے دل کو واقعی چیر کر رکھ دیا ہو اور پھر اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔

ریت کے اس وسیع و عریض صحرا کے تقریباً وسط میں ایک پرانی سی عمارت موجود تھی جو کہ اب کھنڈرات میں تبدیل ہو چکی تھی لیکن اس کے ایک ٹوٹے پھوٹے کمرے کے فرش پر عمران اور اس کے ساتھی جھکے ہوئے تھے وہ اس کے پرانی اینٹوں سے بنے ہوئے فرش کو اکھیڑنے میں مصروف تھے۔ تھوڑی دیر بعد فرش کے ایک کونے کے کافی سارے حصے سے اینٹیں اکھڑ گئی تھیں۔

"بس کافی ہے۔ اب مشین لے آؤ" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے تنویر سے کہا۔

"میں لے آیا ہوں" ——— اسی لمحے ابو سنجد نے آگے بڑھ کر کہا۔ اس کے ہاتھ میں ایک عجیب ساخت کی مشین تھی۔ عمران نے وہ مشین اس سے لے لی اور پھر اسے اینٹوں سے خالی زمین پر رکھ کر اس نے اس کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ دوسرے لمحے مشین میں جیسے زندگی کی لہر سی دوڑ گئی

اس پر موجود بہت سے چھوٹے بڑے بٹن تیزی سے جلنے بجھنے لگ گئے۔ لیکن درمیان میں موجود ایک بڑا سا بلب ویسے ہی بجھا ہوا تھا۔ عمران غور سے اسے دیکھتا رہا اور پھر اس نے اس کے بٹن آف کرنے شروع کر دیئے۔

"بات نہیں بنی۔ اب اس جگہ کو کھودنا پڑے گا" ——— عمران نے مشین کو اٹھا کر ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔

"جیپ سے بیلچے لے آؤ" ——— عمران نے کہا اور صفدر اور تنویر تیزی سے باہر کی طرف مڑ گئے۔ تقریباً چار یا پانچ منٹ بعد وہ واپس آئے تو ان کے ہاتھوں میں بیلچے موجود تھے اور انہوں نے کھدائی کے ماہر مزدوروں کی طرح کھدائی شروع کر دی۔ جولیا اور ابو سنجد ایک طرف خاموش کھڑے تھے۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے کافی ساری کھدائی کر ڈالی چونکہ نیچے مٹی کی تہہ کے بعد ریت تھی اس لئے کھدائی آسان تھی۔

"بس کافی ہے۔ اب اٹک ہو جائے گا" ——— عمران نے کہا اور پھر وہ مشین اٹھائے اس گڑھے میں اتر گیا۔ اس نے مشین پہلے کی طرح گڑھے کی نرم زمین پر رکھی اور اس کے بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ ایک بار پھر مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی اور اس کے بلب جل اٹھے اور چند لمحوں بعد ایک جھماکے سے وہ بڑا بلب بھی جل اٹھا۔

"ویری گڈ' اب کام بن گیا" ——— عمران نے ایک ناب گھماتے ہوئے کہا اور ناب گھومتے ہی اس کے اوپر موجود ڈائل پر سوئی حرکت میں آگئی اور جیسے سوئی حرکت کرتی ہوئی ایک مخصوص حصے پر پہنچی تو عمران نے ہاتھ ہٹا لیا اور پھر اچھل کر وہ گڑھے سے باہر نکل آیا۔

"آؤ اب بوگانو کے ہیڈ کوارٹر کی مکمل تباہی کا بندوبست ہو گیا ہے"۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کمرے کے ٹوٹے پھوٹے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" یہ مشین کہیں بند نہ ہو جائے "۔۔۔۔۔ جولیا نے اس کے ساتھ ہی مڑتے ہوئے کہا۔

" ارے نہیں، اس کے اندر موجود طاقتور بیٹری اسے مسلسل چالیس گھنٹوں تک چلا سکتی ہے "۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور وہ مختلف ٹوٹے پھوٹے کمروں میں سے ہوتے ہوئے عمارت سے باہر آگئے جہاں دو بڑی بڑی جیپیں موجود تھیں۔ اگلے والی جیپ کے ساتھ لاغوت کا سردار حارث بھی کھڑا تھا۔

" اب بوگا نو کے اس چیف باس کو باہر لے آؤ تاکہ اس شیطانی ہیڈ کوارٹر کا خاتمہ اس کے اپنے ہاتھوں سے ہی مکمل ہو سکے "۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا پچھلی جیپ کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران اور اس کے باقی ساتھی وہیں اگلی جیپ کے ساتھ ہی رک گئے تھے۔

" عمران صاحب، عبدالناصر غائب ہے اور رسیاں کھلی پڑی ہیں "۔۔۔۔۔ دوسرے لمحے صفدر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور یہ فقرہ ایسا تھا کہ عمران سمیت سب بے اختیار اچھل پڑے۔

" کیا ۔۔ کیا کہہ رہے ہو "۔۔۔۔۔ عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا اور وہ دوڑتا ہوا جیپ کی طرف بھاگ پڑا۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے۔ حتیٰ کہ سردار حارث بھی ان کے ساتھ ہی بھاگا تھا۔ اسی لمحے صفدر جیپ کی اوٹ سے نمودار ہوا تو اس کے ہاتھ میں دو رسیاں موجود تھیں۔

" اس نے گانٹھیں کھول لی ہیں۔ یہ رسیاں کٹی ہوئی ہیں "۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

" ویری بیڈ، اسے پکڑو وہ زیادہ دور نہیں جا سکتا۔ حارث تم وہ جیپ لے کر دائیں طرف جاؤ میں بائیں طرف جاتا ہوں "۔۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ یکلخت ریت پر گرا اور جیپ کے نیچے جھانکنے لگا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور دروازہ کھول کر جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسری طرف سے جولیا بیٹھ چکی تھی اور عمران نے ایک جھٹکے سے جیپ سٹارٹ کی اور پھر اسے تیزی سے موڑا اور آگے دوڑانے لگا۔

" وہ کیسے رسیوں سے آزاد ہو گیا "۔۔۔۔۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" بوگا نو کا سپر چیف ۔۔ مطلب ہے شیطان اعظم جو ہوا "۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا لیکن اس کی نظریں ونڈ سکرین پر اس زاویے پر جمی ہوئی تھیں جیسے وہ ریت کو دیکھ رہا ہو۔ حارث جیپ لے کر ٹیلوں کی اوٹ میں چلا گیا تھا اس لئے وہ جیپ نظر نہ آ رہی تھی۔

" کیا تم اس کے پیروں کے نشانات دیکھ رہے ہو، مجھے تو نظر نہیں آ رہے "۔ جولیا نے کہا۔

" یہاں ریت پر پیروں کے نشانات اس طرح نظر نہیں آتے جس طرح سخت زمین پر نظر آتے ہیں۔ یہ دوسرے انداز میں ہوتے ہیں اور دوسرے انداز میں ہی چیک کئے جاتے ہیں "۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ وہ ٹیلوں کی اوٹ میں جیپ اڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد اس نے جیپ کی رفتار کم کرنی شروع کر دی۔

" کیا ہوا "۔۔۔۔۔ جولیا نے جیپ کی رفتار کم ہوتے دیکھ کر کہا کیونکہ اسے دور دور تک صرف صحرا اور ریت کے ٹیلے ہی نظر آ رہے تھے۔

"میں نے اسے چیک کر لیا ہے" ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور جیپ کو آہستہ آہستہ ایک ٹیلے کی طرف لے جانے لگا۔ اس نے جیپ کی رفتار اور کم کر دی تھی۔ جولیا حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی لیکن اسے سوائے ریت کے اور کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔

"کہاں ہے وہ" ۔۔۔۔۔ جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ اس ٹیلے کی جڑ میں چھپا ہوا ہے" ۔۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ جیپ رک چکی تھی اس لئے وہ دروازہ کھول کر نیچے اترا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا سامنے موجود ایک اونچے ٹیلے کی جڑ کی طرف دوڑ پڑا۔ جولیا بھی اتر کر اس کے پیچھے دوڑی اور صفدر اور تنویر بھی جیپ کے عقبی حصے سے اتر کر ان کے پیچھے لپکے۔ عمران نے ٹیلے کی جڑ میں جھک کر ہاتھ بڑھایا اور دوسرے لمحے جولیا یہ دیکھ کر حیرت سے اچھل پڑی کہ عمران نے ریت کے اندر مکمل طور پر دھنسے ہوئے ایک آدمی کو ایک جھٹکے سے باہر کھینچ لیا تھا۔ وہ واقعی عبدالناصر تھا لیکن اس کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ بیہوش ہو چکا تھا۔

"کمال ہے ۔ تم نے ہی اسے ڈھونڈھا ہے ورنہ ہمیں اس حالت میں یہ کبھی نظر نہ آتا" ۔۔۔۔۔ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کمال کے لئے آدمی کو صحرائی لومڑیوں کا شکاری بننا پڑتا ہے۔ اس طرح چھپنا صحرائی لومڑیوں کا خاص انداز ہے۔ یہ شخص یقیناً صحرائی لومڑیوں کا شکاری رہا ہے اس لئے اسے اس انداز کا علم ہے" ۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے جھک کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھا اور پھر اس نے اس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد عبدالناصر کے جسم میں حرکت محسوس ہوئی اور عمران پیچھے ہٹ

گیا۔ عبدالناصر کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی۔ اس کے چہرے پر شدید خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تم نے اس طرح آزادی کے لئے جدوجہد کر کے میرے دل میں اپنی قدر بڑھا لی ہے عبدالناصر" ۔۔۔۔۔ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ عبدالناصر کو اس کے اس کارنامے پر مبارک باد دے رہا ہو۔

"تت تت تم نے مجھے پا لیا۔ کاش میں کسی نخلستان تک پہنچ جاتا۔ بہر حال ٹھیک ہے اب میں اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہوں" ۔۔۔۔۔ عبدالناصر نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"ارے ارے اس قدر شاندار انداز میں جدوجہد کرنے کے بعد اس طرح مایوسانہ لہجہ اپنانا تمہارے شایان شان نہیں۔ چلو اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ" ۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عبدالناصر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

اسی لمحے انہیں دور سے دوسری جیپ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی حارث والی بڑی جیپ ایک ٹیلے کی اوٹ سے نمودار ہوئی۔ جیپ ان کے قریب آ کر ایک جھٹکے سے رک گئی۔

"یہ مل گیا ۔ کہاں چھپا ہوا تھا" ۔۔۔۔۔ جیپ رکتے ہی ابونجد نے نیچے اترتے ہوئے کہا اور سردار حارث بھی جو ڈرائیونگ سیٹ پر تھا نیچے اتر گیا تھا۔

"تم ۔ تم ابونجد۔ تم غدار ۔ کاش تمہاری اس غداری پر میں تمہیں سزا دے سکتا" ۔۔۔۔۔ عبدالناصر نے جو خاموش کھڑا تھا یکلخت دانت پیستے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ۔ یہ ہوا نا لوگانو کے چیف باس کا انداز" ۔۔۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور عبدالناصر نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"تم مسلمان ہو کر یہودیوں سے ملے ہوئے ہو۔ تم مسلمانوں کی ہلاکت کے لئے یہودیوں کو انتہائی ہلاکت خیز ہتھیار بنا کر دے ـــــ میں لعنت بھیجتا ہوں تم پر اور تمہاری اس شیطانی تنظیم پر"۔ ـــــ ابونجد نے انتہائی نفرت آمیز لہجے میں کہا۔

"اس کے سیکشن چیفس کو جیپ سے نیچے اٹھا لاؤ"۔ ـــــ عمران نے مڑ کر صفدر اور تنویر سے کہا۔

"سیکشن چیفس ـــ کک کک کیا مطلب"۔ ـــــ عبدالناصر نے اچھلتے ہوئے کہا۔

"فارسی زبان میں ایک مثال ہے کہ مرگ انبوہ جشن دارد یعنی بہت سی موتیں مل کر ایک جشن کا سا سماں بنا دیتی ہیں اور جب اس وقت جشن منانا چاہتا ہوں۔ میں نے سوچا کہ تمہیں بھی اس جشن میں شریک ہونے کا پورا پورا موقع دیا جائے"۔ ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ تم ـ تم"۔ ـــــ یکلخت عبدالناصر نے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے پاگلوں کے سے انداز میں عمران پر حملہ کر دیا لیکن عمران بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹا اور پھر اس سے پہلے کہ عبدالناصر سنبھلتا عمران کی بھرپور لات اس کی پشت پر پڑی اور وہ چیختا ہوا منہ کے بل ریت پر گرا ہی تھا کہ عمران نے آگے بڑھ کر اس کی پشت پر اپنا پیر رکھ دیا۔

"جولیا جیپ کے ڈیش بورڈ میں کلپ ہتھکڑی موجود ہے' وہ لے آؤ"۔ ـــ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور جولیا تیزی سے جیپ کی طرف بڑھ گئی۔ عبدالناصر نے اٹھنے کی بے حد کوشش کی لیکن عمران کے پیر میں نجانے کیسی قوت تھی کہ وہ صرف پھڑک رہا تھا' اُٹھ نہ سکتا تھا۔ اتنی دیر میں جولیا کلپ ہتھکڑی لے آئی اور

پھر اس نے خود ہی جھک کر اس کے دونوں بازو پشت پر کر کے کلپ ہتھکڑی ڈال دی اور اس کے ساتھ ہی عمران پیچھے ہٹ گیا۔

صفدر' تنویر' ابونجد اور سردار حارث بڑی جیپ کے عقب سے آٹھ بیہوش افراد کو لا کر ریت پر لٹا چکے تھے۔ ان کے ہاتھ اور پیر بھی رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔

"اسے اُٹھا کر کھڑا کر دو"۔ ـــــ عمران نے جولیا سے کہا اور خود وہ اپنی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آ گیا۔

"ان کو ہوش میں لے آؤ تاکہ یہ لوگ بھی لوگانو ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے شاندار نظارے سے محظوظ ہو سکیں"۔ ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عبدالناصر پہلے تو چونکا پھر اس کے لبوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ اُبھر آئی۔

"تم نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو پکڑ تو لیا ہے لیکن تم لوگانو ہیڈ کوارٹر کو تباہ نہیں کر سکتے۔ کبھی نہیں کر سکتے۔ لوگانو ہیڈ کوارٹر قائم رہے گا اور ہمیشہ قائم رہے گا"۔ ـــــ عبدالناصر نے یکلخت سرد لہجے میں کہا۔

"شیطان کو ہمیشہ یہی دعویٰ رہا ہے کہ وہ آدم سے زیادہ عقلمند ہے اور اس دعویٰ نے اسے مردود بنا دیا ہے۔ تمہارا بھی یہی حشر ہو گا عبدالناصر ـــ مجھے معلوم ہے کہ تم یہ بات کیوں کر رہے ہو۔ تم نے پورے ہیڈ کوارٹر میں سُپر میگان کی ایس ریز کا جال بچھا رکھا ہے اور ان ریز کی موجودگی کی وجہ سے ہی تم یہ بات کر رہے ہو اور مجھے اعتراف ہے کہ ان ریز کی وجہ سے کوئی ڈائنا منٹ' کوئی بم تمہارے اس ہیڈ کوارٹر کو نہیں تباہ کر سکتا لیکن تم سے ایک بہت بڑی حماقت ہوئی ہے اور وہ ہے ـــ اینٹی میگان کی ایس ریز

کی سرکل مشین کو اپنے پاس رکھنے کی اور تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ میں وہ مشین وہاں سے ساتھ لے آیا ہوں اور اس مشین کی وجہ سے مجھے قصبہ لاغوت سے ساتھ تمہارے اس قدیم لوگا نو معبد تک آنا پڑتا ہے کیونکہ ان ریز کا سنٹر تقریباً یہی بنتا ہے اور جب تک اس کے سنٹر کو لنک نہ کیا جائے ان کا سرکٹ ہنیگو نہیں کیا جا سکتا اور تمہیں فرار ہونے کا موقع بھی اس لئے مل گیا تھا کہ ہم اس پرانے حصہ میں اس مشین کو ایڈجسٹ کرنے میں مصروف تھے اور مشین آن ہو چکی ہے اور اس کا آپریٹس میری جیب میں ہے۔ یہ دیکھو"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور جیب سے ایک چھوٹا سا سیاہ رنگ کا چپٹا سا باکس نکال لیا جس پر دو بٹن اور ایک بلب موجود تھا اور عبدالناصر کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔

"تت تت تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہو گیا۔ مجھے اس کا دعویٰ تھا کہ یہ ناقابل شکست ہے اور دنیا بھر میں کسی کو اس کے بارے میں معلوم نہیں ہے"۔ عبدالناصر نے رک رک کر کہا۔

"اس سے اگر تمہاری مراد ڈاکٹر ولنسٹائن سے ہے جو ان ریز سرکٹ کا موجد ہے تو پھر اس نے واقعی تمہارے ساتھ چکر کھیلا ہے کیونکہ یہ ایجاد تو ایکریمیا اور روسیاہ کی تمام اہم لیبارٹریوں میں استعمال کی جا رہی ہے اور ہر سائنسدان کی طرح اس ڈاکٹر ولنسٹائن میں بھی یہ فطری کمزوری موجود تھی کہ وہ دنیا کو اس ایجاد سے متعارف کرا کر اس کا باقاعدہ کریڈٹ لینا چاہتا تھا چنانچہ اس نے ایک سائنسی رسالے میں اس پر باقاعدہ مقالہ تحریر کر ڈالا اور گو اس نے اس کے فارمولے کو کامیابی سے چھپا لیا تھا لیکن بہرحال اس کی ساخت اس کی ورکنگ اور اس کے ہنیگو ہونے کے بارے میں تفصیلات

اس رسالے میں درج تھیں اور یہ بھی بتا دوں کہ اس کے اس کریڈٹ لینے کے شوق نے اس کی زندگی کا بھی چراغ گل کر دیا کیونکہ وہ یہ ایجاد علیحدہ علیحدہ ایکریمیا اور روسیاہ کے ہاتھوں میں فروخت کر چکا تھا اور اس مضمون کے شائع ہونے کے بعد انہیں خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ اگر اس کی ساخت اور فارمولا بھی سامنے آ گیا تو ان کی لیبارٹریاں غیر محفوظ ہو سکتی ہیں اس لئے انہوں نے اسے گولی مروا کر ہلاک کر دیا تھا لیکن بہرحال اس نے تو جو کریڈٹ لینا تھا سو لے لیا میں نے اس کے مضمون کا کریڈٹ ضرور لے لیا ہے کہ اس طرح لوگا نو کا ہیڈ کوارٹر تباہ کرنے کا موقع میسر آ گیا ہے ورنہ واقعی یہ ہیڈ کوارٹر کسی صورت بھی تباہ نہ ہو سکتا"۔ ---- عمران نے جواب میں باقاعدہ تقریر کر ڈالی اور عبدالناصر کا چہرہ مایوسی کی شدت سے بری طرح لٹک گیا۔ اس کے آٹھ ساتھی اس دوران ہوش میں آ چکے تھے اور وہ بندھی ہوئی حالت میں ریت پر لیٹے مایوسانہ انداز میں اپنے چیف باس اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہے تھے۔

"تم۔ تم جس قدر دولت چاہو لے لو۔ میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ یہودیوں کے ساتھ کوئی سودا بازی نہ کروں گا۔ تم مجھے اور میرے ہیڈ کوارٹر کو بخش دو"۔ ---- عبدالناصر نے کہا۔

"شیطان کے وعدے پر جس نے بھی اعتبار کیا اس کا ٹھکانہ بہرحال جہنم ہی بنتا ہے اس لئے سوری شیطان اعظم صاحب"۔ ---- عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باکس پر موجود ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی باکس پر لگا ہوا بلب جل اٹھا۔

"مت تباہ کرو، مت تباہ کرو، مجھے مار ڈالو مگر ہیڈ کوارٹر کو مت تباہ کرو"۔ ---- یکلخت عبدالناصر نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

لیکن اسی لمحے عمران نے دوسرا بٹن دبا دیا اور اس کے ساتھ ہی بلب ایک جھماکے سے بجھ گیا۔ دوسرے لمحے دور صحرا کی ایک وسیع پٹی میں تیز تیز گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور پھر جیسے کوئی خوفناک سا آتش فشاں پھٹتا ہے اس طرح صحرا کا وہ حصہ فضا میں اوپر اٹھتا چلا گیا۔ ہر طرف ریت کا ایک طوفان سا برپا ہوگیا جس میں سرخ سرخ شعلوں کی لپک بھی موجود تھی۔

" اوہ اوہ ہیڈ کوارٹر تباہ ہوگیا ' میرا ہیڈ کوارٹر تباہ ہوگیا " ——— یکلخت عبدالناصر نے پاگلوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے کہا، اور اس کے ساتھ ہی وہ اوندھے منہ ریت پہ گرا اور اس طرح ایڑیاں رگڑنے لگا جیسے اس کی روح جسم سے نکل رہی ہو۔ اب آسمان پر ریت کا بادل سا بن گیا تھا۔ سرخ شعلے ختم ہو چکے تھے کیونکہ ہزاروں ٹن ریت پہلے دھماکے سے فضا میں اٹھی تھی اور پھر واپس نیچے گرنے لگی تھی اور وہ سب خاموش کھڑے اس تباہی کو دیکھ رہے تھے۔ ریت کا بادل ان کی مخالف سمت میں جا رہا تھا کیونکہ ہوا کا رُخ ادھر ہی تھا ورنہ شاید وہ بھی اس ریت کے بادل میں پھنس کر مستقل نہ سہی عارضی طور پر یقیناً ریت میں زندہ دفن ہو جاتے۔

کافی دیر بعد صورت حال قدرے نارمل ہوئی تو عمران کے ساتھیوں نے ایک طویل سانس لیا۔ یہودیوں کا ایک اور خوفناک ہیڈ کوارٹر بالآخر تباہ ہو چکا تھا۔

" یہ صدمے سے بیہوش ہو چکا ہے ' اسے ہوش میں لے آؤ " ——— عمران نے سرد لہجے میں ساتھ کھڑے صفدر سے مخاطب ہو کر ریت پر اوندھے منہ ساکت پڑے ہوئے عبدالناصر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور صفدر تیزی سے عبدالناصر کی طرف بڑھا۔ عبدالناصر کے ساتھی پھٹی پھٹی آنکھیں لئے اس طرح ساکت بیٹھے ہوئے تھے جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر انہیں مجسموں میں تبدیل کر دیا ہو۔

" یہ تو مر چکا ہے " ——— اچانک صفدر نے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔

" اوہ تو ایک بار پھر یہ فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا ہے مگر اب مجبوری ہے۔ اب میں اسے تلاش نہیں کر سکتا " ——— عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" تم نے خوامخواہ یہ ڈرامہ کیا ہے " ——— جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" میں تو سمجھا تھا لوگانو کا چیف باس ہے خاصے دل گردے اور مضبوط اعصاب کا مالک ہوگا اور ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے بعد اس کی قوت مدافعت ختم ہو جائے گی اور پھر یہ آسانی سے ان یہودی تنظیموں کے متعلق تفصیلات بتائے گا جن سے اس کا رابطہ ہے لیکن اب مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ شوہروں کی طرح اتنا بودا نکلے گا کہ بیگم کے روٹھنے کا تصور کرتے ہی جان سے گزر جائے گا " ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم ——— تم پھر پٹڑی سے اتر نے لگے ہو " ——— جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ابھی کہاں اترا ہوں۔ اسی لئے تو کہتا ہوں کہ صفدر بھائی خطبہ نکاح یاد کر لو مگر صفدر . . . " ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بس بس زیادہ بکواس کی ضرورت نہیں ہے۔ اب ان کا کیا کرنا ہے " ——— جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور شاید اس نے بات بدلنے کے لئے عبدالناصر کے ساتھیوں کی بات شروع کر دی تھی۔

" یہ ابوسنجد کے ساتھی رہے ہیں اس لئے ابوسنجد جانے اور یہ جانے ' میں نے تو مادام تاؤ کا انتقام لینا تھا لے لیا " ——— عمران نے کہا تو جولیا

بے اختیار اچھل پڑی۔

" مادام تاؤ کا انتقام — کیا مطلب۔ یہ مادام تاؤ کا ذکر کیسے آگیا" —— جولیا نے انتہائی غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

" ارے تمہیں نہیں معلوم۔ کمال ہے۔ حیرت ہے۔ یہ یہودیوں والا تو بس ایک بہانہ تھا۔ اصل میں تو اس عبدالناصر کے ماتحت ڈاکٹر زیدانی سے یہ گستاخی ہوئی تھی کہ اس نے مادام تاؤ کی عزت پر بری نظر ڈالی تھی اور تم جانتی ہو کہ یہ بات کس قدر ناقابل برداشت ہے" —— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" تو — تو تم یہاں مادام تاؤ کی بے عزتی کا انتقام لینے آئے تھے۔ تم۔ تم . . . " —— جولیا نے عجیب سے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے وہ اپنی آنکھوں میں بھر آنے والے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کر رہی ہو۔

" بالکل — مادام تاؤ پاکیشیائی شہری ہے اور کم از کم میں یہ کبھی برداشت نہیں کرسکتا کہ دنیا کا کوئی فرد پاکیشیا کی شہری عورت کی طرف ٹیڑھی نظر بھی ڈالے۔ جو آدمی اپنی ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں کی عزت کی حفاظت نہیں کرسکتا اسے زندہ رہنے کا بھی حق نہیں ہے" —— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو جولیا کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

" اوہ تم واقعی عظیم ہو۔ واقعی جو شخص ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی حفاظت نہیں کرسکتا اسے زندہ رہنے کا حق نہیں ہے" —— جولیا نے کھل کر مسکراتے ہوئے کہا۔

" البتہ ہونے والی بیوی کی بات دوسری ہے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا چونک پڑی۔

" کیوں — کیوں کیا وہ . . . " —— جولیا کے ہونٹ ایک بار پھر بھینچنے لگے تھے لیکن وہ اپنا فقرہ مکمل نہ کرسکی تھی۔

" اب اس کے بھائی کا بھی تو کوئی فرض ہے۔ کیوں تنویر" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا نے بے اختیار منہ دوسری طرف پھیر لیا۔

" تو مادام تاؤ تمہاری بہن ہے" —— تنویر نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

" بالکل بالکل۔ شادی سے پہلے تو سب بہنیں ہوتی ہیں۔ یار صفدر تم بھی تو کچھ بولو" —— عمران نے کہا۔ اور جولیا نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے آنکھیں نکالیں جبکہ صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

" یہ بہن بھائی والا قصہ بعد میں طے ہوتا رہے گا۔ ان لوگوں کا کیا کرنا ہے" —— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" یہ سب عبدالناصر کے خاص ساتھی ہیں لیکن اس وقت بے بس ہیں اس لئے اس حالت میں انہیں ہلاک کرنے کی بجائے انہیں رہا کردو۔ اس کے بعد اگر یہ سردار حارث کے قصبے لاغوت جائیں تو سردار حارث جانے اور اس کا قصبہ اور اگر یہ لق و دق صحرا زندہ کراس کر کے کہیں اور پہنچ جائیں تو ان کی قسمت" —— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اگر یہ میرے قصبے میں آئے تو میں انہیں عبرت ناک موت ماروں گا۔ ابھی میں نے الجوف کے سردار ہشام سے بھی حساب چکانا ہے جس نے غداری کرتے ہوئے میرے مہمانوں کو لوگانو کے حوالے کردیا تھا" —— سردار حارث نے جواب دیا۔

" ہم۔ ہم میں کچھ کہنا چاہتا ہوں" —— اچانک ایک بندھے

ہوئے آدمی نے کہا۔

"لو تو تمہاری زبان تو نہیں بندھی ہوئی"۔ ـــــــ عمران نے جواب دیا۔

"یہ درست ہے کہ ہم عبدالناصر کے ساتھی تھے اور مجرم تھے جیسے ابو نجد ہمارا ساتھی تھا اور مجرم تھا لیکن میں خدائے واحد کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ہمیں ہرگز یہ علم نہ تھا کہ عبدالناصر جو حربے تیار کرتا ہے وہ یہودیوں کے ہاتھ فروخت کرتا ہے۔ آپ کی زبانی ہمیں پہلی بار اس کا علم ہوا ہے اس لئے ہمیں بھی ابو نجد کی طرح معافی ملنی چاہیے اور ہمارا یہ وعدہ بھی ہے کہ ہم آئندہ جرم نہیں کریں گے۔ ہم نے جرم کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے"۔ ـــــــ اس آدمی نے کہا اور باقی سب نے بھی اس کی بھرپور انداز میں تائید کر دی اور عمران نے محسوس کیا کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں یہ ان کی دل کی آواز ہے۔

"اوہ کے کھول دو انہیں"۔ ـــــــ عمران نے کہا اور صفدر اور اس کے ساتھیوں نے آگے بڑھ کر ان کی رسیاں کھول دیں۔

"سردار ابو نجد جس طرح ان صاحب نے مہربانی کی ہے آپ بھی ہم پر مہربانی کریں اور ہمیں اپنے ساتھ رکھ لیں اپنے ہوٹل میں کوئی بھی ملازمت دے دیں کیونکہ ہمارا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے ہم سب کو عبدالناصر نے یتیم خانوں سے حاصل کیا تھا اور چونکہ ہمیں یہاں ہر عیش مہیا تھا اس لئے ہم اس کے وفادار تھے"۔ ـــــــ وہ سب ابو نجد کے گرد اکٹھے ہو کر کہنے لگے۔

"اوکے اگر تم واقعی خلوص دل سے یہ سب کچھ کہہ رہے ہو تو میں تمہیں اپنے ساتھ رکھنے کے لئے تیار ہوں"۔ ـــــــ ابو نجد نے کھلے دل سے کہا اور ان سب کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔

ختم شد